تذکرہ اولیائے پاک و ہند

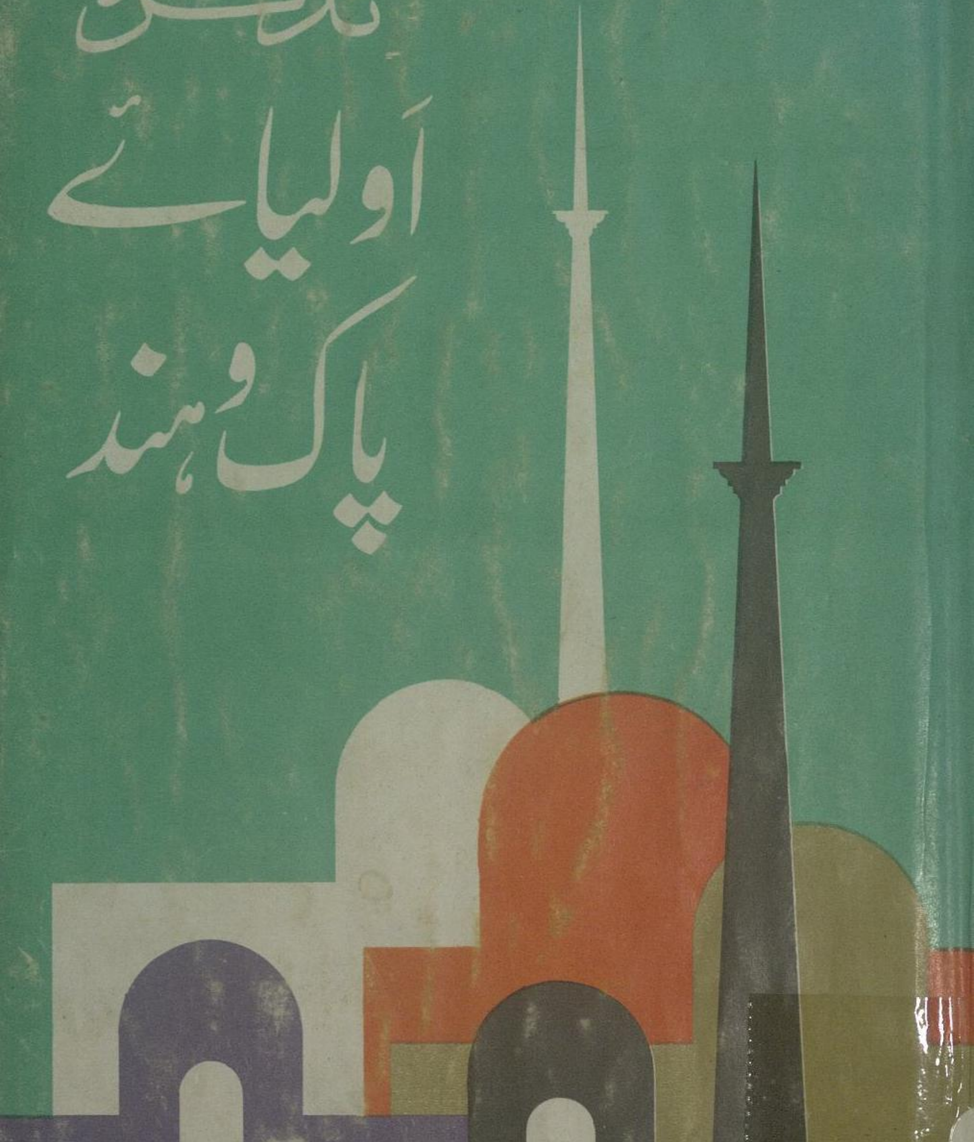

حامد اینڈ کمپنی لاہور

جدید

تذکرۂ اولیائے پاک و ہند

خُم خانۂ تصوّف

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

بانی صدر: دی سوسائٹی آف مسٹکس

سجادہ نشین:

حضرت مخدوم سماء الدین سہروردیؒ (مہرولی نئی دہلی)

حضرت نواب گدڑی شاہ بابا رحمتہ اللہ علیہ (اجمیر شریف)

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

طابع : کمبائن پرنٹرز ۲ بلال گنج لاہور

قیمت : ۲۴ روپے

قطب الاقطاب

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

کی

بارگاہ میں

یہ چند اوراق بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

شارب

جمالِ مصطفیٰ

کس زباں سے ہو بیاں وصفِ کمالِ مصطفیٰ
مِل نہیں سکتی دو عالم میں مثالِ مصطفیٰ
عالمِ امکاں کی زینت ہے کمالِ مصطفیٰ
نور بار و رحمت افشاں ہے جمالِ مصطفیٰ
عرش سے تا فرش روشن ہے جمالِ مصطفیٰ
ذرے ذرے سے نمایاں ہے کمالِ مصطفیٰ
جان و دل میں قلب میں جسم و روانِ روح میں
ہے بہر صورت بہر سیرت جمالِ مصطفیٰ
جگمگا اُٹھے ضیائے نورِ حق سے بحر و بر
آشکارا جب ہوا حُسنِ جمالِ مصطفیٰ
عرش پر بے پردہ دیکھا جلوۂ نورِ احد
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوتا کمالِ مصطفیٰ
قلب روشن ہوگیا سینہ مُنوّر ہوگیا
شارب آیا جب نظر مجھ کو جمالِ مصطفیٰ

مددے!

بے مددگارِ منم حضرتِ حیدر مددے
دستِ قدرت مددے، فاتحِ خیبر مددے
باعثِ رحمتِ حق مظہرِ الطافِ نبیؐ
حامئ دینِ متیں نفسِ پیمبر مددے
تشنہ لب آمدہ ام بر درت اے آبِ حیات
بحرِ بخشش مددے قاسمِ کوثر مددے
چوں درِ پاکِ تو شد مامن و ملجائے جہاں
حاملِ خلقِ نبی، بامنِ مضطر مددے
شاربِ ادنیٰ غلامے بدرت استادہ
شاہِ قنبر مددے مالک و سرور مددے

فہرست مضامین

دیباچہ

حصہ اول

باب ۱ — حضرت شیخ علی ہجویری — ۱۳

حصہ دوم

باب ۲ — حضرت شیخ جلال الدین تبریزی — ۲۵
باب ۳ — حضرت شیخ محمد ترک نارنولی — ۳۴
باب ۴ — حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز — ۳۶
باب ۵ — حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر — ۳۷
باب ۶ — حضرت شیخ احمد نہروانی — ۳۹
باب ۷ — حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا — ۴۱
باب ۸ — حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر — ۵۰
باب ۹ — حضرت صوفی حمید الدین ناگوری — ۶۴
باب ۱۰ — حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید — ۶۸
باب ۱۱ — حضرت شیخ صدر الدین عارف — ۷۰
باب ۱۲ — حضرت علاء الدین علی احمد صابر — ۷۴
باب ۱۳ — حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی — ۸۲

حصہ سوم

باب ۱۴ — حضرت خواجہ شمس الدین ترک — ۸۹
باب ۱۵ — حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری — ۹۶
باب ۱۶ — حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر — ۱۰۴
باب ۱۷ — حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح — ۱۱۴
باب ۱۸ — حضرت مولانا فخر الدین مروزی — ۱۲۳
باب ۱۹ — حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ — ۱۲۶
باب ۲۰ — حضرت شیخ صدر الدین طبیب دلہا — ۱۲۷
باب ۲۱ — حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء — ۱۲۹
باب ۲۲ — حضرت سید جلال الدین بخاری — ۱۳۶

حصہ چہارم

باب ۲۳ — حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی — ۱۴۹
باب ۲۴ — حضرت شیخ فتح اللہ اودھی — ۱۵۶
باب ۲۵ — حضرت سید محمد گیسو دراز — ۱۵۷
باب ۲۶ — حضرت شاہ نعمت اللہ ولی — ۱۷۲
باب ۲۷ — حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی — ۱۷۶
باب ۲۸ — حضرت شاہ بدیع الدین مدار — ۱۸۳
باب ۲۹ — حضرت شیخ سارنگ — ۱۹۰
باب ۳۰ — حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی — ۱۹۳
باب ۳۱ — حضرت شیخ احمد کھٹو — ۱۹۵
باب ۳۲ — حضرت قطب عالم — ۱۹۸
باب ۳۳ — حضرت قاضی سید عبد الملک المعروف بہ شاہ اجمل — ۲۰۰
باب ۳۴ — حضرت شاہ مینا — ۲۰۱
باب ۳۵ — حضرت شاہ عالم — ۲۰۴
باب ۳۶ — حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی — ۲۰۵

باب	عنوان	صفحہ
باب ۳۷	حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری	۲۰۷
باب ۳۸	حضرت شیخ درویش محمد	۲۱۱
حصہ پنجم		
باب ۳۹	حضرت خواجہ حسین ناگوری	۲۱۵
باب ۴۰	حضرت شاہ کمال کیتھلی	۲۱۸
باب ۴۱	حضرت شیخ بہار الدین	۲۲۴
باب ۴۲	حضرت شیخ احمد مجد شیبانی	۲۲۷
باب ۴۳	حضرت خواجہ خانو	۲۳۰
باب ۴۴	حضرت مولانا شیخ جمالی	۲۲۱
باب ۴۵	حضرت شیخ عبد القدوس	۲۳۷
باب ۴۶	حضرت شاہ عبد الرزاق جھنجانہ	۲۴۲
باب ۴۷	حضرت شیخ حمزہ دھر سوی	۲۴۴
باب ۴۸	حضرت شیخ سلیم چشتی	۲۴۶
باب ۴۹	حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری	۲۵۱
حصہ ششم		
باب ۵۰	حضرت مادھو لال حسین	۲۵۹
باب ۵۱	حضرت شاہ ابو المعالی	۲۶۶
باب ۵۲	حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی	۲۷۱
باب ۵۳	حضرت میاں میر	۲۸۱
باب ۵۴	حضرت شاہ بلاول	۲۹۰
باب ۵۵	حضرت سیدنا شاہ امیر ابو العلیٰ	۲۹۳
باب ۵۶	حضرت مُلّا شاہ	۳۰۲
باب ۵۷	حضرت سرمد شہید	۳۱۰
باب ۵۸	حضرت میر سید محمد کالپوی	۳۱۵
باب ۵۹	حضرت سید دوست محمد	۳۱۸
حصہ ہفتم		
باب ۶۰	حضرت سلطان باہو	۳۲۵
باب ۶۱	حضرت میران سید شاہ بھیکہ	۳۳۴
باب ۶۲	حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی	۳۴۴
باب ۶۳	حضرت بُلّھے شاہ	۳۵۱
حصہ ہشتم		
باب ۶۴	حضرت خواجہ نور محمد مہاروی	۲۵۹
باب ۶۵	حضرت سید عبد اللہ قادری	۳۶۳
باب ۶۶	حضرت شاہ نیاز احمد	۳۶۶
باب ۶۷	حضرت خواجہ محمد سلیمان	۳۷۵
باب ۶۸	حضرت سید غوث علی شاہ	۳۸۰
حصہ نہم		
باب ۶۹	حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن	۳۸۹
باب ۷۰	حضرت حاجی وارث علی شاہ	۳۹۳

دیباچہ

اولیاء کے دل نورِ مشاہدۂ جمال باکمال و مکاشفۂ جلال لایزال سے منوّر، روشن اور تاباں ہیں، وہ ع "آتشِ شوق تیز تر گردد" کا مصداق ہیں۔

وہ مشعلِ نور ہیں۔ وہ تاریکی اور ظلمت کو دُور کرنے والے ہیں۔ وہ سوز و سازِ عشق و محبّت، خلوص و اخلاص، صدق و صفا، لطف و عطا، جُود و سخا، مہر و وفا، حُب و ولا کا پیکر ہیں۔

خلوص اُن کا ہتھیار ہے، اخلاق اُن کی ڈھال ہے، صدق اُن کی تلوار ہے عشق اُن کا تیر ہے۔ تحمّل اُن کا شعار ہے۔ توکّل و قناعت کی دولت اُن کے پاس بے شمار ہے۔

وہ ذہنی غلامی سے آزاد ہیں۔ فائدے کی امید اور نقصان کا خوف اُن کو محکوم اور غلام نہیں بنا سکتا۔ اُنہوں نے ایک ایسے قانونِ حیات کی بنیاد ڈالی جس کی رُو سے انسان کا انسان سے محبت نہ کرنا ایک "جرم" ہے۔

اِن کے قانونِ حیات کے تمام باب، اور ہر باب کی تمام دفعات کا مقصد اور منشاء ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز و نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبّت، انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوّت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم و رضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہو۔

میں نے "معین الہند" لکھ کر خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتی رح کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ پھر "دلّی کے بائیس خواجہ" لکھ کر دلّی کے برگزیدہ پیرانِ عظام کو نذرِ عقیدت پیش کی۔

یہ کتاب اس سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ اس کتاب میں اُن اولیائے کرام کے حالات شامل ہیں جن کے حالات "معین الہند" اور "دلّی کے بائیس۲۲ خواجہ" میں جگہ نہ پا سکے۔

اِس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ ہفتاد یعنی ستر۷۰ اولیائے کرام کے حالاتِ طیّبات، خوارق عادات، غرائب واقعات و حکایات، نادر اسرافات، ترکِ لذات، مراقبات و مشاہدات، اوراد و وظائف و معمولات، کلماتِ طیّبات و تعلیمات، کشف و کرامات، مجاہدات و عبادات و ریاضات، مکشوفات و مقامات درج کئے ہیں۔

یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ اگر میری یہ کتاب اُن اولیائے کرام نے قبول فرمائی تو یہ میری محنت کا بہترین صلہ ہوگا۔

ظہور الحسن شارب

شارب انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک لٹریچر

شارب ہاؤس، جھالرہ، اجمیر شریف

۴، اپریل ۱۹۶۵ء

ایں مدرسہ نیست جائے آواز
از سینہ بسینہ میرسد راز

حصّہ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

حضرت شیخ علی ہجویری

حضرت شیخ علی ہجویری سلطان الطریقت ہیں ـــــ گنج حقیقت ہیں ـــــ برہان الشریعت ہیں۔

خاندانی حالات آپ سادات حسنی سے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے حضرت سیدنا زید شہیدؓ ابن امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد غزنی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے دادا کا نام حضرت علی ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام عثمان ہے۔ [۱]

ولادت آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔

نام آپ کا نام "علی" ہے۔ ہجویر شہر کا نام نہیں ہے، بلکہ غزنی کے ایک محلے کا نام ہے۔ اس لئے آپ "علی ہجویری" کہلاتے ہیں۔

کنیت آپ کی کنیت "ابوالحسن" ہے۔ [۲]

لقب آپ "داتا گنج بخش" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

۱؎ کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ص۲ ۲؎ سفینۃ الاولیا (فارسی) ص۱۶۴

لقب کی وجہ تسمیہ

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری جب لاہور میں رونق افروز ہوئے تو آپ کے مزار مبارک پر اعتکاف فرمایا [۱] چلتے وقت حضرت خواجہ غریب نواز نے حسب ذیل شعر پڑھا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اس روز سے آپ داتا گنج بخش مشہور ہوئے۔ بعض لوگ تو آپ کو "گنج بخش" کے لقب سے ہی پکارا کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت

آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے استاد شیخ ابوالقاسم آپ سے فرماتے تھے کہ: [۲]

"فقیر کے لیے حاضری مرشد سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ حاضری مرشد کی رکھے۔ مرشد وہ ہوتا ہے جو کہ غواص ہو نہ کہ متصل۔ فقیر کو چاہئے کہ اگر اپنے میں قوت پائے تو تب بیعت کرے۔ اور اپنے میں قوت نہ ہو تو دونوں خراب ہوں گے۔

بیعت و خلافت

آپ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کے مرید ہیں۔ [۳] وہ مرید حضرت خضری کے، اور وہ مرید حضرت شیخ شبلی کے ہیں۔ [۴]

سیر و سیاحت

آپ نے خراسان، ماوراء النہر، مرو آذربائجان وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے درویشوں سے ملے اور بہت سی برگزیدہ ہستیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر اور حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ [۵]

پیر و مرشد کا حکم:

آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے واقعہ اس طرح ہے کہ آپ نے ایک رات اپنے

۱؎ خزینۃ الاصفیاء ۲؎ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص۸، ۳؎ نفحات الانس (فارسی) ص۲۹

۴؎ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص۱۶۴ ۵؎ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص۱۶۴

پیر روشن ضمیر کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ :

"تم کو لاہور کا قطب بنایا گیا ہے لاہور تمہارے سپرد کیا گیا۔ لاہور جاؤ۔"

آپ نے خواب ہی میں اپنے پیر سے عرض کیا کہ لاہور میں پہلے سے خواجہ حسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں ان کی موجودگی میں میرا لاہور جانا بے کار ہے۔

آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو جواب دیا کہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں، دیر نہیں لگانا چاہئے۔ جلد روانہ ہونا چاہئے۔

روانگی : حکم پاتے ہی لاہور روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور بعض لوگ اس سے متفق نہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ شیخ احمد حمادی سرخسی اور شیخ ابو سعید ہجویری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔[1]

نماز جنازہ : لاہور میں پہنچ کر رات ہو جانے کی وجہ سے آپ نے شہر سے باہر قیام کیا۔ صبح کو جب شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ آتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ حسن زنجانی کا جنازہ ہے[2] جن کا گزشتہ شب انتقال ہو گیا۔ جنازہ کی نماز آپ نے پڑھائی۔

لاہور میں سکونت : اب آپ کو معلوم ہوا کہ پیر و مرشد کے فرمان میں کیا مصلحت تھی۔ آپ نے لاہور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

وفات آپ نے ۴۶۵ھ میں اس جہان فانی سے سفر دارالآخرت فرمایا۔[3] بعض کے نزدیک آپ کا وصال ۴۵۶ھ میں ہوا۔[4] مزار پُر انوار لاہور میں فیوض و برکات کا سر چشمہ ہے۔

سیرت آپ قطب زمانہ تھے۔ ذکر و فکر، مراقبہ و محاسبہ اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ دنیاوی آلائش سے پاک و صاف تھے۔

---

[1] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۶، [2] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۰

[3] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۶، [4] سفینۃ الاولیا (فارسی) صفحہ ۱۶

آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے بندگانِ خدا کو فیض پہنچا ہے۔ تصرفات آپ کے بے شمار ہیں۔

علمی ذوق آپ ایک عالم تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:[1]

منہاج الدین، البیان الاہل العیان، اسرار الخرق والمؤنیات، کشف الاسرار الرعایۃ بحوق اللہ، کشف المحجوب۔

شعر و شاعری آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص "علی" ہے۔ آپ صاحبِ دیوان ہیں۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:[2]

"میں نے بیت اور اشعار بہت سے کہے ہیں اور ایک دیوان بھی کہا ہے۔۔۔"

آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

غزل

شوق تو در روز و شب دارم دلا　　عشق تو دارم بہ پنہاں و ملا
جاں بجوا ہم داد من در کوئے تو　　گر مرا آزار آید یا بلا

عشق تو دارم میانِ جان و دل　　مید ہم از عشق تو ہر سو صلا
یا خداوندا رقیباں را بکش　　یا مرا در یاد کن مست ہلا
جامِ من دارد شرابِ یار خود　　مہرباں کن بر من و ہم مبتلا
اے جیا کز تو اگر خواہم لقا　　گر گہی آرے مکن ہر گز تو لا
اے علی تو فرخی در شہر و کو　　دہ ز عشق خویشتن ہر سو صلا

---

[1] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۶ ، [2] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۲

تعلیمات

آپ کی تعلیمات معرفت کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

نفسانی غرض

آپ فرماتے ہیں[1] "جس کام میں نفسانی غرض آجائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے اور دل راستی اور آزادی کے راستے سے نکل کر کجی اور پابندی میں پڑجاتا ہے اور یہ صورت درحال سے خالی نہیں یا تو نفس کی غرض پوری ہوگی یا نہ ہوگی۔۔۔"

صوفیوں کی صحبت

آپ فرماتے ہیں[2] "۔۔۔اور جو کوئی صوفیوں کی صحبت کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ چار معنوں سے باہر نہیں ہوتا۔ بعض کو باطن کی صفائی، دل کی روشنی، طبیعت کی پاکیزگی مزاج کا اعتدال، نیک خصلت کی صحبت ان کے بھیدوں سے دیدار دیتی ہے۔ تاکہ تحقیق کرنے والوں کا قرب اور اُن کی بزرگی کی بلندی دیکھیں۔۔۔ اُن کے حال کی ابتداء احوال کے کشف، حرص سے الگ ہونے اور نفس سے مونہہ پھیر لینے پر ہوتا ہے۔ اور بعض دوسروں کو بدن کی بہتری، دل کا سکون اور پاکی اور سینے کی سلامتی ان کے ظاہر سے دیدار دیتی ہے تاکہ شریعت کے اختیار کرنے اور اسلام کے ادبوں کو نگاہ رکھنے اور ان کے معاملوں کی خوبی کو دیکھیں۔ ۔۔۔اور ان کے حال کی ابتدا اور مجاہدہ اور معاملہ کی خوبی پر ہوتا ہے۔ اور بعض دوسروں کو انسان کی مروت، آپس میں میل کرنے کا طریق، خصلت کی خوبی ان کے فعلوں کی طرف راستہ دکھلاتی ہے، تاکہ ان کی زندگی کے ظاہر کو مروت سے آراستہ دیکھیں۔ بڑوں کے ساتھ عزت سے چھوٹوں کے ساتھ جواں مردی سے اپنے نزدیکوں کے ساتھ خوشی سے، زیادہ طلبی سے آسودہ اور قناعت پر آرام کیا ہوا اور اس سے ان کی صحبت کا ارادہ کریں۔ اور کوشش اور محنت اور دنیا کے

---

[1] کشف المحجوب (اردو ترجمہ) صـ۳، [2] کشف المحجوب (اردو ترجمہ) صـ۴۸،۴۹

طلب کرنے کا طریق اپنے پر آسان کریں۔ اور بعض دوسروں کو طبیعت کی سستی نفس کی خودرائی اور سرکشی، اسباب کے موجود ہونے کے سوا ریاست کی خواہش بزرگوں کے بغیر صدر نشینی کا ارادہ، بغیر علم کے خصوصیت پانے کی تلاش ان کے فعلوں کی طرف راستہ دکھلاتی ہے، اور سمجھتے ہیں کہ اس ظاہر کے سوا اور کوئی کام نہیں (پس) صوفیوں کی صحبت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہ خلق اور کرم سے اس گروہ کے آدمیوں کی رعایت اور خوشامد کرتے ہیں۔ . . . کیونکہ ان کے دلوں میں حق کی بات نہیں ہوتی اور تنہائی میں مجاہدہ کرنے سے طریقت کے طلب کرنے میں سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی ایسی عزت کریں جیسے محققوں کی، اور ایسی عظمت جیسے خداوند تعالیٰ کے خاصوں کی۔" صوفیوں کی صحبت اور تعلق سے یہی چاہتے ہیں کہ اپنی آفتوں کو ان کی اصلاح میں چھپائیں اور ان کا جامہ پہنیں۔ یہ جامہ جو بغیر معاملہ کے ہوتا ہے ان کے جھوٹ پر زور سے پکارتا ہے کہ یہ فکر اور غرور کا لباس ہے اور قیامت کے دن حسرت کا باعث . . . "

مجاہدۂ نفس: آپ فرماتے ہیں[1]
" . . . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر بزرگ رکھا ہے کیونکہ اس کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نفس کا مجاہدہ حرص و ہوا کا دور کرنا ہے . . . "

فقیر: آپ فرماتے ہیں:[2]
"فقیر کو چاہیے کہ بادشاہوں و حاکموں کی آشنائی و معرفت کو سخت خطرناک سانپوں اور بڑے بھاری اژدہاؤں کی معرفت و آشنائی سمجھے اور جانے کیوں کہ جب بادشاہ کا تقرب فقیر کو حاصل ہوا تو جانے کہ اس کا

---

[1] کشف المحجوب (اردو ترجمہ) صـ۲۴۴، [2] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صـ۳

زاد اور توشہ برباد ہو گیا۔ ۔ ۔ جب تُرکی ٹوپی تو نے سر پر رکھ لی تو اس سے کچھ فقیری حاصل نہیں ہوتی، اور ہاں کافروں کی ٹوپی سر پر رکھے اور فقیر صادق ہو جا اور جو کچھ اللہ تعالےٰ کی رضا ہو اس پر مستقل اور قائم رہ۔"

دس چیزیں: آپ فرماتے ہیں:[1] "ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ یہ دس چیزیں اپنے مقابل دس چیزوں کو کھا لیتی ہیں۔

اوّل، توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے۔
دوم ، جھوٹ رزق کو چٹ کر جاتا ہے۔
سوم ، غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔
چہارم ، غم عمر کو کھا کر کم کر دیتا ہے۔
پنجم ، صدقہ بلا کو کھا کر دُور کر دیتا ہے۔
ششم ، غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔
ہفتم ، پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔
ہشتم ، تکبر علم کو کھا لیتا ہے۔
نہم ، نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔
دہم ، ظلم عدل کو کھا جاتا ہے۔

آٹھ کلمات: آپ فرماتے ہیں:[2] "لقمان حکیم سے مذکور ہے کہ میں چار سو پیغمبروں کی خدمت بجا لایا، اور ان سے آٹھ ہزار کلمے میں نے حاصل کیے۔ ان میں سے آٹھ کلمے میں نے ایسے انتخاب کیے ہیں کہ ان سے تجھ کو خدا شناسی حاصل ہو، اور وہ آٹھ سخن یہ ہیں:

اول ، جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کو نگاہ رکھ۔
دوم ، جماعت کے ساتھ یار اور رفیق رہ۔

---

[1] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صـ ۲ [2] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صـ ۲

سوم ، جب کسی کے گھر جائے تو اپنی آنکھ کو نگاہ رکھ۔
چہارم ، جب لوگوں میں آئے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔
پنجم ، خدا تعالیٰ عزوجل کو فراموش مت کر۔
ششم ، موت کو بھلائے مت رکھ۔
ہفتم ، جب کہ تو نے کسی کے حق میں نیکی کی ہو تو اس کو بھول جا۔
ہشتم ، جس نے تیرے حق میں کوئی بدی کی ہو اُس کو فراموش کر دے۔

اقوال

○ دولت کو ایک عذاب جان اور اس کو اہل فاقہ لوگوں کو دیدے اور تصدق کر، کیونکہ آخر قبر میں کیڑے کھائیں گے اور اگر تو نے یہ بخشش میں دیدی تو وہ تیرے دوستدار رہیں گے۔

○ طالب کو چاہئے کہ خودی، خودپسندی، شیخی و تکبر کو چھوڑ دے اور ان کو اپنے وجود سے بالکل نکال ڈالے۔

○ مبتدی کو چاہئے کہ وہ سماع کے نزدیک نہ جائے اور اس سے کنارہ کش رہے

○ دنیا ایک کشتی ہے جو کہ پانی پر ہو اور ملک ہے جو بے آب ہو تو غوّاص غوطہ خور ہو جاؤ اور غرق ہو جانے والا مت ہو۔

○ دنیا کو بہت ہی ادنیٰ اور ذلیل وحقیر جان۔

○ طالب عقبیٰ کا مت ہو عقبیٰ کو عقوبت یعنی عذاب سمجھ۔ طالب مولا کا رہو کیونکہ اس کا طالب مذکر اور دانا اور بہادر ہو گا۔

○ طالبِ حق ہو۔

○ فقیری مشکل ہے۔

○ علم پڑھ۔ علم سیکھ اور عمل کر۔

○ جو کچھ خدائے متعالی عنایت کرے اس پر راضی رہ، اور اگر وہ بے وطنی دیوے تو اس پر قانع رہ۔ جو کچھ خدائے تعالیٰ بخشش کرے اس پر شکر گزار ہو۔ اگر گدڑی دیوے تو اس کو پہن لے۔ اگر لباس پشمینہ دیوے تو اس کو مت پھینک دے اور اگر سواری کو گدھا دیوے تو اس پر سوار ہو۔ اگر گھوڑا بخشے تو اس کو اپنے سے دور

مت کر۔ جو کچھ دیوے سے لے اور جو کچھ وہ نہ دیوے اس پر صبر کر۔ تاکہ تو راہ کا ہو رہے اور تاکہ تو حق تک پہنچے۔

○ صبر ایک عجیب چیز ہے۔

ورد و وظیفہ

آپ فرماتے ہیں کہ:[1] "اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے اسم یَاحَبِیبُ اور یَالَطِیفُ کے معنوں کو اپنے وجود میں رکھے اور ان کو اپنا ورد بنالے۔"

کشف و کرامات

لاہور میں سکونت اختیار کرنے کے بعد آپ نے ایک مسجد تعمیر کرانا شروع کی۔ مسجد کی سمت قبلہ رُخ نہ ہونے کی وجہ سے علماء نے اعتراض کیا۔ آپ نے کسی کے اعتراض کا جواب نہ دیا۔

اس مسجد کی محراب جنوب کی طرف معلوم ہوتی تھی۔ مسجد کی تعمیر کا کام ہوتا رہا۔ جب مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ آپ نے علماء و مشائخ کو بلایا۔ سب نے وہاں نماز پڑھی، آپ نے امامت فرمائی۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ذرا غور کریں کہ کعبہ کس طرف واقع ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی، حجابات اٹھ گئے۔ سب نے دیکھا کہ کعبہ سامنے ہے اور مسجد کی سمت صحیح ہے۔[2]

---

[1] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صفحہ ۴ [2] سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۶۴

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی
ورنہ ہمچو چرخ سرگرداں شوی

حصہ دوم

باب ۲

حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سلطان الاصفیاء ہیں۔

ارادت آپ حضرت شیخ ابو سعید تبریزی کے مرید تھے[1] حضرت نظام الدین اولیاءؒ ان (حضرت ابو سعید تبریزی) کی بابت فرماتے ہیں کہ:[2]

"آپ بزرگ شیخ اور اعلیٰ درجے کے تارک الدنیا تھے۔ چنانچہ اکثر آپ پر قرض ہو جاتا، لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے۔ ایسا بھی ہوا ہے ایک مرتبہ تین دن تک خانقاہ میں کھانا نہ پکا۔ آپ اور آپ کے یار تربوز سے ہی افطار کرتے رہے اور گزارہ کرتے رہے جب یہ خبر وہاں کے حاکم نے سنی تو کہا کہ وہ ہماری چیز قبول نہیں کرتے۔ نقدی لے جاؤ اور شیخ کے خادم کو دے دو اور خادم سے کہو کہ تھوڑا تھوڑا خرچ کرے اور شیخ صاحب سے اس کا ذکر تک نہ کرے۔"

چنانچہ شاہی (حاکم کے) نوکر نے آکر خادم کو کچھ نقدی دی اور کہا کہ مصلحت کے مطابق خرچ کرنا اور شیخ صاحب کو نہ جتانا۔

القصہ جب روپیہ لایا گیا اور خرچ کیا تو اس روز شیخ صاحب کو طاعت میں جو ذوق اور آرام حاصل ہوا کرتا تھا نہ ہوا۔ خادم کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو کھانا تو نے

---

[1] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۴۶، [2] فوائد الفوائد (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷

ہمیں دیا وہ کہاں سے آیا تھا۔
خادم چھپا نہ سکا۔ سارا حال بیان کر دیا۔ پوچھا، کون شخص لایا تھا اور کہاں کہاں قدم رکھا تھا۔

فرمایا "جہاں جہاں اس نے قدم رکھا وہاں سے مٹی کھود کر پھینک دو" اور اس خادم کو بھی اسی قصور کے عوض خانقاہ سے نکال دیا۔

خدمت اپنے پیرومرشد حضرت شیخ ابوسعید تبریزی کی وفات بعد آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح کی خدمت میں رہنے لگے اور ان کی ایسی خدمت کی جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہر سال بغداد سے حج کے لئے جاتے تھے۔ جب بوڑھے ہو گئے تو ٹھنڈا کھانا ان سے نہیں کھایا جاتا تھا۔ آپ نے یہ اہتمام کیا کہ انگیٹھی اور دیگچی اپنے سر پر رکھ کر چلتے تھے، لیکن سر کو نہ ہلنے دیتے تھے۔ جب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کھانا مانگتے، آپ گرم کھانا پیش کر دیتے تھے۔ [لہ]

نعمت ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حج کر کے واپس بغداد تشریف لائے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے جو بھی آتا کچھ نہ کچھ لے کر آتا۔ ایک بڑھیا آئی، اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس نے اپنی پرانی چادر کے دامن سے ایک درم نکال کر ان کو پیش کیا، انہوں نے قبول کیا اور انہوں نے اس درم کو سب تحائف کے اوپر رکھا۔

بعدازاں حاضرین سے مخاطب ہو کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ جو جس کو لینا ہو لے لے۔ ہر ایک نے جو چاہا اٹھایا۔۔۔ آپ (حضرت جلال الدین تبریزی) اس وقت وہاں موجود تھے حضرت شیخ شہاب الدین

لہ فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۴۲ ، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۸۴

سہروردی نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ "تم بھی کچھ لے لو"

آپ یہ اشارہ پاکر اٹھے اور وہ درم جو بڑھیا نے پیش کیا تھا اور جو سب سے اوپر رکھا تھا اٹھا لیا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے یہ دیکھ کر آپ سے فرمایا کہ:[1]

"تو تو سب کچھ لے گیا"

سیر و سیاحت

آپ کا اور حضرت بہاء الدین زکریاؒ کا سیر و سیاحت میں بہت ساتھ رہا۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ جب کسی شہر میں پہنچتے تو عبادت میں مشغول ہو جاتے اور آپ وہاں کی سیر کو نکل جاتے اور اس شہر کے درویشوں سے ملتے۔

نیشاپور پہنچ کر آپ حضرت فریدالدین عطارؒ کے پاس گئے۔[2] حضرت فریدالدین عطارؒ سے مل کر آپ جب واپس آئے تو حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے آپ سے پوچھا کہ آج درویشوں میں کس کو بہتر پایا۔ آپ نے جواب دیا کہ حضرت فریدالدین عطارؒ کو سب سے بہتر پایا۔ پھر حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے آپ سے پوچھا کہ تمہارے اور ان (حضرت فریدالدین عطارؒ) کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ آپ نے جواب دیا کہ:

"فریدالدین عطار نے مجھ کو دیکھتے ہی پوچھا کہ فقیر لوگ کہاں سے آنا ہوا میں نے جواب دیا کہ بغداد سے۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ وہاں کون کون درویش مشغول بحق ہیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کچھ جواب نہ دیا۔"

یہ سن کر حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے آپ سے کہا کہ ان کے یہ دریافت کرنے پر تم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا نام نامی کیوں نہ ان کو بتایا۔

آپ نے جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ:

---

[1] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۴۶ ، [2] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۰۴

"میں حضرت فریدالدین عطار سے اتنا متاثر ہوا اور ان کی عظمت اور بزرگی نے میرے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ ان کے سامنے مجھ کو کچھ یاد نہ رہا۔"

یہ سن کر حضرت بہاء الدین زکریاؒ خاموش ہو گئے اور ان کو کچھ ایسی ناگواری ہوئی کہ آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ [1]

انار کا دانہ

آپ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے ملتان تشریف لائے۔ ملتان سے آپ کھتوال پہنچے۔ آپ جہاں بھی جاتے تھے وہاں کے درویشوں سے ضرور ملتے تھے۔ کھتوال پہنچ کر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس شہر میں کوئی درویش ہے کہ جس سے ملا جائے۔

کھتوال کے لوگ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کو "قاضی بچہ" کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ایک "قاضی کا بچہ" ہے جو جامع مسجد میں رہتا ہے۔ وہ مرید حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا ہے۔

یہ معلوم ہو کر آپ کو حضرت بابا صاحب سے ملنے کا اشتیاق ہوا جب آپ روانہ ہوئے تو ایک شخص آپ سے راستے میں ملا، اس نے ایک انار آپ کو پیش کیا ـــــ آپ وہ انار ہاتھ میں لئے ہوئے حضرت بابا کے پاس آئے آپ نے اس انار کو کاٹ کر وہاں کھانا شروع کیا۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کا روزہ تھا۔ انہوں نے نہیں کھایا۔ انار کا ایک دانہ زمین پر گر گیا تھا۔ حضرت بابا صاحب نے اس دانے کو اٹھا کر اپنی دستار میں رکھ لیا اور اس روز اسی دانے سے افطار کیا۔ ان کی طبیعت میں انشراح اور دل میں روشنی پیدا ہوئی۔ [2]

ان کو خیال آیا اگر زیادہ کھاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب وہ دہلی آئے تو ان کے پیر روشن ضمیر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے ان سے فرمایا: [3]

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۵۱۲، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۸۸،۸۷

[2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۸۸، [3] سیر الاولیاء (فارسی) صہ ۹۳، خیر المجالس (اردو ترجمہ) صہ ۱۴۱

"مسعود! جو انار کا دانہ تیری قسمت کا تھا تجھ کو مل گیا۔ خاطر جمع رکھو"

دہلی میں آمد آپ جب دہلی تشریف لائے تو سلطان شمس الدین التمش نے آپ کا استقبال کیا۔ یہ بات نجم الدین صغریٰ کو جو اس وقت شیخ اسلام تھے۔ ناگوار ہوئی۔ بر بنائے حسد وہ آپ سے کدورت رکھنے لگے اور آپ کا اقتدار گرانے کی غرض سے مختلف قسم کی ترکیبیں اور سازشیں آپ کے خلاف کرنے لگے۔

پانسو اشرفیوں کا لالچ دے کر ایک طوائف کو جس کا نام گوہر تھا اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ پر زنا کا الزام لگائے۔ ڈھائی سو اشرفیاں اس طوائف کو دیدی گئیں، اور ڈھائی سو اشرفیاں یہ طے پایا کہ بعد میں دی جائیں گی۔ بقیہ ڈھائی سو اشرفیاں احمد اشرف بقال کے پاس بطور امانت رکھا دی گئیں۔

جب سلطان التمش کے پاس شکایت پہنچی تو اس کے تمام مشاہیر اور مشائخ کو دہلی بلایا۔ دو سو سے زیادہ اولیائے کرام دہلی آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد سب مسجد منار میں جمع ہوئے۔ سلطان التمش نے نجم الدین صغریٰ کو اجازت دی کہ جس کو چاہیں ثالث بنالیں انہوں نے حضرت بہاء الدین زکریاؒ کو ثالث بنایا۔ ان کو خیال تھا کہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کی آپ سے نیشاپور میں کشیدگی ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ کشیدگی کارآمد ہوگی۔

گوہر حاضر ہوئی، آپ بھی بلائے گئے، جب آپ مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے سب آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ آگے بڑھے اور آپ کے جوتے اپنے ہاتھ میں اٹھا لئے۔ سلطان التمش نے دیکھ کر یہ کہا کہ جب ثالث نے اتنی عزت کی تو پھر معاملہ طے ہوگیا۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے فرمایا کہ: [1]

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) ص۱۴۳

"میرے اوپر واجب ہے کہ شیخ جلال کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں کیوں کہ وہ سات برس تک سفر و حضر میں میرے پیر و مرشد کی خدمت میں مقیم رہے ہیں۔ امر حق اللہ پر بخوبی ظاہر ہے۔ . . . پھر بھی ضروری ہے کہ امر حق کا انکشاف ہو۔"

حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے جب اس مطربہ سے پوچھا تو اس نے سازش کا پورا حال بیان کر دیا۔

دہلی میں آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

روانگی

کچھ عرصے قیام کر کے آپ نے دہلی چھوڑ دی۔ روانگی کے وقت آپ نے فرمایا: [1]

"جب میں اس شہر میں آیا تو خالص سونے کی طرح تھا۔ اب یہاں سے چاندی ہو کر چلا ہوں۔"

بدایوں میں قیام

بدایوں میں آپ نے کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے مکان کی دہلیز پر تشریف رکھتے تھے، ایک شخص جو مواسی کا رہنے والا تھا۔ چھاچھ کا مٹکا سر پر رکھے اس طرف سے گزرا۔ وہ شخص ڈاکوؤں کے گروہ سے تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا۔ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا۔ آپ نے اس کا نام علی رکھا۔

مسلمان ہونے کے بعد وہ اپنے گھر گیا۔ ایک لاکھ جیتل لا کر آپ کو نذر کئے۔ آپ نے قبول فرمائے۔ اور یہ ہدایت فرمائی کہ:

---

[1] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صہ ۹۲،

"اسے اپنے پاس رکھو، جہاں میں کہوں گا، وہاں صرف کرنا۔"

اس رقم میں سے کسی کو سو اور کسی کو پچاس چیتل تقسیم کئے جانے لگے کم از کم پانچ دئے جاتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں ساری رقم صرف ہو گئی۔ ایک چیتل بچا۔ علی نے سوچا کہ ایک چیتل رہ گیا ہے اور کم از کم پانچ دئے جاتے ہیں۔ اب اگر کسی کو دینے کا حکم دیں گے تو کیا کرے گا۔

اتنے میں ایک سائل آیا، آپ نے علی کو حکم دیا کہ اس سائل کو ایک چیتل دے دو۔ [1]

لباس کی برکت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ مولانا علاء الدین اصولی جو اس وقت بچے تھے، بدایوں کے ایک کوچے میں پھر رہے تھے۔ جب آپ نے ان کو دیکھا اپنے پاس بلایا اور اپنا لباس جو اس وقت آپ پہنے ہوئے تھے اتار کر ان (مولانا علاء الدین) کو پہنایا۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں کہ: [2]

"مولانا علاء الدین میں جو اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ پائے جاتے ہیں، وہ سب اسی جامے کی برکت ہیں۔"

قاضی صاحب سے ملاقات: جس زمانے میں آپ کا قیام بدایوں میں تھا ایک دن آپ قاضی کمال الدین جعفری کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں، یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا:

"کیا قاضی صاحب کو نماز پڑھنا آتی ہے؟"

دوسرے دن جب قاضی صاحب آپ سے ملے تو شکایت کی کہ ایسی بات ان کے متعلق کیوں کہی، آپ نے نماز کے متعلق بہت سی باتیں قاضی صاحب کو سمجھائیں، لیکن قاضی صاحب مطمئن نہ ہوئے۔

---

[1] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) ص۵۰ [2] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) ص۱۳۴،

قاضی صاحب نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ عرش پر مصلا بچھائے ہوئے نماز ادا کر رہے ہیں۔ دوسرے دن جب آپ کی قاضی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: [1]

"نہایت قصد و ہمت علماء کی یہ ہے کہ مفتی ہوں یا مدرس یا اس سے بڑھے تو کہیں کے قاضی ہوتے۔ اس سے بڑھ کر منصب صدر جہانی کا ہے۔ پھر اس سے زیادہ ان کی ہمت نہیں ہوتی۔ مگر فقراء کے بہت مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جو آج کی رات قاضی نے خواب میں دیکھا ہے۔"

قاضی صاحب یہ سن کر معافی کے خواستگار ہوئے اور اپنے لڑکے برہان الدین کو آپ کا مرید بنوایا۔ [2]

ترک سکونت

آپ بدایوں سے ترک سکونت کر کے بنگال روانہ ہوئے آپ کے مرید علی بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ آپ نے منع فرمایا۔ علی نے عرض کیا۔

"میں کس کے پاس جاؤں، آپ کے سوا میں کسی کو جانتا بھی نہیں۔"

آپ نے دوبارہ علی سے واپس جانے کے لئے فرمایا۔ علی نے پھر عرض کی:

"آپ ہی میرے پیر اور مخدوم ہیں۔ آپ کے بغیر میں کیا کروں گا۔"

اس پر آپ نے علی کو حکم دیا: [3]

"واپس جا۔ کیوں کہ یہ شہر تیری حمایت میں ہے۔"

بنگال میں آمد

بنگال پہنچ کر آپ نے مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ اور زندگی کے آخری ایام بنگال میں گزارے۔ تادمِ واپسیں تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ مسجد اور خانقاہ بنائی۔

---

[1] خیر المجالس (اردو ترجمہ) ص۲۴۲ [2] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) ص۱۹۴ ، [3] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) ص۱۰۸ ،

وفات آپ ۶۴۲ھ میں واصلِ بحق ہوئے۔ مزار فیض آثار دیو محل بندر (سلہٹ) میں مرجع خاص وعام ہے۔

مرید: خواجہ علی آپ کے ممتاز مرید ہیں۔[1]

سیرت: آپ اخلاقِ حمیدہ، اوصافِ ستودہ اور صفاتِ پسندیدہ کے مالک تھے کمالاتِ صوری ومعنوی سے آراستہ تھے۔ آپ نماز اشراق پڑھ کر سو جاتے تھے۔ نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر مراقبہ کرتے تھے۔ رات بھر جاگتے تھے۔[2] مرید بہت کم کرتے تھے۔[3]

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں:[4]
"عالموں کی نماز اور ہوتی ہے اور فقیروں کی اور۔۔۔ علماء کی نماز اس طرح ہوتی ہے کہ ان کی منظر کعبہ پر رہتی ہے، اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اگر کعبہ دکھائی نہ دے تو اس طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں، اور اگر کسی ایسے مقام پر ہوں جہاں سمت نہ معلوم ہو سکے تو جس طرف چاہیں قیاساً ادا کر لیتے ہیں۔ علماء کی انہیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ لیکن فقیر جب تک عرش کو نہیں دیکھ لیتے، نماز ادا نہیں کرتے۔"

اقوال:
جس نے شہوت پرستی کی وہ کبھی فلاح نہیں پاتا۔
جس کسی نے صنعت میں دل لگایا وہ دنیا کا بندہ ہو گیا۔

کشف وکرامات: ایک دن آپ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے وضو کیا، اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دہلی کے شیخ الاسلام کا انتقال ہو گیا۔ نماز جنازہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: "شیخ الاسلام دہلی نے ہم کو شہر سے باہر کیا۔ ہمارے شیخ نے اس کو دنیا سے باہر کیا۔"

بعد کو معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام دہلی کا اسی وقت انتقال ہوا تھا جس وقت آپ نے فرمایا تھا۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۶۰ [2] خیر المجالس (اردو ترجمہ) صفحہ ۵۶ ، [3] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۳۵
[4] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۹۳،۱۹۲

باب ۳

حضرت شیخ محمد ترک نارنولی

حضرت شیخ محمد ترک نارنولی نے اپنے وطن ترکستان سے ہندوستان آکر نارنول میں سکونت اختیار کی۔

القاب : آپ کو "پیر ترک" اور "ترک سلطان" کے القاب سے پکارا جاتا ہے

بیعت وخلافت یہ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے مرید ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے بھی آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

وفات آپ نے ۶۴۲ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار نارنول مرجع خاص وعام ہے۔

کرامت حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ نے ٹھٹھ جانے کا حکم دیا۔ آپ نے نارنول ہوتے ہوئے ٹھٹھ جا رہے تھے۔ جب نارنول ایک کوس رہ گیا تو آپ سواری سے اترے اور پیدل چل کر مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر کے سامنے ایک پتھر لگا ہوا تھا۔ اس پتھر کے سامنے جاکر بہت دیر تک کھڑے رہے پھر فارغ ہو گئے، لوگوں نے پتھر کے سامنے کھڑے رہنے کی وجہ پوچھی:

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے فرمایا کہ: [1]

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۹۵

"خوش نصیب ہے وہ خادم جس کی نوازش کے لئے خود مخدوم اس کے گھر آئے اور اس کو سرفراز کرے۔ میں نے جناب سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو اس پتھر میں جلوہ افروز دیکھا اور جب تک وہ معنی مجھ پر منکشف رہے ہیں اس پتھر کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ معنی میری بصیرت سے غائب ہو گئے میں شیخ کی قبر کی جانب متوجہ ہوا۔"

بعد ازاں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے مراقبہ کیا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا:

"جس کسی کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو اور وہ اس روضہ کی طرف متوجہ ہو، امید ہے وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔"

یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ وہ خود مصیبت میں ہیں اور زبردستی ٹھٹھ بھیجے جا رہے ہیں۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے جواب دیا:

"اسی سبب سے میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے میری مشکل آسان کر دے گا۔"

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نارنول سے ٹھٹھ روانہ ہوئے۔ دو تین منزل ہی گئے ہوں گے کہ بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی۔ بجائے ٹھٹھ جانے کے وہ دہلی واپس تشریف لے آئے۔

باب ۴

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بے حد عقیدت تھی۔

بیعت و خلافت آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں۔

وفات آپ کی وفات ۶۵۵ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں واقع ہے۔

کرامات جب کسی کا کوئی غلام بھاگ جاتا، وہ آپ کے پاس آتا، دعا کرتا اور غلام آجاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلام فلاں دن آجائے گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ غلام کے آنے کی اطلاع کرنا۔ اس شخص کا غلام آگیا۔ لیکن اس سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے غلام کے آنے کی اطلاع آپ کو نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غلام پھر بھاگ گیا۔ اس نے آپ سے جاکر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ پہلے خبر نہ دی تھی اب وہ نہ آئے گا۔ لوگ حاجت برآری کے واسطے آپ کے مزار سے ایک پتھر لے جاکر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ مراد پوری ہونے پر اس پتھر کے برابر شکر تول کر تقسیم کر دیتے ہیں۔

لہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صـ۹۹

باب ۵

حضرت خواجہ فخرالدین ابوالخیر

حضرت خواجہ فخرالدین ابوالخیر شاہ زمین وزمن ہیں۔

خاندانی حالات: والد ماجد کی طرف سے آپ حضرت امام حسین رضؓ کی اولاد میں سے ہیں پس آپ حسینی ہیں۔

والد ماجد: خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کے آپ بڑے صاحب زادے ہیں۔

والدہ ماجدہ: آپ بی بی امتہ اللہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ [لہ]

پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت ۵۹۱ ھ میں ہوئی۔

بھائی: آپ کے دو بھائی تھے۔ ایک حقیقی اور دوسرے سوتیلے۔ حقیقی بھائی کا نام خواجہ حسام الدین ابوصالح ہے۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید آپ کے سوتیلے بھائی ہیں۔

بہن: بی بی حافظہ جمال آپ کی حقیقی بہن ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ نے اپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔

لہ "معین الہند" از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب صلا ، ۱۱۹

ذریعۂ معاش آپ موضع مانڈل میں کاشت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حاکم وقت نے کچھ مزاحمت کرنا چاہی۔ [۱] آپ نے اپنے والد ماجد خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے عرض کیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز ایک کسان کی سفارش کے لئے دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے دہلی پہنچنے پر موضع ماندن (مانڈل) کی معافی کا فرمان آپ (حضرت خواجہ فخر الدین) کے حق میں مل گیا۔ [۲]

وفات شریف آپ ۵ شعبان ۶۶۱ھ کو رحمتِ حق میں پیوست ہوئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ستر سال کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا وصال حضرت خواجہ غریب نواز کی وفات کے بیس سال بعد ہوا۔ [۳] مزار پر انوار سروار میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ آپ کا عرس مبارک بڑے تزک و احتشام سے ہر سال ہوتا ہے۔

سیرت پاک آپ صاحبِ نسبت اور صاحبِ عظمت بزرگ ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ آپ دنیا سے بے نیاز تھے۔ عشقِ الٰہی میں سرشار تھے۔

---

[۱] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۰۵، [۲] سیر الاولیا صفحہ ۵۴، جامع الکلم صفحہ ۲۰۷، [۳] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۰۵

باب ٦

حضرت شیخ احمد نہروانی

حضرت شیخ احمد نہروانی اس مجلس سماع میں موجود تھے کہ جس میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وصال فرمایا۔

بیعت و خلافت آپ حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری کے مرید ہیں۔

پیشہ آپ بافندگی کا کام کرتے تھے۔

زندگی میں کایا پلٹ آپ کے پیرو مرشد حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری ایک مرتبہ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ آپ اپنا کام کر رہے تھے۔ اپنے پیرو مرشد کی تعظیم بجالائے۔ حضرت قاضی صاحب جب چلنے لگے تو انہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: [1]

"احمد! یہ کام کب تک کرتے رہو گے۔"

حضرت قاضی صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کپڑا بننے لگے۔ آپ کا ہاتھ میخ پر اتفاقاً جا لگا، ہاتھ ٹوٹ گیا، آپ مسکرائے اور فرمایا:

"اس بوڑھے (قاضی حمیدالدین) نے میرا ہاتھ توڑ ڈالا۔"

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۹۳

اس دن سے آپ نے بافندگی کا کام چھوڑ دیا۔ دنیا کو ترک کر کے یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔

وفات آپ نے ۶۶۱ھ میں وفات پائی۔ مزار بدایوں میں ہے۔[1]

سیرت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی فرماتے ہیں کہ:

"اگر احمد کی مشغولی وزن کی جائے تو دس صوفیوں کی مشغولی کے برابر ہو گی۔"

کرامت کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آپ اپنا کام کرتے کرتے از خود رفتہ ہو جاتے تھے۔ آپ کام بند کر دیتے تھے لیکن کپڑا بغیر آپ کی امداد کے بُنتا جاتا تھا۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صـ۹۳

باب ۷

حضرت شیخ بہاءُ الدّین زکریا

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، پیرِ لاثانی ہیں، مقبول بارگاہِ رحمانی ہیں۔
آپ برہانِ ملت ہیں۔ گنجِ عزلت ہیں۔
آپ مخزنِ سخا ہیں، معدنِ وفا ہیں، کانِ صفا ہیں۔
آپ قطب الاولیاء ہیں۔ شیخ الاتقیاء ہیں، قدوۃ الاصفیاء ہیں۔
اکابر اولیاء میں آپ کا شمار ہے۔ آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

حسب ونسب آپ قریشی، اسدی، ہاشمی تھے۔ [1]
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ کی اولاد سے تھے۔ [2]
بعض نے آپ کا "القرسی الاسدی ہونا تسلیم کیا ہے۔ [3] بعض نے آپ کے سلسلۂ نسب کے متعلق لکھا ہے: [4]

"۔ ۔ ۔ سلسلۂ نسب او با سد قریشی کہ جد مادری حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ منتہی می شود۔"

ترجمہ: ان کا سلسلۂ نسب اسد قریشی پر کہ جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کے جد مادری (تھے) منتہی ہوتا ہے۔

---

[1] انوار غوثیہ، [2] تذکرۃ الاولیاء [3] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صـ۵۹ مجز الی صلین، [4] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) صـ۳۸

آپ ہاشمی ہیں اور آپ کے ہاشمی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ [1]

خاندانی حالات آپ کے جدامجد حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ ایک درویش منش بزرگ تھے۔ وہ خاندان قریش کے معزز فرد تھے۔ انہوں نے مکّہ سے سکونت ترک کر کے خوارزم میں رہے۔ پھر خوارزم سے ملتان تشریف لائے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ [2] ملتان اس زمانہ میں اسلامی علوم وفنون کا مرکز تھا۔ ملتان میں بہت لوگ ان کے معتقد ہوئے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام شیخ وجیہہ الدین تھا۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے جو مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر تھیں۔ جب تاتاریوں کی لوٹ مار شروع ہوئی اور بدامنی پھیلی تو مولانا حسام الدین اپنے وطن ترمذ سے قلعہ کوٹ کروڑ جس کو سلطان محمود غزنوی نے فتح کیا تھا، تشریف لائے اور وہیں رہنے لگے۔ [3]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ بی بی فاطمہ کے والد کا نام حضرت عیسیٰ ہے جو حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ جیلانی کی اولاد میں تھے۔ وہ ہامہ رہتے تھے۔ جب آپ کے والد ماجد شیخ وجیہہ الدین ہامہ گئے۔ تو حضرت عیسیٰ نے اپنی لڑکی بی بی فاطمہ کی شادی ان سے کر دی۔ وہ کچھ دن ہامہ رہے اور پھر کوٹ کروڑ آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔

پیدائش آپ صبح کے وقت، جمعہ کے دن، ۲۷، رمضان ۵۶۶ھ کو کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے۔

نام، آپ کا نام بہاء الدین ہے۔

کنیت آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ بعض نے آپ کی کنیت ابوالبرکات بھی لکھی ہے۔ [4]

---

[1] سالک السالکین جلد دوم صہ ۵۰۹،

[2] سالک السالکین جلد دوم صہ ۵۱۰، [3] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۵۱۰ [4] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۵۰۹،

ابتدائی زندگی آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن سے ہی آپ میں آثار بزرگی نمایاں تھے۔ آپ کے والد ماجد جب قرآن شریف پڑھتے اور آپ آواز سنتے تو آپ فوراً دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے اور قرآن شریف سننے میں محو ہو جاتے تھے۔ ابھی آپ مکتب ہی میں پڑھتے تھے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ [1]

"جس وقت خداوند تعالےٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا تھا، اس وقت سے لے کر اب تک کے واقعات مجھے یاد ہیں"

آپ نے والدین اور دادا، اور نانا کی نگرانی میں پرورش پائی۔

بچپن کا صدمہ آپ جب بارہ سال کے ہوئے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔

تعلیم وتربیت آپ کی تعلیم وتربیت پر آپ کے والدین نے کافی توجہ دی۔ آپ کی تعلیم چھوٹی عمر سے شروع ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں سات قرأت کے ساتھ قرآن حفظ کیا۔

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ خراسان تشریف لے گئے۔[2] وہاں سات سال درس ظاہر میں مشغول رہے۔ بعد ازاں بخارا آگئے اور وہاں علم کی تکمیل کی۔ وہاں آپ "بہاء الدین فرشتہ" کے نام سے مشہور ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے شیخ کمال الدین محمد یمنی سے جن کا شمار محدثین کبار میں تھا، درس حدیث لیا اور اجازت نامہ بھی حاصل کیا۔ آپ نے مدینہ میں پانچ سال قیام کیا۔

سیروسیاحت آپنے خراسان، بخارا، مکہ، مدینہ اور بیت المقدس میں بہت سے درویشوں سے ملاقات کی، اور اُن سے بہت سے فیوض حاصل کئے۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صلاا ، [2] سیرۃ العارفین۔ فرشتہ

بیعت و خلافت بغداد آکر آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت ہوئے حضرت نظام الدین اولیأؒ فرماتے ہیں کہ آپ سترہ روز تک حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی خدمت میں رہے اور بہت نعمت ان سے پائی۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے اور مریدوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کی شکایت بے جا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ: [1]

"تم مثل لکڑی کے تر ہو اور زکریا مثل لکڑی خشک کے ہے۔ پس آگ خشک لکڑی کو جلد پکڑتی ہے۔"

مرید ہونے کے بعد آپ کو خرقۂ خلافت کی آرزو ہوئی۔ [2] ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان نور کا ہے اور اس مکان میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ مؤدب کھڑے ہیں۔ ایک طناب ہے اور اس پر بہت سے خرقے لٹک رہے ہیں۔ اسی درمیان میں آپ کی طلبی ہوئی۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور قدم بوس کرایا۔ سرور عالم نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

"اے عمر! اس خرقہ کو شیخ بہاء الدین غوث العالم کو پہنا دو"

آپ کے پیر و مرشد نے حسب فرمان سرور عالم اس خرقہ کو طناب سے اتار کر آپ کو پہنا دیا۔ پھر قدموں پر گرایا اور قدم بوس کرایا۔

جب صبح ہوئی تو آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے مکان اسی طرح کا پایا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس خرقہ کو جس کو سرور عالم نے پہنانے کا حکم دیا تھا۔ طناب سے اتار کر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا اور فرمایا کہ: [3]

---

[1] سیر العارفین، [2] سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ [3] سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ

"بابا بہاء الدین! یہ سب خرقے سرورِ عالم کے ہیں میں تو درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوں بے اجازت سرورِ عالم کے کسی کو نہیں پہنا سکتا جیسا تم نے معاملہ شب گزشتہ میں اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا ہے۔"
خرقۂ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو ملتان جانے کی تاکید فرمائی۔

روانگی ملتان اپنے پیرو مرشد سے رخصت ہو کر آپ ملتان روانہ ہوئے۔ راہ میں آپ کی ملاقات ایک عالم فاضل قلندر سے ہوئی، ان کا نام سید عبدالقدوس تھا۔ وہ موصل کے رہنے والے تھے۔ اُنھوں نے سید جمال الدین مجرد کی قبر پر جا کر قلندروں کا جامہ پہن لیا تھا۔ آپ نے ان کا قلندرانہ جامہ اتروایا اور عالم جذب سے ان کو عالم سلوک کو پہنچایا۔

نیشاپور تک حضرت شیخ جلالُ الدین تبریزیؒ آپ کے ہمراہ آئے۔ نیشاپور پہنچ کر آپ اُن سے الگ ہو گئے۔

ملتان میں آمد آپ نے ملتان پہنچ کر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ ملتان کے درویشوں کو آپ کا آنا ناگوار گزرا۔ اُنھوں نے کوشش کی کہ آپ ملتان سے چلے جائیں۔ ایک پیالہ دودھ سے بھر کر آپ کے پاس بھیجا۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ اس کنایہ کا مطلب سمجھ گئے۔ آپ نے ایک پھول اس پیالے پر رکھ دیا اور وہ پیالہ واپس کر دیا۔ آپ نے اس طرح سے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی جگہ اس شہر میں اس طرح ہو گی جیسے کہ پھول دودھ پر ہے۔ ملتان کے درویشوں کو تعجب ہوا۔ وہ آپ کے معتقد ہوئے۔

عہدہ : سلطان شمس الدین التمش نے نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلامی کے عہدے سے علیحدہ کر دیا۔ نجم الدین صغریٰ نے حضرت جلالُ الدین تبریزی پر ایک طوائف سے جس کا نام گوہر تھا۔ زنا کا الزام لگایا۔ طوائف نے بعد میں

بتایا کہ الزام غلط ہے اور نجم الدین صغریٰ کے پانسو اشرفیاں دینے کے لالچ میں اس نے ایسا کیا۔ اس جھوٹے بہتان کی سزا میں نجم الدین صغریٰ کو اپنے عہدے سے دست بردار ہونا پڑا۔ نجم الدین صغریٰ کے بجائے آپ شیخ الاسلام مقرر ہوئے۔[۱]

اولاد: آپ کے سات لڑکے تھے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

حضرت شیخ صدرالدین عارف، شیخ برہان الدین، شیخ ضیاء الدین، شیخ علاؤالدین، شیخ شہاب الدین، شیخ قدوۃ الدین، شیخ شمس الدین۔

وفات شریف: آپ ۷، صفر ۶۶۶ھ کو بروز جمعرات جوار رحمت میں داخل ہوئے۔[۲] آپ کی عمر سو[۱۰۰] سال کی تھی۔

خلفاء: آپ کے لڑکے حضرت شیخ صدرالدین عارف آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کے مقتدر علماء حسب ذیل ہیں:

حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری، حضرت شیخ حسن افغان، حضرت سید عثمان معروف بہ لعل شہباز سندھی، حضرت شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی۔ حضرت سید صدرالدین احمد معروف بہ سید حسین۔[۳]

سیرت پاک: آپ کے یہاں زراعت اور تجارت بڑے پیمانے پر ہوتی تھی۔ ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ بہت مخیّر تھے۔ دنیا سے بے پروا تھے۔ سادگی اور قناعت کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ بہت کم کھاتے تھے۔ لیکن قوی غذا کھاتے تھے۔ علماء کرام، مشائخ عظام اور مہمانوں کی بہت عزت اور خاطر کرتے تھے۔ شروع زندگی میں روزے بہت رکھتے تھے۔ آخری عمر میں روزانہ روزہ نہ رکھتے تھے۔[۴]

ہر شب ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ تحمل و بردباری، ذوق و شوق، بے ہوشی و مدہوشی اور استغراق آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ کو سماع کا شوق تھا۔

۱؎ سالک السالکین (جلد دوم) ص۵۱۵ ۲؎ سالک السالکین (جلد دوم) ص۵۰۹ ۳؎ سالک السالکین (جلد دوم) ص۵۲۱ ۴؎ سیر العارفین

شعروشاعری آپ شاعر بھی تھے۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں آپ کی ایک مشہور منقبت ہے۔ جس کے چند اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:

معلاحب سبحانی مقدس قطب ربانی — علی سیرت حسن ثانی محی الدین جیلانی
مددیا شاہ جیلانی بریں افتادہ حیرانی — تو ملجائی و جانانی محی الدین جیلانی
چہ تا بدیا ثنا خوانی اگر خواہد ہمیلانی — کنی ہر مشکل آسانی محیُ الدین جیلانی
مددیا شاہِ جیلانی نظر یا شاہ صمدانی — کرم یا شیخ ربانی محیُ الدین جیلانی
بکن کارم گہ بتوانی عزیمم در پریشانی — جہاں را پیر و پیرانی محیُ الدین جیلانی
بدل از صدق رُوحانی چوں مدح پیر پیرانی — مرا از غم تو برہانی محی الدین جیلانی

سگ درگاہِ جیلانی بہاء الدین ملتانی
لقائے دین سُلطانی محی الدین جیلانی

تعلیمات: آپ نے فرمایا کہ: [1]

"مال دنیا کتنا ہی کیوں نہ ہو، تاہم قلیل ہے اور سانپ کی صحبت اس شخص کو نقصان پہنچاتی ہے جو افسوں اس کا نہ جانتا ہو، میرے نزدیک مالِ دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے، یہ تو ایک میل میرے رخسارۂ حال کی ہے۔"

آپ نے فرمایا: [2]

"فقیروں کے نزدیک عدم اور وجود مالِ دنیا کا یکساں ہے، نہ جانے کا غم، نہ آنے کی خوشی۔"

اقوال زرّیں: آپ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

- زہد تین چیزیں ہیں۔ جس میں یہ نہیں وہ زاہد نہیں۔
- اوّل شناخت حق دنیا اور دست بردار ہونا اس سے۔
- دوم خدمت مولیٰ اور نگاہ رکھنا اس کے آداب کا۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۱۵

- سویم آرزو مند رہنا آخرت کا اور طلب کرنا اس کا۔
- سلامتی جسم کی قلت طعام میں ہے اور سلامتی روح کی ترک انام میں، اور سلامتی دین کی صلوٰۃ حضرت خیر الانام میں۔

کشف و کرامات: حضرت سید جلال الدین سُرخ بخاری جب ملتان آئے تو ایک روز گرمی سے تنگ آکر بخارا کے موسم کو یاد کرنے لگے۔ آپ کو یہ بات کشف سے معلوم ہو گئی۔ آپ نے اپنے ایک خادم کو مسجد میں بھیجا اور یہ تاکید فرمائی کہ صفیں لپیٹ کر مسجد کے صحن میں جھاڑو دیں اتنے میں بادل نمودار ہوا، خوب بارش ہوئی، اولے گرے۔ مسجد سے باہر نہ بارش ہوئی اور نہ اولے ظہر کی نماز کے وقت آپ مسجد میں آئے اور حضرت سید جلال الدین سُرخ بخاری سے مسکرا کر فرمایا:

"کہیئے سید! اولے ملتان کے بہتر ہیں یا برف بخارا کا"

انہوں نے عرض کیا:

"اس صورت میں تو اولے ملتان کے سو درجہ بہتر ہیں"

آپ نے اُن کو اسی روز خرقۂ خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ کے ایک مُرید خواجہ کمال الدین مسعود شیرازی جواہرات کی تجارت کرتے تھے ایک بار ان کا جہاز طوفان میں گھر گیا، انہوں نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی آپ جہاز پر نمودار ہوئے۔ سب مسافروں نے آپ کو بخوبی دیکھا۔ آپ نے سلامتی کی بشارت دی۔ جہاز بخیر و خوبی عدن پہنچا۔ عدن پہنچ کر مسافروں نے اپنا تہائی مال خواجہ کمال الدین کو بطور نذرانہ شکرانہ دیا۔

خواجہ کمال الدین نے وہ سب مال اور اپنے نصف جواہرات اپنے بھانجے خواجہ فخر الدین گیلانی کو دے کر ان کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔

خواجہ فخر الدین وہ مال و جواہرات لے کر ملتان آئے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا فوراً پہچان لیا اور اسی لباس میں پایا جس میں انہوں نے آپ کو جہاز پر دیکھا تھا۔

وہ مال و جواہرات آپ نے تین دن کے اندر لوگوں کو تقسیم کر دیا۔ اس مال کی قیمت ستر لاکھ تنکہ تھی۔ خواجہ فخر الدین نے جب آپ کی یہ فیاضی دیکھی تو اپنا مال بھی تقسیم کر دیا۔ فقیری اختیار کی۔ آپ کے مرید ہوئے بعد ازاں حج کو گئے اور جدہ میں وفات پائی۔ [1]

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) ص۵۲۱، ۵۲۲

باب ۸

حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنج شکر

حضرت بابا فریدالدّین مسعود گنج شکر بُرہان الشریعت ہیں۔ سلطان الطریقت ہیں۔ گنج حقیقت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب تک پہنچتا ہے۔[1] آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے۔

کابل کی لڑائی میں آپ کے مورثِ اعلیٰ نے شہادت پائی۔ آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب فاروقی مع تین لڑکوں اور سامان کے لاہور تشریف لائے۔ لاہور سے قصور تشریف لے گئے۔ ان کو کھتوال کا قاضی مقرر کیا گیا۔ وہ کھتوال میں رہنے لگے۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہہ الدین خجندی کی دختر تھیں۔[2]

بھائی: آپ کے بڑے بھائی کا نام اعزالدین محمود ہے۔ آپ کے

---

[1] سیرالاولیاء (فارسی) ، [2] جواہر فریدی ص۱۱۹ ـــ تاریخ فرشتہ (جلد دوم) فارسی ص۳۸۲

چھوٹے بھائی حضرت نجیب الدّین متوکل آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

بہن: آپ کی بہن کا نام، ہاجرہ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔

ولادت مبارک: آپ نے ۵۷۵ھ میں اس عالم کو زینت بخشی[1]
بعض نے آپ کی پیدائش ۵۶۹ھ میں ہونا لکھا ہے۔[2]

کرامت: رمضان کے چاند میں شک تھا۔ ایک بزرگ وہاں مقیم تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ روزہ رکھا جائے یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ قاضی (آپ کے والد) کے یہاں ایک بچہ ہوگا۔ اگر اس نے دودھ پیا تو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ اسی رات کو آپ کی ولادت واقع ہوئی، آپ نے دودھ نہیں پیا۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔

نام: آپ کا نام "مسعود" ہے۔

فریدالدّین کہلانے کی وجہ: حضرت فریدالدین عطّار نے آپ کو فریدالدین کا نام عنایت کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فریدالدّین لقب ہے جو بارگاہ ایزدی سے آپ کو عطا ہوا۔[3]

لقب: آپ "گنج شکر" کے لقب سے مشہور ہیں۔

لقب کے وجوہات: آپ دہلی میں مقیم تھے۔ ایک دن خوب بارش ہوئی۔ کیچڑ کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کی قدم بوسی کا شوق ہوا۔ کھڑاؤں پہنے روانہ ہوئے۔ سات روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ روزے رکھ رہے تھے۔ آپ کا پاؤں پھسل گیا۔ آپ کے مونہہ میں تھوڑی کیچڑ جا پڑی۔ وہ کیچڑ خداوند تعالیٰ کے حکم سے شکر ہو گئی۔ جب آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا:

"اے فرید! جب کہ تھوڑی کیچڑ تیرے مونہہ میں پہنچی اور وہ شکر

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم)، [2] سیرالاولیاء (فارسی) ص۱۹۱، [3] انوار العارفین (فارسی) ص۲۹۲

ہو گئی۔ خداوند تعالےٰ نے تیرے وجود کو شکر بنایا، اور خداوند تعالےٰ تجھ کو ہمیشہ میٹھا رکھے گا۔"

اس کے بعد آپ جہاں بھی جاتے لوگ کہتے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر آتے ہیں۔[1]

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک سوداگر بیلوں پر شکر لادے لئے جا رہا تھا، آپ نے اس سے شکر مانگی، اس سوداگر نے کہا "کہ نمک ہے" شکر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "اچھا نمک ہی ہوگا" وہ سوداگر جب منزل مقصود پر پہنچا اور بورے کھولے تو دیکھا کہ سب میں بجائے شکر کے نمک تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دعا کا طالب ہوا، آپ نے فرمایا:[2]

"شکر ہو جائے گی"

چنانچہ وہ نمک شکر ہو گیا۔ اس روز سے آپ "گنج شکر" کے لقب سے مشہور ہوئے

بچپن کا صدمہ: ابھی آپ نے ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ آپ کے والد ماجد نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا، جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ملتان تشریف لائے اور مولانا منہاج الدین ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب "نافع" پڑھی[3] اور علوم دینیہ حاصل کئے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ سال قیام فرمایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، صرف و نحو، منطق وغیرہ میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: ایک دن آپ ایک مسجد میں جو محلہ سرائے حلوائی میں

---

[1] تاریخ فرشتہ (فارسی) جلد دوم صہ ۳۸۸، [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۰۹
[3] تاریخ فرشتہ صہ ۳۸۳،

واقع تھی، بیٹھے ہوئے تھے، مولانا منہاج الدین ترمذی اسی مسجد میں درس دیا کرتے تھے، آپ "نافع" کا مطالعہ کر رہے تھے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ جب ملتان تشریف لائے تو پہلے اسی مسجد میں آئے۔ حضرت قطب صاحبؒ نماز سے فارغ ہو کر آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ سے پوچھا[1]

"مسعود! تو چہ می خوانی؟"

(مسعود! تم کیا پڑھتے ہو؟)۔

آپ نے جواب دیا:

"کتاب نافع"

یہ سن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا:

"میدانی کہ نفع تو ازیں نافع خواہد بود۔"

(تم جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں نفع ہوگا۔)

آپ نے عرض کیا:

"مجھے تو حضرت کی قدمبوسی سے نفع ہوگا"۔

یہ کہہ کر آپ اُٹھے اور سرِ نیاز حضرت قطب صاحب کے قدموں پر رکھا۔

ملتان میں کچھ دن قیام کر کے حضرت قطب صاحب دہلی روانہ ہوگئے آپ نے بھی دہلی جانا چاہا۔ لیکن حضرت قطب نے آپ کو اجازت نہ دی۔ آپ نے تعلیم جاری رکھنے کی تاکید فرمائی۔ آپ قطب صاحب کے ہمراہ تین منزل تک آئے۔[2]

آپ ۵۹۰ھ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔[3]

تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) صہ ۲۸۳ [2] دلّی کے بائیس۲۲ خواجہ۔ از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب صہ ۳۹،

[3] روضۃ الاقطاب (فارسی) صہ ۵۹

دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے۔

بعد ازاں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنا خاص مصلّےٰ اور عصا آپ کو عنایت فرمایا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"میں تمہاری امانت یعنی سجادہ، دستار اور نعلین جو کہ دست بدست پیران چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں، قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کر دوں گا اور جب تم پانچویں روز (وفات) کے ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے۔ وہ یہ امانتِ پیران تم کو پہنچا دیں گے۔ ۔ ۔ ۔"

حسب فرمان حضرت قطب صاحبؒ وہ تمام تبرکات حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اور حضرت بدر الدین غزنوی نے آپ کے سپرد کئے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کا خرقہ پہنا اس مصلّےٰ پر دوگانہ ادا کیا اور اپنے پیر و مرشد کے مکان میں قیام کیا۔[1]

پھر آپ دہلی سے ہانسی روانہ ہو گئے، اور ہانسی پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔

سیر و سیاحت: آپ نے عراق، شام، سیوستان، غزنی بخارا، قندھار وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ، حضرت شیخ سیف الدین خضریؒ، حضرت شیخ سعید الدین حمویؒ، حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ، حضرت اوحد الدین کرمانیؒ اور حضرت شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوری کی صحبت سے مستفید ہوئے۔[1] آپ نے شیخ السلام اجل شیرازی اور شیخ شہاب الدین زندوپس سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے۔

---

[1] تاریخ فرشتہ (فارسی) صفحہ ۳۸۲، سیر الاولیاء (فارسی) صفحہ ۷۳،۷۲

اجودھن میں سکونت : ہانسی سے سکونت ترک کر کے آپ اجودھن میں جو آج کل پاک پٹن کے نام سے مشہور ہے رونق افروز ہوئے۔ قاضی اجودھن آپ کا سخت مخالف تھا، لیکن اس کی مخالفت کارگر نہ ہوئی، آپ برابر رشد و ہدایت فرماتے رہے۔

شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے آپ پر جادو کیا، آپ نے اس کا قصور معاف کیا۔

عبادات و مجاہدات : آپ خود فرماتے ہیں:[1] "میں بیس برس عالم تفکر میں کھڑا رہا بالکل نہیں بیٹھا۔ میرے پاؤں سوج گئے تھے اور خون ان سے بہتا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ ان بیس سال میں میں نے کچھ کھایا ہو یا نہیں۔"

آپ نے ایک مرتبہ طے کا روزہ رکھا۔ ایک مرتبہ آپ نے چلۂ معکوس کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے روزۂ داؤدی رکھا۔

انشراح : حضرت جلال الدین تبریزی آپ سے کھتوال میں ملے وہ جو انار لائے تھے اس کا ایک دانہ زمین پر پڑا رہ گیا تھا، آپ نے وہ دانہ اٹھا کر دستار میں رکھا اور اس دانے سے افطار کیا۔ طبیعت میں انشراح محسوس ہوا۔ جب اس کا ذکر اپنے پیر و دستگیر سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب کچھ اسی ایک دانے میں تھا۔

خواجہ غریب نوازؒ کا لطف و کرم : جس زمانے میں آپ دہلی میں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول تھے خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتیؒ دہلی میں رونق افروز ہوئے اور حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ

---

[1] راحت القلوب (اردو ترجمہ) ص ۲۰

غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب صاحب کے سب مریدوں کو نعمت سے مالا مال کیا۔

جب سب نعمت پا چکے تو خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے دریافت فرمایا: [1]

"تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟"

حضرت قطب صاحب نے عرض کیا:

"جی ہاں۔ مسعود (بابا فریدالدّین گنج شکر) رہ گیا ہے۔ وہ چلہ میں بیٹھا ہے۔"

حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب آپ کے حجرہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت غریب نواز نے آسمان کی طرف مونہہ کر کے آپ کے واسطے دعا فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا:

"خدایا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا۔"

غیب سے آواز آئی:

"ہم نے فرید کو قبول کیا۔ وہ وحیدِ عصر ہوگا۔"

خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب کو ہدایت فرمائی:

"اسمِ اعظم جو خواجگانِ چشت میں سینہ بسینہ چلا آتا ہے اُسے تلقین کرو۔" آپ پر علم لدنی کا انکشاف ہوا اور حجابات کے پردے اُٹھ گئے۔

پیشین گوئی: حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی اور قطب صاحب سے آپ کے متعلق فرمایا:

"قطب! بڑے شہباز کو دام میں لائے اس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا۔"

بخشش: حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو خلعت عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ حضرت قطب صاحب نے آپ کو دستار، مثال

---

[1] "معین الہند" از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص۹۸

اور خلافت کے دیگر لوازمات عطا فرمائے۔
ایک شاعر نے جو اس موقع پر موجود تھا فی البدیہہ حسب ذیل اشعار پڑھے:

بخشش کونین از شیخیں شد در باب تو
بادشاہی یافتن از بادشاہانِ جہاں
مملکت دنیا ؤ دیں گشتہ مسلم بر ترا
عالمِ کن گشتہ اقطاعِ تو اے شاہِ جہاں

سلاطین کی باریابی: سلطان ناصر الدین جب اوچہ و ملتان گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واپسی پر اس نے چار گاؤں کا فرمان اور کچھ نقدی آپ کی خدمت میں بھیجی[1] آپ نے گاؤں کی مثال واپس کردی اور نقدی وصول فرما کر درویشوں پر خرچ کی۔

سلطان بلبن کو مژدہ: الغخان کو جو بعد میں سلطان غیاث الدین بلبن کے لقب سے مشہور ہوا، آپ نے تاج و تخت کا مژدہ دیا۔ چنانچہ وہ بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنی لڑکی بی بی ہزبرہ کی شادی آپ سے کی۔

ازواج و اولاد: آپ نے چار شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی بی بی ہزبرہ سے ہوئی۔ بی بی ہزبرہ سلطان غیاث الدین بلبن کی صاحبزادی تھیں، آپ کی دوسری شادی بی بی کلثوم سے ہوئی جو شیخ نصر اللہ کی والدہ ہیں۔
آپ کی تیسری شادی بی بی شارو سے ہوئی اور چوتھی بی بی سکر سے۔
آپ کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں آپ کے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں:

---

[1] تاریخ فرشتہ (فارسی)، ص ۳۸۸

خواجہ نصیر الدّین نصر اللہ، شیخ شہاب الدّین۔ شیخ بدر الدّین سلیمان۔ شیخ نظام الدّین اور شیخ یعقوب۔ آپ کے صاحب زادے شیخ عبداللہ کا صغر سنی میں انتقال ہوگیا تھا۔ آپ کی صاحب زادیوں کے نام حسب ذیل ہیں:[1]

بی بی مستورہ، بی بی شریفہ، بی بی فاطمہ۔

وفات شریف: آپ یاحیُّ یاقیُّوم کہتے ہوئے ۵ محرم الحرام ۶۷۰ ھ کو جوارِ رحمت میں داخل ہوئے۔

بعض نے آپ کا سنہ وفات ۶۶۴ ھ لکھا ہے۔[2] مزار پرانوار پاک پٹن میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت بدر الدّین سلیمان آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ کے خلفاء پچاس ہزار سے زیادہ تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

آپ کے پانچوں صاحبزادے۔ شیخ نصیر الدّین نصر اللہؒ، شیخ شہاب الدّینؒ، شیخ بدر الدّین سلیمانؒ، شیخ نظام الدّینؒ اور شیخ یعقوب، آپ کے داماد بدر الدّین اسحٰقؒ۔ آپ کے چھوٹے بھائی۔ شیخ نجیب الدّین متوکلؒ۔ آپ کے بھانجے۔ علی احمد صابر —— ان خاندانی افراد کے علاوہ حضرت جمال الدین ہانسویؒ، حضرت نظام الدّین اولیاؒ، شیخ محمد سراج علی شکر ریز، دھنی، شیخ علی شکر بار، شیخ زکریا، شیخ زین الدّین دمشقی، شیخ بابا دہار۔ جمال کابلی، شیخ جلال الدّین، شیخ صدر دیوانہ، شیخ رکن الدّین۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت نظام الدّین اولیاءؒ اجودھن آئے تو آپ کے داماد حضرت بدر الدین اسحٰق نے آپ کی وصیت کے مطابق جامہ ان کو دیا۔

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) صہ ۱۹۱ [2] سیر الاولیاء (فارسی) صہ ۹۱ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۰۰

سفینۃ الاولیاء (فارسی) صہ ۹۷

سیرت پاک : آپ ریاضت، عبادت، معاہدہ، فقراور ترک و تجرید میں بے نظیر تھے۔ شہرت پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ کو استغراق بہت تھا۔ تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ ورع، عشق، ذوق وشوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ آپ حسب ذیل رباعی بہت پڑھتے تھے۔

رُباعی

خواہم کہ ہمیشہ دررضائے تو زیم   خاکی شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ ز کونین توئی   از بہر تو میرم و برائے تو زیم

جب اپنے پیرو مرشد کے نہایت فرماں بردار تھے۔ آپ کے گھر میں فقرو فاقہ رہتا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا گھر میں کفن کے لئے پیسہ نہ تھا۔ مکان کا دروازہ توڑ کر اس کی اینٹیں قبر میں لگائی گئیں۔[1]

آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ شربت کے ایک پیالے سے جس میں منقٰی ہوتی تھی افطار کرتے تھے۔ تھوڑا خود پیتے تھے باقی حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ دو روغنی روٹیوں میں سے ایک خود تناول فرماتے تھے اور دوسری روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ اجودھن تشریف لائے تو شروع میں آپ اور آپ کے متعلقین پیلو اور ڈیلہ پر گزارہ کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں نے سالہا سال زنبیل گردان کی ہے کھانے میں نمک نہیں ہوتا تھا۔

آپ کی پوشاک شکستہ ہوتی تھی۔ آپ کے پاس ایک کمبل تھا جو اتنا چھوٹا تھا کہ جب پیروں پر ڈالتے تو سر کھل جاتا اور جب سر پر ڈالتے تو پیر کھل جاتے۔ توکل کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا وہ خرچ کر دیتے تھے۔ آپ ایک عالم بھی تھے۔ فصاحت و بلاغت میں بے مثال تھے۔

---

[1] فوائد الفواد۔ (اردو ترجمہ) ص ۱۷۳

عِلمی ذوق : آپ نے اپنی مشہور کتاب "فوائدالسالکین" میں اپنے پیرومرشد کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ رسالہ "موجود وجود" رسالہ "گفتار" اور "الٰہی نامہ" بھی آپ کی تصانیف بتائی جاتی ہیں آپ شاعر بھی تھے۔

فہم وادراک : حضرت بہاءالدین زکریاؒ نے اپنے ایک خط میں آپ کو لکھا:[1]

"میان ما وشما عشق بازی است"

(ہمارے اور تمہارے درمیان عشق بازی ہے)

آپ نے جواب دیا:

"میان ما وشما عشق ہست وبازی نیست"

(ہمارے اور تمہارے درمیان عشق ہے بازی نہیں ہے)

تعلیمات : آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:[2]

توبہ کی قِسمیں : توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اوّل دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ دوسرے آنکھ کی۔ تیسرے کان کی، چوتھے ہاتھ کی۔ پانچویں پاؤں کی۔ چھٹے نفس کی۔

آپ فرماتے ہیں:[3]

درویش : "درویش جو اس دنیائے دُنی کی رفعت وجاہ کا خواستگار ہو اور اپنی ذات کو لطفِ مردماں کا اسیر کرنے کی کوشش کرے۔ پس اس کی نسبت جاننا چاہیئے کہ وہ درویش نہیں ہے، درویشوں کا نام بدنام

---

[1] سیرالاولیاء (فارسی) صد ۷، [2] اسرارالاولیاء۔ (اردو ترجمہ) صد ۲۴،

[3] راحت القلوب (اردو ترجمہ) صد ۱۴۴

کرنے والا ہے اور مرتدِ طریقت ہے، کیونکہ فقراء کو دنیا سے اعراض ہے۔"

آپ فرماتے ہیں : [1]

محبّت کے مقامات : "محبت کے سات سو مقام ہیں۔

پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اس پر نازل ہو اس پر صبر کرے"

آپ فرماتے ہیں : [2]

کلاہ : "جب تک ان چار عالم سے اپنے تئیں نگاہ نہیں رکھ سکتا تیرے لئے کلاہ پہننا واجب نہیں۔

۱ ۔ عالمِ چشم یعنی آنکھ کو ناقابل دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔
۲ ۔ عالم گوش یعنی کانوں کو ناقابل شنید باتوں کے سننے سے روکے۔
۳ ۔ عالم زبان۔ جب تک تو زبان کو گونگا نہ بنائے گا کلاہ کا مستحق نہیں۔
۴ ۔ عالم دست و پا جب تک ہاتھ پاؤں کو ممنوعہ اعمال سے نہ روکے گا۔ کلاہ کے لائق نہیں۔

آپ فرماتے ہیں : [3]

ایک جواب : "چار چیزوں کے متعلق سات سو پیران طریقت سے پوچھا گیا سب نے ایک سا جواب دیا۔

س : آدمیوں میں سب سے زیادہ عقل مند کون ہے ؟
ج : گناہوں کو ترک کرنے والا۔
س : آدمیوں میں سب سے زیادہ ہوشیار کون ہے ؟
ج جو کسی چیز سے پریشان نہ ہو۔
س : آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غنی کون ہے ؟
ج : قناعت کرنے والا۔

---

[1] اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ) صہ ۲۴، [2] اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ) صہ ۲۴

[3] سیر الاولیاء (فارسی) صہ ۴۳

س : آدمیوں میں سب سے محتاج کون ہے؟
ج قناعت کو ترک کرنے والا۔

اقوال : کام سے واقف وہی لوگ ہیں جن میں یہ دونوں باتیں یعنی عشق اور عقل پائی جاتی ہیں۔

- تصوف مولیٰ کی صفا دوستی کا نام ہے۔
- زندہ دل وہ ہے جس میں محبتِ خدا ہے۔
- سماع راحت دل ہے اور اہل محبت کو جنبش دینے والا ہے جو بحرِ محبت میں شناوری کرتا ہے۔
- اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو محبت میں ہے، اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔

اوراد و ظائف : چند اوراد و ظائف ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان تین روز تک سورۂ بقر پڑھے اس کا مقصد پورا ہو۔[1]

آپ فرماتے ہیں :- جو شخص ستر بار سورۂ انعام پڑھے اس کی حاجت پوری ہو۔[2]

غم و فکر دور کرنے کیلئے: آپ فرماتے ہیں جو شخص : لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط پڑھے غم و فکر سے نجات پائے۔[3]

معاش میں تنگی دور کرنے کیلئے: آپ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل دعا اکثر پڑھنے سے معاش میں تنگی دور ہوتی۔

---

[1] اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ) ص۳۸، [2] اسرار الاولیاء (اردو ترجمہ) ص۳۹
[3] راحت القلوب (اردو ترجمہ) ص۲۰۴،

ھ - ٹ

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یَا دَائِمَ الۡعِزِّ وَالۡمُلۡكِ وَ الۡبَقَاءِ یَا ذُوالۡجَلَالِ وَالۡجُوۡدِ وَالۡفَضۡلِ وَالۡعَطَاءِ یَا وَدُوۡدُ ذُوالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدِ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ۔

کشف وکرامات :

ایک درویش آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو کچھ دے کر رخصت کرنا چاہا، وہ نہیں گیا۔ اس نے کنگھی جو مصلےّ پر رکھی تھی، مانگی، آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس نے کہا، آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے۔

"آخری بار اس نے بآواز بلند کہا کہ :
"کنگھی مجھ کو دو۔ تمہارے واسطے برکت ہوگی۔"

آپ نے فرمایا : [۲]

"جاؤ۔ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آبِ رواں میں ڈال دیا۔"

آخر کار وہ درویش رخصت ہوا۔ جب اجودھن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا۔ وہ پھر دریا سے باہر نہ آسکا۔ ڈوب کر مر گیا۔ [۳]

ایک مرتبہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں زادِ راہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دئے۔ ان درویشوں کو ناگواری ہوئی کہ بجائے زادِ راہ کے خرمے دئے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا۔ پھینکتے وقت جو اُن کی نظر خرموں پر پڑی تو ان کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور خوشی بھی کہ وہ خرمے زرِ خالص کے ہو گئے ہیں۔ [۴]

---

[۱] راحت القلوب (اردو ترجمہ) صد ۱۴۲ [۲] تاریخ فرشتہ (فارسی) صد ۳۸۵

[۳] خیر المجالس (اردو ترجمہ) صد ۱۵۵۔ [۴] راحت القلوب (اردو ترجمہ) صد ۱۵۱

باب ۹

حضرت صوفی حمید الدینؒ ناگوری

حضرت صوفی حمید الدین ناگوری اولیائے کبار میں سے ہیں۔

خاندانی حالات : آپ حضرت سعد بن زید کی اولاد سے ہیں جن کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہے۔

نام : آپ کا نام حمید الدین ہے۔

لقب : آپ "سلطان التارکین" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

کنیت : آپ کی کنیت "ابو احمد" ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ : ایک دن کا واقعہ ہے کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ بہت خوش تھے۔ حاضرین سے فرمایا کہ اس وقت اجازت کے دروازے کھلے ہیں۔ جس کا جو دل چاہے مانگے۔ جو مانگے سو پائے۔

ایک شخص نے دعا مانگی اور دوسرے نے عقبیٰ کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم دنیا و عقبیٰ میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہو!" آپ نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا[1]

"بندہ را خواستی نباشد خواستِ مولیٰ ست۔"

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۶۷

ترجمہ: بندہ کی کوئی خواہش نہیں ہے جو خواہش ہے وہ مولیٰ کی خواہش کے مطابق ہے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ غریب نواز بہت خوش ہوئے اور فرمایا:[1]

"التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین الصوفی۔"

پس خواجہ غریب نواز کے کردہ لقب "سلطان التارکین" سے آپ مشہور ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کے مُرید اور خلیفہ ہیں۔

ذریعۂ معاش: موضع سوالی (ناگور) میں آپ کے پاس کچھ زمین تھی۔ آپ کاشت کرتے تھے، آپ خود ہل، چلاتے تھے۔

وفات: آپ ۲۹، ربیع الآخر ۶۷۳ھ کو واصل بحق ہوئے[1] مزار ناگور میں واقع ہے۔

سیرت: آپ بہت بڑے عالم، صوفی اور صاحب دل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ طریقت میں آپ کا مقام اونچا ہے۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "اصول طریقہ" ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کے مکتوبات تصوّف کا خزانہ ہیں۔

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں۔[2]

"مردانِ راہِ حق کا مقصد درگاہِ الٰہی تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ تین گروہوں میں تقسیم ہیں۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے:

اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا مِنْھُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ

ترجمہ: ہم نے اپنے بندوں کو چن لیا ہے جس میں کچھ وہ لوگ ہیں، جو اپنے نفس پر زیادتی کرتے ہیں، کچھ بہت محتاط ہیں اور کچھ نیکیوں میں

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص۶۷، [2] اصول الطریقہ

بہت سبقت لے جاتے ہیں۔

"یعنی معذور، مشکور اور فانی . . . ."

آپ فرماتے ہیں:

"مراتب راہ کا پہلا مرتبہ علم ہے۔ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ علم کے بغیر عمل درست نہیں ہوتا۔

مراتب طریقت کا دوسرا مرتبہ عمل ہے، کیوں کہ عمل کے بغیر نیت کا وجود نہیں۔

مراتب درگاہ کا تیسرا مرتبہ نیت ہے۔ نیت صحیح ہونی چاہیئے، کیوں کہ صحیح نیت کے بغیر باطل کے سوا اور کوئی عمل نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ صدق ہے، صدق کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اس کے بغیر عشق رونما نہیں ہوتا۔

پانچواں مرتبہ عشق ہے، عشق اس لئے ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ اس کے بغیر توجّہ درست نہیں ہوتی۔

چھٹا مرتبہ توجہ ہے۔ توجّہ اس لئے ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر سلوک حاصل نہیں ہوتا۔

ساتواں مرتبہ سلوک ہے۔ سلوک اس لئے درکار ہے کیوں کہ اس کے بغیر پیش گاہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔

آٹھواں مرتبہ پیش گاہ کا کھلنا ہے۔ پیش گاہ کا دروازہ کھلنا چاہیئے، تاکہ مقصود ظاہر ہو۔

اقوال: ○ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوئے اس کا نام جھوٹوں کے دفتر میں لکھا جائے گا۔

○ ارباب شریعت کی راہ و منزل تو نفس و مال سے باہر آنا ہے اور تعیم مقام میں داخل ہونا ہے ۔ اور اصحاب طریقت کی راہ و منزل جان و دل سے باہر آنا اور وحدت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جانا ہے۔

باب ۱۰

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید کے دادا کو لوگ "شمس العارفین" کے لقب سے پکارتے تھے۔ [1]

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی سارا تھا۔

بیعت و خلافت: آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔

وفات: آپ نے ۶۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔
شیخ جمال الدین کوئی آپ کی اولاد سے تھے۔

سیرت: آپ فضائل صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ آپ شیخ احمد غزنوی اور شیخ عبدالواحد سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

آپ وعظ کہتے تھے۔ لوگ آپ کا وعظ سن کر از خود رفتہ ہو جاتے تھے ایک مرتبہ آپ منبر پر چڑھے اور اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ "میں نے اپنے بابا کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا ہے" کہ لوگوں پر گریہ طاری ہوا — جب آپ نے یہ شعر پڑھا: ۵

بر عشق تو و بر تو نظر خواہم کرد   جاں در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صنہ ۹

تو لوگوں میں وجدانی کیفیت پیدا ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگلا شعر یاد نہیں قاسم نے آپ کو اگلا شعر یاد دلایا۔

پُر درد و لے بخاک در خواہم شد | پُر عشق سرے زگور بر خواہم کرد

یہ شعر سن کر لوگ رونے لگے اور آپ منبر پر سے اتر آئے۔

کرامت: ایک مرتبہ دہلی میں بارش نہیں ہوئی۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے آپ منبر پر چڑھے اور اپنی آستین سے ایک دامن نکالا جس کا ایک تار جدا ہو گیا تھا۔ وہ تار آپ نے آسمان کی طرف کیا اور باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا:

"الٰہی بحرمت اس بڑھیا کے دامن کے اس تار کے کہ جس نے نامحرم مرد کو زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اور بحرمت اس راز و نیاز کے جو وہ بڑھیا تیرے ساتھ رکھتی تھی پانی برسا اگر بارش نہیں ہوئی تو میں شہر چھوڑ کر جنگل میں چلا جاؤں گا۔"

ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی۔

"لوگوں نے جب اس دامن کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا "کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ دامن کس کا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وہ دامن میری والدہ ماجدہ کو دیا تھا۔ میری والدہ اس دامن کو سر پر رکھتی تھیں اور اس طرح سے عبادت کرتی تھیں۔

باب ۱۱

حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ

حضرت شیخ صدرالدین عارف اپنے والد ماجد حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے فرزند، مرید، خلیفہ اور جانشین ہیں۔

نام: آپ کا نام صدرالدین ہے۔

لقب: آپ کا لقب عارف ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ابوالمغانم ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ: جب آپ قرآن شریف پڑھتے تو اس کے معنی، مطالب اور مضمرات پر بہت غور و فکر فرماتے۔ اس غور و فکر سے آپ کا دل و دماغ روشن ہو جاتا۔ جتنی بار آپ قرآن پڑھتے، آپ کو نئے معنی معلوم ہوتے۔[۱] اس وجہ سے آپ "عارف" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

بیعت و خلافت: اپنے والد حضرت بہاء الدین زکریاؒ سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقہ، خلافت پایا۔

ترکۂ پدری: والد کی وفات کے بعد ستر لاکھ تنکہ آپ کے حصہ میں آیا جو آپ نے فقراء کو تقسیم کر دیا۔

---

[۱] جامع العلوم

آپ نے جواب دیا : [1]

"میرے والد دنیا پر غالب تھے۔ اس لئے مال و زر کی موجودگی اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی۔ اگرچہ میں بفضلہ تعالیٰ دنیا پر بیشتر غالب ہوں مگر کبھی کبھی درجہ مساویت بھی ہو جاتا ہے۔ اس واسطے میں اس اندیشے سے کہ مبادا کبھی دنیا مجھ پر غالب آجائے مطمئن نہیں ہوں۔ اس واسطے میں نے اسباب دنیاوی کو اپنے پاس سے دُور پھینک دیا اور اس کے کھٹکے سے دل کو فارغ کر لیا"

وفات : آپ نے ۲۳ ذی الحجہ ۶۸۴ھ کو وفات پائی۔ مزار ملتان میں ہے۔

شادی اور اولاد : آپ کی شادی بی بی راستی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح پیدا ہوئے۔

خلفاء : آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح آپ کے سجادہ نشین تھے آپ کے اور خلفاء حسب ذیل ہیں :

حضرت شیخ جمال الدین خنداں اوچھوی، حضرت شیخ احمد معشوق، حضرت شیخ صلاح الدین درویش، حضرت شیخ علاء الدین المخاطب بہ محبوب اللہ حضرت شیخ حسام الدین بداولی۔

سیرت : آپ بحرِ معرفت میں ایسے مستغرق تھے کہ بعض اوقات آپ کو اپنی خبر نہ ہوتی تھی۔ ترک و تفرید میں بیگانۂ روزگار تھے۔ پرہیزگاری، جود و سخا، لطف و بخشش، مہمان نوازی آپ کی خصوصیات تھیں۔

تعلیمات : آپ فرماتے ہیں کہ : [2]

"استقامت ایمان کی یہ ہے کہ خدا اور رسول سارے

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صـ ۵۲۶ [2] سالک السالکین (جلد دوم) صـ ۵۲۷

جہاں سے پیارے معلوم ہوں۔"

اقوال: ☐ مرگ سے پہلے جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ جاودانی نہیں اس پر عدم کا قلم ضرور پھیرا جائے گا۔

☐ صحت ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نیکی سے خوشی حاصل ہو، اور بدی بُری معلوم ہو۔

کرامات: ایک روز آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح تھے۔ آپ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اننے میں ہرن کا ایک غول ادھر سے گذرا۔ اس غول میں ہرنی کا ایک بچہ بھی تھا۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح جن کی عمر اس وقت سات سال کی تھی۔ اس بچّے کو پکڑنا چاہتے تھے لیکن وہ بچہ ہاتھ نہ آیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت شیخ ابوالفتح کو قرآن شریف کا سبق دیا۔ ان کو دس مرتبہ پڑھنے پر بھی یاد نہ ہوا۔ حالانکہ وہ تین مرتبہ پڑھ کر یاد کر لیتے تھے

آپ نے وجہ معلوم کی، جب آپ کو ہرن کے غول اور بچے کا اس طرف آنا معلوم ہوا تو آپ نے پوچھا، "کہ وہ ہرن کا غول کس طرف گیا حضرت شیخ رکن الدین نے سمت بتائی آپ نے اس طرف کچھ پڑھ کے پھونکا۔ غول واپس ہوا۔ حضرت رکن الدین نے دوڑ کر اس بچّے کو پکڑ لیا اور بہت خوش ہوئے۔ اس خوشی میں انہوں نے ایک سیپارہ حفظ کیا۔ ہرنی کو مع بچّے کے خانقاہ میں لے آئے۔[1]

حضرت مولانا حسام الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ ملتان میں تھے تو ایک دن وہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مزار سے واپس ہو رہے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ وہ اپنی قبر کے واسطے ایک قطعۂ زمین مانگیں آپ کو یہ بات کشف کے ذریعے معلوم ہو گئی۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵،

آپ نے فرمایا کہ : [1]

"مجھے ایک قبر کی جگہ آپ کو دینی مشکل نہیں، اور نہ عذر ہے، لیکن آپ کے واسطے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ بدایوں میں تجویز فرمائی ہے، آپ کا مدفن اس جگہ ہوگا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صـ ۵۲۵

باب ۱۲

حضرت علاؤ الدین احمد صابرؒ

حضرت علاؤ الدین علی احمد صابرؒ سلطان الاصفیا ہیں۔
تاج الاولیاء ہیں۔

خاندانی حالات : والد ماجد کی طرف سے آپ سید ہیں اور غوث الاعظم میران محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔ والدہ ماجدہ کی طرف آپ کا سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب پر منتہی ہوتا ہے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام عبدالرحیم ہے۔

والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے اور جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔

ولادتِ مبارک : آپ نے ۱۹، ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہرات میں اس عالم کو زینت بخشی۔

نام نامی : آپ کا نام علی احمد ہے۔

خطابات : آپ کے خطابات "مخدوم" اور "صابر" ہیں۔

لقب : آپ کا لقب "علاؤ الدین" ہے۔

بچپن : زندگی کے پہلے سال میں آپ ایک دن دودھ پیتے تھے اور

دوسرے دن دودھ نہیں پیتے تھے۔ گویا اس دن روزہ رکھتے تھے۔
جب زندگی کا دوسرا سال شروع ہوا تو تیسرے دن دودھ پیتے تھے اور ۲ روز نہیں پیتے تھے، گویا ۲ دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ ۳ سال کے ہو گئے تو دودھ پینا چھوڑ دیا۔ جب چوتھا سال شروع ہوا اور آپ کی زبان کھلی تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا: لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

آپ جب چھ سال کے ہوئے کھانا پینا برائے نام رہ گیا۔ رات کا زیادہ حصّہ عبادت میں گزارنے لگے۔ جب ساتواں سال شروع ہوا تو آپ نے تہجّد پابندی سے پڑھنا شروع کیا:

بچپن کا صدمہ: پانچ سال کی عمر میں، ۱۱ ربیع الاوّل، ۵۹۷ھ کو والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد کے سائے میں ہوئی۔ والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت پر کافی توجہ دی۔ اجودھن میں آپ کی تعلیم و تربیت حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی نگرانی میں ہوئی۔ عربی، فارسی کے علاوہ آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر، منطق معانی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی۔

اجودھن میں آمد: آپ اپنی والدہ کے ساتھ اجودھن آئے اور آپ اپنے ماموں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے پاس رہنے لگے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی۔ آپ نے ۱۲ سال کے عرصہ میں کچھ نہیں کھایا۔ حضرت بابا صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا "علاؤالدّین احمد صابر ہیں"۔ اس روز سے آپ "صابرؒ" کے

خطاب سے مشہور ہوئے۔

والدہ کا وصال: آپ کی والدہ اجودھن میں کچھ عرصہ قیام کر کے ہرات چلی گیئں تھیں۔ ہرات سے پھر اجودھن واپس تشریف لائیں اور ۲ محرم ۶۱۴ھ کو انتقال فرمایا۔

بیعت وخلافت: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور ۱۴، ذی الحجہ ۶۵۰ھ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی کہ دہلی جانے سے قبل ہانسی جا کر حضرت جمال الدین سے خلافت نامہ پر مہر لگوائیں اور پھر دہلی چلے جائیں۔

ہانسی پہنچ کر آپ حضرت جمال الدین کی خانقاہ میں چنڈول پر سوار داخل ہوئے۔ خانقاہ میں چنڈول سے اترے۔[۱] یہ بات جمال الدین ہانسوی کو ناگوار ہوئی۔ نماز کے بعد آپ نے اپنے پیر و مرشد کی عطا کی ہوئی شال نکالی اور حضرت جمال الدین ہانسوی سے اس پر مُہر لگانے کو کہا: حضرت جمال الدین ہانسوی نے چراغ منگایا اور خلافت نامہ کو پڑھنا شروع کیا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ چراغ یکایک گُل ہو گیا۔

حضرت جمال الدین ہانسوی نے آپ سے کہا کہ چونکہ چراغ گُل ہو گیا ہے لہٰذا ب خلافت نامہ پہ کل دستخط کر دیئے جائیں گے آپ نے جب یہ سُنا تو پھونک ماری اور چراغ روشن ہو گیا۔[۲]

حضرت جمال الدین ہانسوی کو یہ بات ناگوار ہوئی اور انہوں نے آپ سے کہا:[۳]

"تاب دم زدن شما دہلی کجا دارد کہ بیک دم زدن تمام دہلی را خواہید سوخت" (دہلی والے کب آپ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ تو ذرا سی دیر میں دہلی کو جلا کر

---

[۱] سیر الاقطاب (فارسی) صہ ۱۸۰ [۲] سیر الاقطاب (فارسی) صہ ۱۸۰، [۳] سیر الاقطاب (فارسی) صہ ۱۸۱

خاک کر دیں گے)

یہ کہہ کر حضرت جمال الدین ہانسوی نے آپ کا خلافت نامہ پھاڑ دیا خلافت نامہ پر مہر نہیں لگائی۔ آپ نے غصّہ کی حالت میں حضرت جمال الدین ہانسوی سے فرمایا۔[1]

"چوں تو مثال من پارہ کردی من سلسلۂ تو پارہ کردم"۔

(چونکہ تم نے میری مثال کو چاک کر دیا، میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا) حضرت جمال الدین ہانسوی نے پوچھا۔

"از اوّل یا از آخر"

(شروع سے یا آخر سے)

آپ نے جواب دیا: "از اوّل"۔ (شروع سے)

واپسی: آپ اجودھن واپس آئے اور سارا ماجرہ حضرت بابا صاحب کے گوش گزار کیا۔ حضرت بابا صاحب نے فرمایا:

"پارہ کردۂ جمال را فرید نتواں دوخت۔"

(جمال کے پارہ کئے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا۔")۔

حضرت بابا صاحب نے آپ کو کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ آپ کی مثال پر اپنے دستخط کئے اور اس مرتبہ آپ کو حضرت جمال الدین ہانسوی کے پاس جانے کی تاکید نہیں فرمائی۔

کلیر میں قیام: بحکم اپنے پیر و مرشد آپ کلیر پہنچے۔ کلیر اس زمانے میں ایک بڑا شہر تھا۔ اس کی آبادی بھی کافی تھی علماء، فضلاء، اور مشائخ کافی تعداد میں وہاں رہتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے لئے چار سو چنڈول آتے تھے۔[2] رئیس کلیر اور قاضی شہر پر آپ کی رشد و ہدایت

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۸۱،

کا کوئی اثر نہ ہوا۔

جب کلیر کے لوگوں کی نافرمانی اور سرکشی حد سے بڑھ چکی تو آپ کو ضبط کا یارا نہ رہا۔ آپ جمعہ کی نماز کے واسطے جامع مسجد گئے اور پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں رئیس کلیر اور قاضی شہر مسجد میں آئے، آپ کو پہلی صف میں بیٹھا دیکھ کر آپ کو اور آپ کے معتقدین کو برا بھلا کہا اور پہلی صف سے ہٹا دیا۔

آپ وہاں سے اٹھ کر مسجد سے باہر آکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ نے مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا "تو نے ان لوگوں کو صحیح سلامت چھوڑ دیا" آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد ایک دم گری اور وہ سب لوگ دب کر مر گئے۔ [1]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی سجدہ کرے۔ اس فرمان کے مطابق مسجد گری اور وہ سب لوگ دب کر مر گئے۔

شادی: آپ کی والدہ کے اصرار پر حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفیہ کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ آپ اس زمانے میں حضرت بابا صاحب کے پاس اجودھن میں تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور دلہن کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ جب آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے تو حجرے میں روشنی اور ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوئے۔

آپ نے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

دلہن نے جواب دیا کہ

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) صد ۱۸۲

"آپ کی بیوی ہوں"
یہ سن کر آپ نے فرمایا:
"یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں، میں تو ایک کو دل میں جگہ دے چکا ہوں، دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں"
آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی حجرے میں سے ایک آگ نمودار ہوئی جس نے دلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

وفات شریف: آپ ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ کو واصل بحق ہوئے آپ کا مزار پرانوار کلیر میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلیفہ: حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرتِ مبارک: آپ میں شانِ جلالی بدرجہ اتم تھی۔ آپ کو نسبتِ فنا اعلیٰ درجہ کی حاصل تھی، ریاضت عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہے: [1]

"علمِ ظاہر و باطن میں نیز شیخ نظام الدین بدایونی رسید و علم ظاہری و باطنی نیز شیخ علاؤالدین علی احمد صابر بُرد"
(میرا ظاہر و باطن علم شیخ نظام الدین بدایونی کو پہنچا اور علم ظاہری و باطنی علاؤالدین احمد لے گئے۔)

حضرت بابا صاحب یہ بھی فرماتے تھے: [2]
"علمِ سینۂ من در ذاتِ شیخ نظام الدین بدایونی و علمِ دل من در ذات شیخ علاء الدین علی احمد سرایت کردہ"

---

[1] انوار العارفین (فارسی) ص ۲۹۹، [2] انوار العارفین (فارسی) ص ۲۹۹

(میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرایت کی ہے۔)

آپ کی ولایت کا تعلق ولائیتِ موسیٰ سے ہے اور قلب آپ کا قلبِ اسرافیل علیہ السلام پر واقع ہوا تھا۔ آپ طریقت میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے مناسبت رکھتے ہیں۔

خوراک : آپ روزے بکثرت رکھتے تھے۔ پانی میں اُبلے ہوئے گولر بغیر نمک ملائے کھاتے تھے۔

پوشاک : آپ صرف تہہ بند باندھتے تھے اور رنگین خرقہ گلِ ارمنی کا پہنتے تھے۔ جوتا نہیں پہنتے تھے۔

مقبولیت : آپ کو بارگاہِ ایزدی میں مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ آپ جو کچھ فرماتے ویسا ہی ہوتا۔

شعروشاعری : آپ کو شعروشاعری کا شوق تھا، فارسی میں آپ کا تخلص "احمد" ہے۔ ہندی میں آپ کا تخلص کہیں "صابر" ہے اور کہیں "علاؤالدین"۔

آپ کا ایک شعر جس میں "صابر" تخلص استعمال کیا ہے حسب ذیل ہے

اس طرح ڈوب اس میں اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے

آپ کا وہ شعر جس میں "علاؤالدین" تخلص استعمال کیا ہے۔ حسب ذیل ہے :

یہ تن ہرواایکھ تھاتیس ببول کردیں
گنے میں گڑ پرکھ لو کہیں علاؤالدین

آپ کی مشہور غزل حسب ذیل ہے:

امروز شاہِ شاہاں مہماں شدست مارا
جبرئیل با ملائک دربان شدست مارا
در جلوہ گاہِ وحدت کثرت کجا بگنجد
مژدہ ہزار عالم یکساں شدست مارا
ما خانۂ جہاں را بسیار سیر کردیم
اے شیخ بت پرستی ایماں شدست مارا
در محفلِ گدایاں مُرسل کجا بگنجد
بے برگ و بے نوائی ساماں شدست مارا
احمدؔ بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ایں را رضائے جاناں رضواں شدست مارا

کشف و کرامت: آپ کی بددعا سے کلیر ویران ہوا۔ دُور دُور تک آبادی کا نشان نہیں رہا۔

حسن قوال کو چند گولر دے کر رخصت فرمایا۔ گولر لے کر وہ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں اجودھن میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا صاحب نے وہ گولر حاضرین کو تقسیم فرمائے، جس نے بھی وہ گولر کھائے اس کی کثافت دور ہوئی۔ اس کو نورِ باطن حاصل ہوا۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی جب آپ کی خدمت میں تھے تو دن میں کئی بار اندھے اور کئی بار لنگڑے ہوتے۔ جب آپ فرماتے: "شمس الدین! کیا لنگڑا ہو گیا ہے جو چلا نہیں جاتا؟" وہ فوراً لنگڑے ہو جاتے اور جب آپ فرماتے: "شمس الدین! کیا اندھا ہو گیا ہے؟" وہ فوراً اندھے ہو جاتے۔

آپ ہر مرتبہ ان کے لئے دعا فرماتے اور وہ آپ کی دُعا سے پھر اچھے ہو جاتے۔

باب ۱۳

حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی پیشوائے اہلِ تمکین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے حضرت امام ابو حنیفہ پر منتہی ہوتا ہے۔[۱]

نام : آپ کا نام جمال الدین ہے۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

پیر و مرشد کی شفقت : حضرت بابا صاحب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کی خاطر بارہ سال ہانسی میں رہے۔[۲] کبھی آپ کے متعلق فرماتے تھے۔[۳]

"جمال جمالِ ماست" (جمال ہمارا جمال ہے)

اور کبھی فرماتے تھے کہ :

"جمال میخواہم کہ گرد سر تو بگردم"

(جمال چاہتا ہوں کہ تیرے گرد طواف کروں)

---

[۱] سیر الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۷۸، [۲] سیر الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۷۸ [۳] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۴۷

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جب کسی کو خلافت نامہ عطا فرماتے اس شخص کو تاکید فرماتے کہ ہانسی جا کر آپ (شیخ جمالؒ) سے مہر لگواؤ۔ اگر آپ مہر لگا دیتے تو اس کا خلافت نامہ مستند سمجھا جاتا۔ اور اگر آپ مہر نہیں لگاتے تو حضرت بابا صاحب بھی قبول نہ فرماتے اور صاف کہہ دیتے کہ: [1]

"پارہ کردۂ جمال را نتوانیم دوخت"

(جمال کے پارہ کئے ہوئے کو ہم نہیں سی سکتے)

عبادت وریاضت :

آپ کے یہاں ایک کنیز تھیں —— وہ پاک دامن خاتون تھیں۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ان کو "مادر مومناں"، کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ حضرت بابا صاحب کے پاس ہانسی سے آئیں۔ حضرت بابا صاحب نے ان سے دریافت کیا۔

"مادر مومناں! جمالِ ما چہ می کند"

(مادر مومناں! ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔)

مادر مومناں نے عرض کیا کہ جس روز سے وہ آپ (حضرت بابا صاحب) سے ملے ہیں۔ انہوں نے گاؤں، اسباب، جائداد اور شغل خطابت کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ فاقہ کشی اور محنت پر کمر باندھی ہے۔

حضرت بابا صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے انہوں نے فرمایا: [2]

"الحمد اللہ۔ خوش می باشد"

(الحمد اللہ، کیا ہی اچھا ہے)

شادی اور اولاد :

آپ کے ایک صاحبزادے دیوانے ہو گئے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کبھی کبھی ہوش میں آتے اور ایسی باتیں کرتے گویا بالکل اچھے ہیں۔ ایک

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) ص۱۷۹، [2] سیر الاولیاء (فارسی) ص۱۸۱

دن جب ہوش میں آئے تو انہوں نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ

(علم اللہ کا بہت بڑا حجاب ہے)

اس کلام کی وضاحت انہوں نے اس طرح کی کہ: [1]

"علم دونِ حق است و ہرچہ دون حق است حجاب حق است"

(علم غیر حق ہے اور جو کچھ غیر حق ہے وہی حجاب حق ہے)

حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ:

"میں سمجھ گیا کہ یہ حقیقی مجذوب ہیں"

دوسرے فرزند شیخ برہان الدین صوفی آپ کے وصال کے وقت کم سن تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے آپ کے حال پر نہایت لطف و کرم فرمایا۔ نعمتِ فقر سے جو ان کے والد کو دی تھی، ان کو بھی سرفراز فرمایا، ان کو خرقۂ خلافت، مصلا اور عصا عنایت فرمایا اور ان کو ہدایت فرمائی کہ کچھ مدت حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت بابرکت میں رہیں۔

وفات: آپ نے ۶۵۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار آپ کا ہانسی میں واقع ہے۔

سیرت: آپ ایک اچھے خطیب تھے۔ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پیوست ہونے کے بعد خطابات چھوڑ دی تھی۔ فقر و فاقہ کو تاج و تخت پر فوقیت دیتے تھے۔ علمِ ترک و تجرید آپ کا شعار تھا۔ آپ کمالاتِ ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔

بے قراری: ایک روز آپ نے حسب ذیل حدیث سنی:

اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) صـ۱۸۴

(قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔)

اس حدیث شریف سے آپ بہت متاثر ہوئے، آپ بے چین و بے قرار رہنے لگے۔

علمی ذوق: آپ ایک اچھے عالم بھی تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ "ملہمات" آپ کی مشہور کتاب ہے۔

شعر و شاعری: آپ شاعر بھی تھے۔

تعلیم: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کامل میں چند صفات کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں وہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کامل نہیں کہا جا سکتا۔ ان صفات کے متعلق جن کا فقیر کامل میں ہونا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"فقر ایک خلق شریف ہے جس سے صلاح، عفت، زہد، ورع، تقویٰ، طاعت، عبادت، جوع، فاقہ، مسکنت، قناعت، مروت، فتوت، دیانت، صیانت، امانت، سہر، تہجد، خضوع، خشوع، تذلل، تواضع، تحمل، کظم، عفو، اغماض، اشفاق، انفاق، ایثار، اطعام، اکرام، احسان، اعراض، اخلاص، انقطاع، انفصال، صدق، صبر، سکوت، علم، رضا، حیا، بذل، جود، سخاوت، خشیت، خوف، رجا، ریا، رصنت، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، مرافقت، مداہت، معاملت، توحید، تہذیب، تجرید، تفرید، سکوت، وقار، مدارات، مواسات، عنایت، رعایت، شفقت، شفاعت، لطف، کرم، تفقد، شکر، فکر، ذکر، حرمت، ادب، اعتصام، احترام، طلب، رغبت، غیرت، عبرت، بصیرت، تیقظ، حکمت، حسبت، ہمت، معرفت، خفیت، خدمت، تسلیم، تفویض، توکل، تبتل، یقین، ثقت، غنا، استقامت، اور حسن خلق پیدا ہوتا ہے۔ پس ان صفات کا ہونا ضروری ہے

درود شریف: آپ نماز شام کی سنت سے متصل دو رکعت صلوٰۃ البروج پڑھتے تھے اور ہر فرض سے متصل آیۃ الکرسی پڑھتے

تھے۔[1]

کرامت: ایک گاؤں میں آپ کی ایک شخص نے دعوت کی۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے اجازت چاہی۔ میزبان نے کہا۔ جب تک بارش نہیں ہوگی نہ جانے دوں گا۔ اس سال بارش نہیں ہوئی تھی اور قحط کے آثار نمایاں تھے۔ میزبان کے اصرار پر آپ وہیں بیٹھ گئے۔ اسی رات کو خوب بارش ہوئی۔ آپ گھوڑے پر ہانسی واپس تشریف لائے۔[1]

---

[1] سیرۃ الاولیا (فارسی) ص ۱۸۲

مردِ خُدا شاد بُوَد زیرِ دَلق
مردِ خُدا گنج بُوَد در خراب
مردِ خُدا بحر بود بیکراں
مردِ خُدا قطرہ بود بے سَحاب

حصّہ سُوم

باب ۱۴

حضرت خواجہ شمس الدین ترک

حضرت خواجہ شمس الدین ترک محرمِ حریمِ جلال ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد ترک کے رہنے والے تھے آپ خاندانِ سادات سے تھے[1] آپ کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے، آپ علوی ہیں۔

والد: آپ کے والد کا نام سید احمد ہے۔

نسب نامہ پدری: آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے[1] شمس الدین ترک ابن سید احمد ابن سید عبدالمومن ابن سید عبدالملک ابن سید سیف الدین ابن خواجہ ورعنا ابن بابا قرعنا۔

ولادت: آپ ترکستان میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شمس الدین ہے۔ آپ کو شمس الدین ترک بھی کہتے ہیں

خطابات: آپ کا خطاب "مشکل کشا" ہے۔[2] "مشکل کشا" کے خطاب سے آپ کے پکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۸۵، [2] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۸۵، ۱۸۶، [3] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۸۴

کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا اِسم مبارک کسی مشکل یا مہم کے واسطے ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو آپ کے نام کی برکت سے اس کا کام پورا ہو جائے گا پڑھنے کی ترکیب یہ بتائی جاتی ہے کہ پہلے وضو کرنا چاہیئے اور پھر صدق و اخلاص سے "یا شمس الدین ترک" ایک لاکھ مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو اوروں کو شریک کرلے۔

لقب : آپ "شمس الاولیا" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں.

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت ترکستان میں ہوئی۔ آپ نے بہت جلد تفسیر، حدیث، فقہ، ریاضی، منطق ہیئت، ہندسہ میں قابلیت حاصل کی۔[1] جلد ہی علم معقول و منقول سے فارغ ہو کر علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔

تلاشِ حق : تلاشِ حق کے جذبے سے متاثر ہو کر آپ نے اپنے وطنِ عزیز کو خیر باد کہا۔ اوّل ترکستان کی سیر و سیاحت فرمائی. جب وہاں کوئی مرشد کامل نہیں ملا تو ماوراالنہر تشریف لائے۔ وہاں بہت سے بزرگوں سے ملے. لیکن آپ کی تسکین نہیں ہوئی۔

ہندوستان میں آمد : ماوراالنہر سے ملتان تشریف لائے۔ ملتان سے اجودھن آئے اور حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصے حضرت بابا گنج شکرؒ کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیوض و برکات باطنی حاصل کیئے۔

بیعت و خلافت : حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا[2] اور آپ سے فرمایا کہ ان کا حصّہ دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ حضرت باباصاحب نے آپ

---

[1] مراۃ الاسرار [2] سیرالاقطاب (فارسی) صـ ۱۸۶،

کو بتایا کہ : [1]

"حصول نعمت و کمال تو موقوف بر مرشد دیگر است"

(تمہارا حصول نعمت و کمال دوسرے مرشد پر موقوف ہے)

آپ کو حضرت علاؤ الدین احمد صابرؒ کی خدمت میں کلیر روانہ کیا۔

حضرت مخدوم علاؤ الدین احمد صابرؒ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا۔

"اے شمس الدین! تو میرا فرزند ہے۔ میں نے خدا سے چاہا کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک رہے۔"

آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ کلاہ چہار ترکی آپ کے سر پر رکھی۔ مقراض آپ کے سر پر گھمائی۔ آپ گیارہ سال تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے۔ پیر و مرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ حضرت نے خرقۂ خلافت آپ کو عطا فرمایا اور اسم اعظم جو سینہ بسینہ چلا آتا تھا آپ کو تعلیم کیا۔

پیر و مرشد کی ہدایت : آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو رخصت کرتے وقت آپ کو ہدایت فرمائی کہ پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کریں کیوں کہ پانی پت کی ولایت ان کے سپرد کی گئی ہے اور ان کے وصال کے بعد تین دن سے زیادہ کلیر میں نہ رہیں۔

درخواست : آپ نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا کہ ابھی اتنی لیاقت نہیں ہے کہ کار منصبی کو سنبھال سکیں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ دن ملازمت کر لیں۔ حضرت مخدوم نے درخواست منظور فرمالی

دوسری بات آپ نے اپنے پیر روشن ضمیر سے یہ عرض کی کہ پانی پت کے شاہ ولایت حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رہیں۔ ان سے ان کی کیسے بنے گی۔ حضرت مخدوم نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں ـــــ ان کے

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) صـ۱۸۶

پانی پت پہنچنے پر وہ دوسری جگہ چلے جائیں گے۔

ملازمت: اپنے پیر دستگیر سے رخصت ہو کر آپ سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر میں ملازم ہو گئے [1] ریاضت، عبادت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے فرائض کو بھی بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اپنا حال کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ باوجود امارت واعزاز کے فقر وفاقہ میں گزارتے تھے۔

استعفیٰ: آپ سے جب کرامت کا اظہار ہوا اور سلطان بلبن اور لشکر والے آپ کے حال سے خبردار ہوئے تو آپ ملازمت سے مستعفی ہو کر کلیر آ گئے۔

پانی پت میں آمد: اپنے پیر ومرشد کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہو کر چوتھے روز آپ پانی پت روانہ ہو گئے پانی پت پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ کو بنورِ باطن آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔

رمز وکنایہ: آپ نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ کی خدمت میں بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا حضرت بو علی قلندرؒ کی خدمت جب وہ دودھ بھرا پیالہ لایا گیا، وہ مسکرائے اور انہوں نے جو گلاب کا پھول ان کے پاس رکھا تھا اس دودھ بھرے پیالے پر رکھ کر پیالہ واپس کر دیا۔ اور اپنا سلام آپ کو کہلوایا جب وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں واپس لایا گیا تو آپ بھی مسکرائے۔

حاضرین حیران تھے۔ ان کی سمجھ میں یہ راز ونیاز اور رمز وکنایہ نہ آیا، جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت بفرمان میرے پیر ومرشد میرے سپرد ہوئی ہے دوسرے کی گنجائش نہیں اور حضرت بو علی قلندرؒ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۸۶

تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ وہ پانی پت میں اس طرح رہیں گے جیسے پھول دودھ پر۔

لوگوں نے حضرت بوعلی قلندر سے بھی اس کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔[1]

آپ پانی پت رہتے رہے۔ کارِ ولایت انجام دیتے رہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت بوعلی قلندرؒ پانی پت کی حدود سے باہر تشریف لے گئے۔

شادی و اولاد : آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی ــــ آپ کے صاحب زادے کا نام سید احمد جوار ہے۔[2] آپ تن تنہا ہندوستان تشریف لائے تھے۔

وفات : آپ نے ۱۵ جمادی الثانی ۷۱۶ھ کو اس دارِ فانی سے سفرِ دار الآخرت فرمایا[3] مزارِ مبارک پانی پت میں حاجت روائے خلق ہے۔

خلیفہ : حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرتِ پاک : آپ صاحبِ عظمت و ولایت تھے۔ علم ظاہری و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ زہد و تقویٰ آپ کا مشہور تھا۔ ترک و تجرید، ریاضت، مجاہدہ اور عبادت میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع سے قلندر معلوم ہوتے تھے اور قلندروں کا سا لباس چرمی پہنتے تھے۔

جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا۔ آپ کے پیر مرشد حضرت مخدوم صابر کلیریؒ نے آپ کے متعلق فرمایا:[4]

"شمس ما درا ولیاء چوں شمس است"

(ہمارا شمس اولیاء میں سورج کی طرح ہے)

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۸۹، [2] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۹۶

[3] بعض نے آپ کی تاریخ وفات ۱۰ شعبان اور بعض نے ۱۹ شعبان لکھی ہے۔

[4] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۸۵

کشف و کرامات : ہندوستان آنے سے قبل آپ سے ترکستان میں ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کے سیّد ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ شخص آپ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ آپ کو غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ سیّد کا بال آگ میں نہیں جلتا، آگ میں چل کر دیکھیں کہ ہم میں سے کون سیّد ہے۔ آگ روشن کی گئی۔ آپ آگ میں کود گئے۔ آپ کا لباس تک آگ سے محفوظ رہا۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے آپ کو سیّد کہتا تھا اور جس نے آپ سے سوال کیا تھا آواز دی۔ وہ شخص آگ کے نزدیک ہی آیا تھا کہ آگ کے ایک شعلے نے اس کے کپڑے جلا دیئے۔ آپ تنور سے جس میں آگ روشن تھی، نکل کر باہر تشریف لائے۔ اور اس کے کپڑوں کی آگ بجھائی۔ حاضرین کو آپ سیّد ہونے کا پورا پورا یقین ہو گیا۔

سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آپ شاہی لشکر کے ساتھ تھے۔ قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا۔ ایک رات آندھی اور بارش کے طوفان سے لشکر والوں کے خیمے گر پڑے۔ ہر طرف اندھیرا ہو گیا۔ آگ بجھ گئی۔ ایک بھشتی لوٹا لے کر سلطان بلبن کے وضو کے لئے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ تلاش کرنے نکلا۔ اس کی نگاہ آپ کے خیمے پر پڑی کہ بدستور قائم تھا۔ وہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا چراغ روشن ہے اور آپ قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھے۔ وہ بھشتی خیمہ میں جا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر آگ چاہیئے تو لے جاؤ۔ اس بھشتی نے لکڑی سلگائی اور واپس چلا گیا۔

دوسرے روز وہ پھر آیا لیکن آپ کو خیمہ میں نہ پایا۔ وہاں سے تالاب پر پانی بھرنے جو گیا تو دیکھتا ہے کہ آپ وضو کر رہے ہیں وہ ایک طرف چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے مشک بھری تو پانی کو خوب گرم پایا۔ اس کو سخت حیرت ہوئی۔ اگلے روز علی الصبح آپ کے پہنچنے سے قبل وہ تالاب پر گیا، پانی کو سرد پایا۔ وہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ

تشریف لائے اور وضو کیا۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے جو مشک بھری تو پانی گرم پایا۔ اب اس کو یقین ہوا کہ یہ سب آپ کی برکت کا نتیجہ ہے۔

اس نے سلطان بلبن سے ذکر کیا۔ سلطان بلبن اس سقّہ کو ہمراہ لے کر اس تالاب پر پہنچا۔ پانی کو سرد پایا۔ سلطان بلبن اور وہ سقّہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے آپ تالاب پر تشریف لائے اور وضو کیا۔ آپ کے جانے کے بعد سلطان بلبن نے جو تالاب پر جا کر دیکھا تو پانی گرم پایا۔ اس کو کامل یقین ہو گیا کہ آپ کامل درویش ہیں۔

سلطان بلبن آپ کے خیمہ میں گیا، آداب بجا لایا۔ آپ سے دعا کا طالب ہوا آپ نے دعا کی اور قلعہ فتح ہوا۔

باب ۱۵

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ محمد یحییٰ منیری کے فرزند ہیں۔

نام: آپ کا نام احمد یحییٰ ہے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:[1]
"یار قدیم امام نظام الدین سلام و تحیت از فقیر حقیر احمد یحییٰ منیری المقلب بشرف مطالعہ کند۔۔۔"

القاب: آپ کا لقب "شرف" ہے۔ آپ شرف الدین کے لقب سے بھی پکارے جاتے ہیں آپ کو شرف الاولیاء کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

دہلی میں آمد: آپ حضرت نظام الدین اولیاء کا شہرہ سن کر بیعت کی غرض سے دہلی آئے، لیکن آپ کے دہلی پہنچنے سے قبل حضرت نظام الدین اولیاء وصال فرما چکے تھے۔[1]

بیعت و خلافت: آپ جب دہلی پہنچے تو حضرت نظام الدین اولیاء کی وفات کا حال معلوم ہو کر آپ کو سخت

---

[1] سہ صدی مکتوبات (فرمودہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ) فارسی ص ۴۱۸، ۴۰۰

مایوسی ہوئی۔ ایک روز آپ ارادت کی نیت سے حضرت شیخ نجیب الدّین فردوسی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نجیب الدّین فردوسی مرید و خلیفہ اعظم حضرت شیخ رکن الدّین فردوسی کے ہیں۔

حضرت شیخ نجیب الدّین فردوسی نے فرمایا کہ:[1]

"شرفا! بیا۔ از برائے تو زمانے است پیش از ماسالہائے سال مشتاق تو بودیم و انتظار تو می نمودیم"۔

اے شرف۔ آؤ۔ ہم تمہارے بہت عرصہ سے مشتاق ہیں اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

اسی وقت حضرت شیخ نجیب الدّین فردوسی نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔۔۔ خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا اور تبرکات پیرانِ عظام جو ان کے پاس بطور امانت کے آپ کے واسطے رکھے ہوئے تھے، آپ کے سپرد فرمائے۔

پیر و مرشد کی خدمت میں تحفہ: ایک دن آپ نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں اکسیر پیش کی[2] حضرت شیخ نجیب الدّین فردوسی نے آپ کا امتحان لینے کی غرض سے اس کو پانی میں ڈال دیا۔

خلاصی: آپ کو اس بات سے بجائے رنج ہونے کے خوشی ہوئی۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا:[3]

"اگرچہ ازیں خاک مس زر می شد اما گرانی بر دل من می آورد۔ الحمد للہ۔ کہ از کنہ آرزوہا خلاصی نصیب شد۔

(اگرچہ اس خاک سے سونا ہو جاتا تھا مگر میرے دل پر اس سے گرانی ہوتی تھی۔ الحمد للہ کہ کنہ آرزوؤں سے خلاصی نصیب ہوئی۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۲۵۷ [2] روضۃ اقطاب (فارسی) صہ ۵۵
[3] کلمات الصادقین۔

پیرومرشد کا عطیہ: آپ کے پیرومرشد یہ کلمات سن کر خوش ہوئے اور انہوں نے چند حروف لکھ کر آپ کو دیئے۔ جب آپ نے اس عبارت پر نگاہ ڈالی تو ہر چیز زمین کی آپ پر مکشوف ظاہر ہوئی۔

التجا: آپ نے اس کاغذ کو چوما اور اپنے پیرومرشد کے سامنے رکھ دیا۔ آپ کے پیرومرشد نے اس کی وجہ دریافت کی ۔۔۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ تو اس کو دیجئے جو اس کا خواہش مند ہو۔ آپ کے پیرومرشد آپ کی اس بے نیازی سے بہت خوش ہوئے اور آپ کی ترقی درجات کے واسطے دعا فرمائی۔[1]

پیرومرشد کی وصیت: آپ کے پیرومرشد نے آپ سے فرمایا کہ "بقائے من بر ارادتِ تو موقوف بود"

(میری زندگی تمہاری ارادت پر موقوف تھی)

آپ کو خدا کے سپرد کیا اور چلتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ جب ان کی وفات کی خبر اُن (حضرت شرف الدّین یحییٰ) کو معلوم ہو تو وہ بہت جلد اس طرف واپس آئیں۔

پیرومرشد کی وفات: اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر آپ روانہ ہوئے۔ کچھ دور ہی گئے ہوں گے کہ آپ نے پیرومرشد کے مکان سے رونے پیٹنے کی آواز سنی جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے پیرومرشد نے اس عالم فانی سے پردہ فرما لیا تو آپ اپنے پیرومرشد کے مکان پر پیرومرشد کی وصیت کے مطابق واپس آئے۔

روانگی: کچھ دن پیرومرشد کے مکان پر قیام کر کے رخت سفر باندھا آگرہ کے راستے میں ایک جنگل میں مدتوں قیام فرمایا اور عبادت و ریاضت و مجاہدے میں مشغول رہے۔[2]

---

[1] روضۃ اقطاب (فارسی) صـ ۸۵ [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صـ ۲۵۷

مُنیر میں آمد : مدتوں کے بعد آپ اپنے وطن مُنیر پہنچے اور وہاں تادم واپسیں رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ آخر وہ وقت آگیا کہ آپ نے اس جہانِ فانی سے سفرِ دار الآخرت فرمایا۔

خلفاء : آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں : شیخ مظفر بلخی۔ شمس الدین۔

سیرتِ مبارک : آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ ترک و تجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے مدتوں صحرا نوردی کی۔ عبادت، ریاضت، مجاہدہ، صبر و تحمل، جود و سخا، توکل و قناعت میں یکتا تھے۔

آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں "آداب المریدین" پر بھی آپ نے شرح تحریر فرمائی ہے۔ آپ کے مکتوبات بہت مشہور ہیں اور آپ کی کتابوں کے مقابلے میں زیادہ مقبول ہیں۔

تعلیمات : آپ کے مکتوبات تصوّف و عرفان کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ نے اپنے بعض مریدوں کو مکتوبات کے ذریعے تعلیم فرمائی۔

طلبِ طریقت : آپ فرماتے ہیں: [1] جو کوئی اس راہ کی طلب میں ہو اس کو چاہئے کہ شریعت سے سرمایہ بنائے اس وقت تک کہ وہ شریعت سے طریقت میں راہ پائے اور جب طریقت میں راہ پائے طریقت سے حقیقت میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جو ابھی تک شریعت سے واقف نہیں۔ اس کی طریقت سے کہاں ملاقات اور جس کی طریقت سے ملاقات نہیں اس بے چارے کا حقیقت میں کیسے گزر ہو اور اس کا کیا کام . . . . جاننا چاہئے کہ جو کوئی بے معرفت و بے شریعت

---

[1] سہ صدی مکتوبات (فارسی) صہ ۶۴

اس راہ میں قدم رکھے، بیم ہلاکت کا ہو اور کسی مرتبے پر نہ پہنچے۔ . . . "

آپ فرماتے ہیں: [1]

عبادت: "عبادت انبیاء کا سرمایہ ہے۔ اتقیا کا پیرانہ ہے مردوں کی حرفت ہے۔ صاحبِ ہمت کا پیشہ ہے۔ عمر کا فائدہ ہے۔ علم کا ثمرہ ہے خداوندان بصیرت کا طریقہ ہے اور راہِ سعادت و جنت ہے۔"

آپ فرماتے ہیں: [2]

کار خداوند جل وعلا: ". . . . اپنے کام میں مردانہ وار مشغول رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ شدائد امور، کثرت ابتلا اور گوناگوں امتحان کی وجہ سے جو سالک کے راستے میں آتے ہیں، اس کے کام میں قصور و فتور واقع ہو . . . . خداوند جل وعلا کا کام ایک روش پر نہیں ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ بندے کو کس راستے سے اقبال و فتوح عطا کرے گا نعمت کے راستے، یا عطا کے راستے سے یا بلا کے راستے سے . . . "

اقوال:

- ربوبیت کے اسرار غیر معلومہ ہیں۔ اگر بندے پر کل احوال ایک ہی طریقے سے جاری ہوں تو بندے کا علم ربوبیت کو گھیرے اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ گھیرا نہیں جا سکتا۔
- انسانیت کی حقیقت ہی الوہیت کے راز حقیقت کی مظہر و آئینہ دار ہے
- راہ توحید جو مردوں کا دین ہے ایک دریائے محیط ہے۔ وہاں علم و عقل غرق ہیں، لکھنا کہاں بات کرنا کہاں، جو کوئی اس دریا میں گرا، گویا عالم حیرت میں ڈوب گیا۔
- مرید کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ راہ شریعت ہے۔
- تجرید و تفرید مرید کے لئے ضروری ہیں، تجرید علائق و خلائق سے اور

---

[1] سہ صدی مکتوبات (فارسی) ص ۹۹، ۱۰۰ [2] سہ صدی مکتوبات (فارسی) ص ۳۰۲

نفس ریہ خود ہے۔

اوراد و وظائف: ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے: صبح کو سنت و فرضوں کے درمیان اکتالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔[1]

برائے دفع شر: سورۂ تبت یدا ایک ہزار بار پڑھنا چاہئے۔[2]

قضائے حاجت کے واسطے: سورۂ انعام اکتالیس بار پڑھے سات ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا بھی مفید ہے۔[3]

مشکل کام کے واسطے

عشاء کی نماز کے بعد سو بار یا فتاح پڑھے۔

برائے دفع تنگی معاش:

ہر رات کو سورۂ جمعہ پڑھے۔

مناجات:

آپ کی مشہور مناجات حسب ذیل ہے:[4]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الٰہی انت ربی و قوتی و انا عاجز الٰہی انت مالک و انا مملوک الٰہی عاجز ترین عاجز انم الٰہی جاہل ترین جاہلانم الٰہی نمیدانم تاچگونہ رضائے تو جویم الٰہی نمیدانم تاچہ گویم الٰہی عجز و درماندگی من تو می بینی الٰہی حاجت من تو میدانی الٰہی من بیچارہ

---

[1]، [2]، [3] صدی مکتوب (فارسی) ص۹۹ [4] صدی مکتوبات (فارسی) ص۵۶

عاجز، ہیچ حیلہ وقوت ووسیلہ ندارم وانچہ جز تست ازاں بیزارم۔

الٰہی من ضعیف درماندہ را و من نحیف درہائے راندہ را و من مدہوش سیاہ کار گناہ گار را و من بدکردار را و من پذیرندہ فرمان شیطان را و من استاد مکتب عاصیان را و من مدہوش سرگشتہ را و من عہد شکن خودکام را و من گندم نمائے جو فروش را و من زنار ار خرقہ پوش را و من سیاہ رونامہ سیاہ را و من منافق بتاہکارِ

البفضلِ عمیم و بہ لطف قدیم از بندِ نفسِ امارہ

خلاصی دہ و توبہ نصوحا عطا کن کہ طاعت حضرت عدل تو ندارم

الٰہی مرا توفیق دہ کہ ترا بپرستم کہ بے توفیق تو ترا نتواں شناخت۔

الٰہی مرا تعریف دہ کہ ترا بشناسم کہ بے تعریف تو ترا نتواں شناخت۔

الٰہی ضائع کردم عمر خویش بداں چیز کہ رضائے تو نبود و من ندانستم ازاں توبہ کردم و بیزار گشتم۔

اے دستگیر ہر شکستہ وائے دلیل ہر درماندہ وائے فریادرس ہر دشوارہ۔

وائے چارہ ساز بے چارگاں وائے قبول کنندہ توبہ عاصیاں وائے پذیرندہ گریختگاں اے حلیمے کہ حلم تو مارا گستاخ کرو۔

اے رحیمے کہ رحم تو مارا بیباک گردانید۔ ایں گستاخ و بیباکی ازنا عفو۔

کن و از خلعت معرفت ہمہ اعضائے مارا بپوشان۔

الٰہی بحق تہلیل و تسبیح و تحمید و تمجید جملہ روحانیاں و کروبیان۔

الٰہی بحرمتِ عابداں و زاہداں۔

الٰہی بحرمتِ خاصگان درگاہ تو۔

الٰہی بحرمتِ لواحقاں حضرت تو۔

الٰہی بحرمتِ غریباں و شہادت جواناں

الٰہی بحرمتِ آب دیدہ عاصیاں۔

الٰہی بحرمتِ عفو تو کہ بر عاصیاں درگاتست۔

الٰہی بحرمتِ عز و جلال تو۔

الٰہی بحرمت وعظمت کمال تو کہ حاجات من وجملہ مسلمانان روا کنی وایمان ما را در دنیا و آخرت بر ما ارزانی داری۔

الٰہی چو دراں حجرۂ تنگ وتاریک بے شمع ما را مبتلا کنی ایمان را چراغِ لحد گردانی۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لا معبود اِلّا اللّٰہ لا محبوب اِلّا اللّٰہ لا مطلوب اِلّا اللّٰہ لا مقصود اِلّا اللّٰہ لا موجود اِلّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد لرسول اللّٰہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وّاٰلہٖ واصحابہٖ اَجْمَعِیْن

برحمتک یا ارحم الراحمین

باب ۱۶

حضرت شیخ شرف الدّین بُو علی قلندر

حضرت شیخ شرف الدّین بو علی قلندر صاحبِ جذب و صاحبِ کرامت تھے۔ اولیائے نامدار میں سے ہیں۔

خاندانی حالات : آپ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ کوفی کی اولاد میں سے ہیں[۱] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اور حضرت شیخ جمال الدّین ہانسوی خالہ زاد بھائی تھے۔

والد : آپ کے والد کا نام فخرالدین ہے۔

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بی بی حافظہ جمال ہے۔

ولادت : آپ پانی پت میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام شرف الدین ہے۔

بُو علی قلندر کہلانے کی وجہِ تسمیہ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب آپ کو دریا سے باہر نکالا آپ اسی وقت سے مستِ الست ہو گئے اور اسی دن سے شرف الدین بو علی قلندر کہلانے لگے۔

---

۱ سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۹۰

تعلیم : آپ نے اکتساب علم میں بہت کوشش کی۔ حدیث، فقہ، صرف، نحو، تفسیر میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔ فارسی زبان میں عبور تھا آپ نے جلد ہی تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

رشد و ہدایت : آپ تعلیم سے فارغ ہو کر رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ مسجد قوت الاسلام میں وعظ کہتے تھے اور یہ سلسلہ بارہ سال تک جاری رہا۔

تلاشِ حق : ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ مسجد میں ایک درویش آیا۔ اور باآواز بلند یہ کہہ کر چلا گیا کہ:
"شرف الدّین جس کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کو بھول گیا۔ کب تک اس قیل و قال میں رہے گا"

بیعت و خلافت : آپ کو رہبر کامل کی تلاش ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ مرید و خلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور تعلیم یافتہ حضرت شیخ شہاب الدّین کے عاشق تھے۔[۱] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کے تھے۔[۲] بعض کا خیال ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت نجم الدّین قلندر کے تھے۔ بعض کے نزدیک آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدّین عاشق خدا کے تھے۔ جو مرید و خلیفہ حضرت امام الدّین ابدال کے تھے اور وہ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کے تھے۔[۳]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت نظام الدّین اولیاؒ کے ہیں۔[۴] کہا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدّین اولیاؒ نے آپ کو عصر کے وقت جمنا کے کنارے بیعت سے مشرف فرمایا۔[۵]

---

[۱] معارج لولایت، [۲] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۰۲ [۳] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۰۲
[۴] مناقب فریدی، سیر الاقطاب (فارسی) صہ ۱۹۰
[۵] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۰۲

مجاہدہ و ریاضت: آپ نے اپنی کتابیں دریا میں ڈال دیں۔ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ آپ ایک عرصے تک دریا میں کھڑے رہے۔ پنڈلیوں کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اسی طرح بارہ سال گزر گئے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی:

"شرف الدین! تیری عبادت قبول کی۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔"

دوبارہ پھر آواز آئی کہ:

"اچھا پانی سے تو نکل۔"

آپ نے عرض کیا کہ:

"خود نہیں نکلوں گا تو اپنے ہاتھ سے نکال۔"

پانی پت میں قیام: آپ پانی پت کے صاحب ولایت تھے اور پانی پت میں رہتے تھے۔

سکونت میں تبدیلی: حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے تشریف لانے پر آپ پانی پت سے باگھوتی چلے گئے۔ وہاں چند سال قیام فرمایا اور پھر بڈھا کھیڑہ میں جا کر رہنے لگے۔

سُلطانُ عَلاؤُالدّینؒ خلجی کی نذرِ عقیدت

سلطان علاؤ الدین خلجی آپ کے روحانی تصرفات و کرامات کا شہرہ سن کر آپ کا دل و جان سے شیدا و معتقد ہوا۔ اس نے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنا چاہے۔ اس کے امراء آپ (حضرت قلندر صاحب) کی خدمت میں جانے سے گھبراتے تھے۔ ان پر آپ کا ایسا رعب تھا کہ آپ کے پاس جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے حضرت نظام الدین اولیاؒ سے اجازت لے کر حضرت امیر خسرو کو تحائف دے کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔[1]

حضرت امیر خسرو جب تحائف لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ:

"خسرو ہیڑی گو تجھ ہی کو کہتے ہیں؟"

(خسرو گانے والا تجھ ہی کو کہتے ہیں)

حضرت امیر خسرو نے جواب دیا۔

"جی ہاں، اسی ناچیز کو کہتے ہیں۔"

آپ نے حضرت امیر خسرو سے پھر کلام کی فرمائش کی اور فرمایا:

"از چیز ہائے خود چیزے بگو۔" (اپنا کچھ کلام سناؤ)

حضرت امیر خسرو نے حسب ذیل غزل آپ کو سنائی:[2]

اے کہ گوئی ہیچ سختی چوں فراقِ یار نیست

گر امید وصل باشد آں چناں دشوار نیست

---

[1] شرف المناقب [2] سیرت نظامی ص ۳۶۳

عاشقاں را در جہاں یکساں نباشد روزگار
زانکہ ایں انگشتہا بر دست من ہموار نیست

خلق را بیداری باید بود زآب چشم من
ایں عجب کاں وقت میگویم کہ کس بیدار نیست

یک قدم بر نفس خود نہ واں دگر در کوئے دوست
ہر چہ بینی دوست بیں با ایں دانت کار نیست

چند میگوئی بروز نار بند اے بت پرست
بر تنِ خسرو کدامی رگ کہ آں زنار نیست

آپ یہ غزل سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت امیر خسرو سے فرمایا کہ اے خسرو!

"خوش می گوئی، خوش خواہی گفت و خوشتر خواہی رفت۔"[1]

(اے خسرو خوب کہتے ہو، خوب کہو گے، اور خوش جاؤ گے)

آپ نے پھر حضرت امیر خسرو سے کہا کہ تمہارا کلام تو سن لیا۔ اب ہماری بھی ایک غزل سنو:[2]

غزل

دیہیم خسرواں بر ما فعل استر است
خسرو کسے کہ حلقہ و تجرید بر سر است

سیمرغ دار او بنہفتم بقافِ عشق
کو عارف کہ منظرِ او عرش اکبر است

نخل کلست علمِ لدنی بعارفاں
ایں عقل علم و حسنِ فردوس مقر است

---

[1] تذکرہ شمس العارفین صدر الدین محمد ترک بیابانی صد ۱۸ ، [2] سیرت نظامی صد ۲۶۳

گفتم ز علم و عقل بملکے دگر شوم
ملکم ز علم و عقل چوں دیدم فزوں تراست
ورس شرف بنود بالواح ابجدی
لوح جمال دوست مرادر برابر است

حضرت امیر خسرو آپ کی غزل سُن کر رونے لگے۔ آپ نے پوچھا:
"خسرو! روتا کیوں ہے۔ کچھ سمجھا بھی؟"
حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ:
"اسی وجہ سے روتا ہوں کہ کچھ نہیں سمجھا۔"
آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ امیر خسرو کو تین روز خانقاہ میں مہمان رکھا اور سلطان علاؤالدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحائف یہ کہہ کر کہ اگر مولانا نظام الدین کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو قبول نہ کرتا، از راہِ نوازش و کرم قبول فرمائیے۔
حضرت امیر خسرو جب رخصت ہوئے۔ آپ نے دو خط ان کو دئے اور تاکید فرمائی کہ ایک خط حضرت نظام الدین اولیا اور دوسرا علاؤالدین خلجی کو دینا سلطان علاؤالدین خلجی کے نام جو خط تھا اس میں تحریر فرمایا کہ:
علاؤالدین فوطہ دار دہلی مقرر داند کہ با بندگانِ خدائے تعالےٰ نیکو کند۔"
(علاؤالدین فوطہ دار کو معلوم ہو کہ بندگان خدا کے ساتھ بھلائی کرے)
سلطان علاؤالدین خلجی کے امراء نے چہ میگوئیاں کیں کہ بادشاہ کو فوطہ دار لکھنا ادب کے خلاف ہے۔ سلطان علاؤالدین نے اپنے امراء سے کہا کہ غنیمت ہے کہ انہوں نے اس نام سے یاد تو کیا۔ یہی بہت بڑی بات ہے۔

وفات: آپ ۹، رمضان ۷۲۴ھ کو بڈھا کھیڑہ میں واصل بحق ہوئے مزار پرُانوار پانی پت میں فیوض و برکات کا سر چشمہ ہے۔

مُرید : آپ کے ممتاز مرید حسب ذیل ہیں :
مبارک خاں ، اختیارالدین ، اور شیخ احمد ۔

سیرت : آپ نے تیس سال تک سخت سے سخت مجاہدے کئے ۔ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول و مستغرق رہتے تھے ۔ آپ پر جذب الٰہی اس درجہ غالب تھا کہ آپ کو اپنی خبر نہ تھی ۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا ۔ آپ کو مجذوب اولیا کی صفت میں نمایاں درجہ حاصل ہے ۔

قلندرانہ روش اور مجذوب ہونے کے باوجود آپ شریعت کا بہت احترام کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کی مونچھوں کے بال بڑھ گئے ۔ کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپ سے کہتا کہ مونچھوں کے بال کٹوا دیں ۔ آخرکار مولانا ضیاء الدین سنائی سے نہ رہا گیا ۔ مولانا ضیاء الدین سنائی رح جو شریعت کے حامی تھے ۔ اس کو خلاف شریعت سمجھ کر آپ کی داڑھی پکڑی اور قینچی ہاتھ میں لے کر آپ کی مونچھوں کے بال کاٹے ۔ آپ نے کوئی اعتراض نہ کیا ۔ اس واقعہ کے بعد آپ اپنی داڑھی کو چوما کرتے تھے اور فرماتے تھے :[لہ]

"یہ شریعت محمدی کے راستے میں پکڑی جا چکی ہے ۔"

آپ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں ۔ آپ کی ایک کتاب "حکم نامہ شرف الدین" کے نام سے مشہور ہے ۔

آپ شاعر بھی تھے ۔ آپ کا کلام حقائق و معارف ، ترک و تجرید ، عشق و محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا ہے ۔

آپ کے خطوط مشہور ہیں ۔ یہ خطوط آپ نے اختیار الدین کے نام تحریر فرمائے ہیں ۔ آپ کے خطوط تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں ۔

تعلیمات : آپ کی تعلیمات گنجینۂ معرفت ہیں ۔

لہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۲۷۲

بہشت و دوزخ : آپ فرماتے ہیں : [1]
" خداوند تعالےٰ نے بہشت اور دوزخ بنائے اور فرمایا کہ ہر دو کو پُر کیا جائے گا۔ معشوق کو اس کے عاشقوں کے ہمراہ بہشت میں جگہ دوں گا اور شیطان کو اس کے پیروؤں کے ساتھ دوزخ میں ڈالوں گا۔ . . . بہشت اور دوزخ میں عاشق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ دونوں عاشق کے حسن سے پیدا ہوئے ہیں اور دونوں میں کسی دوسرے کو جگہ نہیں دی جائے گی۔ بہشت دوستوں کے ساتھ وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں کے لیئے فراق کی جگہ۔ . . . "

عشق و عاشقی : آپ فرماتے ہیں کہ : [2]
" اپنی طاقت میں رہ اور اپنے آپ کو پہچان۔ جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو عشق کو جان لے گا۔ جب عشق کو اپنے حسن پر معائنہ کرے گا تو زبان کو گونگا پائے گا۔ عاشق ہو کر معشوق کو اپنے آغوش میں دیکھے گا اور حسن کا معائنہ اپنے دل کے آئینے میں کرے گا۔ . . . "

عاشق کا فرمان : آپ فرماتے ہیں کہ : [3]
" . . . خیال ہمیشہ اندلیشہ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔ کبھی اندلیشہ ہمارے آئینہ دل کو آراستہ کرتا ہے اور عاشق کے سامنے معشوق کو ظاہر کرتا ہے۔ عاشق کا فرمان جو معشوق نے پہنچایا ہے۔ اس کے مطالعہ سے فرض عاشق اور سنّت معشوق بجالاتا ہے اور عاشق کے عشق سے اور معشوق کے حُسن سے باطِن کو معمور رکھتا ہے اور حسن کے تماشے سے عاشق اپنے ظاہر کو بھلا دیتا ہے اور باطِن کے تماشے میں مصروف ہو جاتا ہے تاکہ جو حکم پہنچا ہے اس کا نفاذ ہو جائے۔ "

---

[1] مکتوب [2] مکتوب ، [3] مکتوب

دُنیا کی آرائش: آپ فرماتے ہیں کہ:[1] "۔ ۔ ۔ ناگاہ خیال نفس کا یار ہو جاتا ہے اور حال خیال کے ساتھ ایک ہو کر دنیا کی روزی کی خواہش پیدا ہوتا ہے۔ خیال نفس کو دنیا کی آرائش دکھاتا ہے اور اس کے اشتیاق میں اس کو سرگرداں کرتا ہے اور معشوق کے دروازے پر پھراتا ہے۔ ہر دروازے پر ذلیل کرتا ہے اور شوق و آرائش و آسائش میں اس کو اس ذلت کی خبر نہیں ہوتی اور باز نہیں آتا اور یہ نہیں سوچتا کہ اس نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔ اور وفا نہ کرے گی۔ نہ اس کی موت کی فکر ہوتی ہے کہ وہ اچانک آنے والی ہے اور اس کو نہ چھوڑے گی۔ ۔ ۔"

اقوال: آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:

- معشوق بھی تمہاری ہی شکل و صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ اور تمہارے درمیان بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلائے۔
- جب عنایت الٰہی تیرے شامل حال ہو اور تجھے جذبہ عطا کیا جائے اور تجھ کو تیری "توئی" سے جدا کر دیں اس وقت تمہارے اندر عشق داخل ہوتا ہے اور تمہیں جلوۂ حُسن دکھاتا ہے۔
- جب تو حسن کو جان لے گا تو معشوق کو پہچانے گا اور معشوق پر عاشق ہو جائے گا۔
- جس وقت عاشق سے معشوق مِل جائے تو وہ سنت معشوق اور فریضۂ عاشق کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت معشوق اور عاشق میں تمیز ہو سکے گی۔
- عاشقی اختیار کر۔ دونوں جہاں کو معشوق کا حسن تصور کر اور خود کو معشوق کا حسن سمجھ۔
- عاشق نے اپنے عشق سے تیرا ملکِ وجود بنایا تاکہ تیرے آئینے میں جمالِ حسن دیکھے۔ اور تم کو محرم اسرار جانے۔

---

[1] مکتوب

○ نفس کو اچھی طرح سمجھ۔ جب تو اپنے نفس کو جان لے گا تو دنیا کو پہچان سکے گا اور اگر تو روح کو پہچان لے تو عقبیٰ کو پہچان لے گا۔

○ دنیا کی آرائش کا حسن عاشقان دنیا کو اپنے عشق میں ایسا بے خبر کر دیتا ہے کہ نہ ان کو دنیا کی خبر ہوتی ہے جس کو انہوں نے معشوق بنایا ہے کہ وہ گزر رہی ہے.... اور نہ عقبیٰ کی خبر ہوتی ہے کہ ہمارے سامنے کیا اہم درپیش ہے۔

کرامت: حضرت شیخ شمس الدّین ترک پانی پتی کلیر سے آکر پانی پت میں مقیم ہوئے۔ ایک روز ان کا مرید کسی کام سے آپ (حضرت قلندر صاحب) کے مکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ آپ شیر کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے اس بات کا ذکر حضرت شمس الدّین ترک پانی پتی سے کیا۔ انہوں نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ آپ (حضرت قلندر صاحب) کے مکان پر جائے اور ان کا سلام کہے اور اگر پھر ان کو شیر کی شکل میں بیٹھا دیکھے، تو یہ پیغام ان کو پہنچائے کہ شیر کی جگہ جنگل میں ہے۔ وہ شخص حکم بجا لایا۔ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو پھر شیر کی شکل میں بیٹھا پایا۔ اس نے حضرت شمس الدّین ترک پانی پتی کا پیغام آپ کو سنایا۔ آپ وہاں سے شیر کی صورت میں اٹھے اور باگھوٹے میں جا کر قیام فرمایا۔[1] باگھوٹے شہر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۹۰، ۱۹۱

باب ۱۷

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح خورشید سپہر ہدایت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام شیخ رکن الدین ہے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رابعۂ عصر اور حافظ کلام اللہ تھیں۔ وہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی مرید تھیں۔ روزانہ ایک قرآن ختم کرنا ان کا معمول تھا۔

پیشین گوئی: ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ اپنے خسر حضرت بہاء الدین زکریاؒ ملتانی کو سلام کرنے آئیں۔

اس وقت آپ سات ماہ کے اپنی والدہ کے شکم مبارک میں تھے۔ حضرت بہاء الدین زکریا۔ آپ کی والدہ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ آپ کی والدہ کو تعجب ہوا۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے فرمایا کہ:[۱]

"یہ تعظیم اس بچے کی ہے جو تیرے پیٹ میں ہے۔ وہ چراغ خاندان و شمع دودمان کا ہوگا۔"

۱؎ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷

ولادتِ مبارک : آپ نے ۹ رمضان ۶۴۹ھ کو بروز جمعہ اس عالم کو زینت بخشی۔

نام : آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریا نے آپ کا نام رکن الدین رکھا۔

کنیت : آپ کی کنیت ابوالفتح ہے۔

لقب : آپ کا لقب "فضل اللہ" ہے

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریاؒ کی نگرانی میں ہوئی۔

بچپن کا ایک واقعہ : آپ کی عمر چار سال کی تھی ایک دن آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریاؒ تکیہ لگائے پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی دستار پلنگ کے پائے پر رکھی تھی آپ کے والد حضرت صدر الدین عارف پلنگ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کھیلتے ہوئے پلنگ کے پائے کی طرف پہنچے اور دستار پائے پر سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔[1]

آپ کے والد ماجد نے آپ کو منع کیا اور آپ سے دستار اتارنے کو کہا۔ آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے آپ کے والد سے فرمایا:[2]

"بابا صدر الدین! تم اس کو منع نہ کرو۔ کیوں کہ اس نے دستار بطورِ حق کے اپنے سر پر رکھی ہے۔ میں نے یہ دستار اس کو دی"۔

اپنے والد کی وفات کے بعد جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ نے وہی دستار سر پر رکھی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا خرقہ جو آپ کو والد سے ملا تھا، زیب تن فرمایا۔

بیعت و خلافت : آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ صدر الدین عارف کے مرید اور خلیفہ اعظم ہیں۔ اپنے

---

[1] سیر العارفین، [2] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷

والد کے وصال کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے، اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

حضرت نظام الدّین اولیاءؒ سے رشتہ اتحاد

آپ کو حضرت نظام الدین اولیاء سے بے حد محبت تھی۔ آپ ان کی حیاتِ ظاہری میں دربار سلطان علاء الدّین کے عہد میں اور تین بار سلطان قطب الدّین کے عہد میں تشریف لائے۔ [1]

سلطان قطب الدّین کے عہد میں جب آپ تشریف لائے تو حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اپنی خانقاہ سے حوض خاص علائی پر جا کر آپ کا استقبال کیا پھر آپ کی حضرت نظام الدّین اولیاء سے اس وقت کی جامع مسجد میں ملاقات ہوئی۔

ایک روز پھر آپ کی حضرت نظام الدّین اولیاء سے ملاقات ہوئی آپ کے بھائی شیخ عماد الدّین اسمٰعیل بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اس اجتماع کو غنیمت سمجھتے ہوئے یہ سوال کیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت میں کیا حکمت تھی۔

آپ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: [2]

"غالباً اس میں یہ حکمت تھی کہ جناب رسالتؐ کے بعض کمالات و درجات کا ظہور عالم فعل میں اصحاب صفہ کی صحبت پر موقوف رکھا گیا تھا"۔

حضرت نظام الدّین اولیاء نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"فقیر کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ مدینے کے بعض فقراء جن کے لئے آنحضرت کی سعادتِ صحبت حاصل کرنا محال تھا۔ اس نعمت سے مشرف ہوں"۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۸ [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۱۴۱

اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء کے خاص خادم اقبال نے ریشمین کپڑوں کے چند تھان اور سو اشرفیاں ایک باریک کپڑے میں رکھ کر آپ کے قدموں میں رکھیں۔ آپ نے قبول نہیں کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے وہ تھان اور اشرفیاں آپ کے بھائی شیخ عمادالدین اسمٰعیل کے سپرد کیں۔ [1]

حضرت نظام الدین اولیاء جب بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کو ملتان سے دہلی تشریف لائے۔ آپ حضرت نظام الدین کو کس قدر منزلت سے دیکھتے تھے اس کا اندازہ آپ کے ان الفاظ سے ہوتا ہے: [2]

"عشرہ ذی الحجہ ہے۔ ہر شخص سعادتِ حج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

میں نے شیخ المشائخ کی زیارت سے مشرف ہونے کی کوشش کی

حضرت محبوب الٰہی کے جنازے کی نماز آپ نے پڑھائی۔ [3] اس کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے۔

سلاطین سے تعلقات:

سلطان علاء الدین آپ کا بہت معتقد تھا۔ آپ جس دن دہلی میں رونق افروز ہوتے تو وہ دو لاکھ تنکہ بطور شکرانہ آپ کی خدمت میں بھیجتا اور جس روز دہلی سے روانہ ہوتے پانچ لاکھ تنکہ پیش کرتا۔ اس کی درخواست منظور کر کے جب آپ اس سے ملنے جاتے تو وہ تیسرے دروازے پر آپ کا استقبال کرتا۔

سلطان قطب الدین بھی آپ پر بہت اعتقاد رکھتا تھا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ اس کے عہد میں پہلی مرتبہ تشریف لائے تو حضرت نظام الدین اولیاء آپ کے استقبال کے لئے حوض خاص علائی تک تشریف لے گئے تھے۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۴۱، ۱۴۲، [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۱۴۲

[3] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۵۳

آپ کی جب سلطان قطب الدین سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ شہر کے لوگوں میں سے کس نے سب سے پہلے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اس شخص نے استقبال کیا جو اہل شہر میں بہترین شخص ہے۔ آپ کا اشارہ حضرت نظام الدین اولیاء کی طرف تھا۔

شادی اور اولاد : آپ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔

دفات سے تین ماہ قبل گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا تھا۔

وفات : ۱۶، رجب ۷۳۵ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے [۱]

مزار پر انوار ملتان میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء : آپ کی وفات کے بعد آپ کے بھائی حضرت عماد الدین اسمٰعیل آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں: [۲]

حضرت مولانا عماد الدین اسمٰعیل، حضرت سیّد جلال الدین بخاری ملقب بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت شیخ عثمان سیاح، حضرت حاجی شیخ صدر الدین عارف حاجی چراغ دین۔ حضرت شیخ حمید الدین ملقب بہ سلطان التارکین قریشی الھنکاری۔

آپ سات سال کی عمر سے نماز اور روزہ کے پابند تھے۔ [۳]

سیرت : نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ نماز تہجد، اشراق و چاشت اور نوافل کے پابند تھے۔ [۴] رمضان کے علاوہ عاشورہ محرم میں بھی روزے رکھتے تھے۔ ذکر خفی و جلی و مراقبہ و محاسبہ آپ کے معلومات میں سے تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

---

[۱] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷

[۲] سالک السالکین (جلد دوم) ۵۳۳ [۳] انوار غوثیہ

[۴] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۳۰

کشف قلوب، طے ارض و طے لسان میں دس سال کی عمر سے ممتاز تھے۔ کمالات صوری و معنوی آپ کو پچیس سال کی عمر سے حاصل تھے۔

عرض و عبادت، ریاضت، زہد و تقوےٰ، تفرید و عفو و وفا، جود و سخا، نصیحت و شفقت، الفت و مروّت، بردباری، کسر نفسی اور اخلاق میں بے نظیر تھے۔

خوراک آپ کی کم تھی، لیکن کھانا اچھا کھاتے تھے، جو حاجت مند آپ کے پاس آتا، خالی ہاتھ نہیں جاتا، چونکہ آپ لوگوں کی حاجت پوری کرتے تھے۔ اس واسطے لوگوں میں آپ "قبلہ حاجات" مشہور ہوئے، جو نذرانہ آتا، آپ اس کو خرچ کر دیتے تھے۔ اس میں سے کچھ نہیں بچاتے تھے۔ سلطان علاء الدین جب آپ دہلی آتے لاکھوں تنکے آپ کو پیش کرتا، آپ وہ سب رقم خرچ کر دیتے تھے۔

کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب پالکی میں نکلتے تو آپ کے دونوں ہاتھ اکثر باہر نکلے ہوئے ہوتے۔ اور اس لئے ایسا کرتے تھے جیسا کہ آپ خود فرماتے تھے کہ شاید کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے لگ جائے تو آپ بھی بخشے ہوئے ہو جائیں۔

آپ علماء، فضلاء اور درویشوں کا بہت خیال کرتے تھے۔ ان کی بہت عزت کرتے تھے اور ان کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہیں رکھتے تھے۔

آپ کس حد تک لوگوں کی امداد کرنے پر آمادہ رہتے تھے وہ اس سے ظاہر ہے کہ ایک امیر آدمی آپ کی خدمت میں آیا، مرید ہوا، گناہوں سے توبہ کی، آپ نے اس کو کلاہ عطا فرمائی۔ ایک درویش نے اس پر اعتراض کیا۔

آپ نے فرمایا کہ: [1]

"اے عزیز! اگر وہ بوجہ ایک کلاہ کے گناہ سے باز آجائے اور اس کی جہت سے بخشا جائے تو میں کس لئے اس کو کلاہ نہ دوں۔"

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں:

آپ فرماتے ہیں کہ: [2]

صورت اور صفت: "آدمی دو چیزوں سے عبارت ہے صورت اور صفت، اور حکم صرف صفت پر ہے۔ نہ کہ صورت پر۔۔۔ لیکن حکم صفت کی تحقیق صرف دار آخرت میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہاں اشیاء کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ شکل و صورت نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ وہاں ہر شخص کو اس صورت میں جمع کرتے ہیں جو اس کی صفت کے موافق ہو۔"

آپ فرماتے ہیں کہ:

اعمال پر مطابعت: "اعمال پر متابعت یہ ہے کہ اعضاء و جوارح کو شرعی ممنوعات و مکروہات سے قولاً و فعلاً باز رکھے۔ لایعنی مجلس سے بھی پرہیز لازم ہے۔ وہ چیز جو طالب کو حق تعالیٰ سے برگشتہ کر کے دنیا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس کے اوقات کو بیہودہ ضائع کرتی ہے۔ بطالوں کی صحبت سے بھی احتراز ضروری ہے۔"

اقوال: ○ قیامت کے دن ہر شخص کو اس صورت میں اٹھائیں گے جو اس کی صفت کے مطابق ہو۔ بلعم باعور کو اتنی عبادت کے باوجود کتے کی صورت میں اٹھائیں گے۔ ظلم و تعدی کرنے والا شخص اپنے آپ کو بھیڑیئے کی شکل میں دیکھے گا اور صاحب کبر چیتے کی صورت میں ظاہر ہو گا اور بخیل و حریص خنزیر کی شکل میں۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صد ۵۲۲ [2] مجمع الاخبار

○ جب تک کوئی شخص اوصافِ ذمیمہ سے پاک نہیں ہوتا اس کا شمار جانوروں اور درندوں میں ہے۔

○ تزکیۂ نفس اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک بندہ حضرتِ عزت کی بارگاہ میں التجا و استعانت نہ کرے۔

○ جب تک اللہ کا فضل و رحمت دستگیری نہ کرے، تزکیۂ نفس حاصل نہیں ہوتا۔

○ فضل و رحمت کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ بندے کی چشمِ بینا میں اس کے عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور عظمت الٰہی کے انوار کے پرتو سے کہ جس کے سامنے تمام اسرار معدوم ہو جاتے ہیں اس کا باطن منور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کی شان و شوکت اس کی نظر میں خاک معلوم ہوتی ہے۔ اور اہل دنیا کی اس کے دل میں کوئی قدر نہیں رہتی۔

جب اس کے باطن پر یہ کیفیت مستولی ہو جاتی ہے تو ناچار اس کو ارباب دنیا کے حیوانی اوصاف سے نفرت آتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہ اوصاف فرشتوں کے اوصاف میں تبدیل ہو جائیں۔

چنانچہ اس میں ظلم کے بجائے عفو۔

غضب کے بجائے حلم،

کبر کے بجائے تواضع،

بخل کے بجائے سخاوت، اور

حرص کے بجائے ایثار کی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مگر یہ معاملہ عقبیٰ کے طلب کرنے والوں کے لئے ہے۔ طالبات حق کا کام اس سے بالاتر ہے۔

○ جو شخص کہ طالب حق نہیں ہے۔ حقیقت میں وہ بطال ہے۔

کشف و کرامات: آپ کے ایک معتقد کو آپ کے یہاں سے چار قرص ملا کرتے تھے۔ وہ حج کو

گیا وہاں غلہ کی گرانی کی وجہ سے پریشان ہو کر کہنے لگا کہ وہاں چار قرص ملتے تھے اور یہاں ایک بھی نہیں۔ ایک درویش نے جب یہ سنا تو اس شخص سے کہا کہ آپ ہر جمعہ کی رات کو یہاں آتے ہیں اور آپ جہاں مشغول ہوتے تھے وہ مقام بھی دکھلا دیا۔ اس شخص نے اس رات کو آپ کو تلاش کیا، آپ کا پہچان کر سلام کیا۔ آپ نے اس کا حال دریافت فرمایا۔ اس نے اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے اس کا حال سن کر فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ چار قرص اور دو پیالے سالن برابر ملتے رہے۔ [1]

ایک مرتبہ مغل ملتان کے قریب آپہنچے۔ لوگ آپ سے دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا کہ مغل چلے گئے۔ دریا کے کنارے پہنچ کر وہ منتشر ہو گئے۔ وجہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر بھیج دیا اور ان کو منتشر کر دیا۔ [2]

آپ کا ایک مرید خانقاہ کے حجرہ میں عبادت میں مشغول تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے حج کو جانے کے لئے کہتا ہے۔ وہ جب آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ وہ خواب شیطان کی وجہ سے تھا۔ شیطان مشغولی سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ حج اس پر فرض نہیں ہے کیوں کہ وہ ایک فقیر ہے۔ [3]

●

---

[1] [2] [3] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۵۳۳، ۵۳۴۔

باب ۱۸

حضرت مولانا فخر الدین مروزیؒ

حضرت مولانا فخر الدین مروزی دُرِ بحرِ یقین ہیں۔ آپ بادشاہِ عالمِ راز ہیں، مخلوق میں ممتاز ہیں۔

نام : آپ کا نام فخر الدین ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ علوم ظاہری کی تکمیل سے فراغت پاکر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ علم تفسیر، حدیث اور فقہ حاصل کیا۔

ارادت : آپ حضرت محبوب الٰہی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور آخری عمر میں غیاث پور میں سکونت اختیار کی۔ آپ حضرت محبوب الٰہی سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ غیاث پور میں رہ کر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

حضرت محبوبِ الٰہی کا مکتوب : حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو ایک خط میں محبت رب العالمین کے مضمرات و متعلقات سے آگاہ فرمایا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اتفاق اصحاب طریقت وارباب حقیقت است کہ اہم مطلوب است و اعظم مقصود از خلقت بشر محبت رب العالمین است وآں بر دو نوع است محبت ذات و محبت صفات۔ محبت ذات از مواہب است و محبت صفات از مکاسب۔ ہرچہ از مواہب است کسب وعمل و بندہ رابداں تعلقے نیست و ہرچہ از مکاسب است ہست۔ وطریق اکتساب محبت دوام ذکراست مع تخلیہ القلب عماسواہ وایں را فراغ شرکا است و فراغ کا چہار چیز است مانع۔ وہرچہ مانع شرط است مانع مشروط است خلق و دنیا و نفس و شیطان طریق دفع خلق عزلت وآں نزد است وطریق دفع دنیا قناعت است وطریق دفع نفس وشیطاں التجا کردن بحق ساقہ فساعۃً۔

ترجمہ: اصحاب طریقت وارباب حقیقت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہم مطلوب ہے واعظم مقصود۔ خلقت بشر سے محبت رب العالمین ہے اور وہ دو طرح سے ہے۔ محبت ذات اور محبت صفات۔ محبت ذات مواہب سے ہے اور محبت صفات مکاسب سے ہے۔ جو مواہب سے ہے۔ اس کو بندے کے کسب وعمل سے کوئی تعلق نہیں اور جو مکاسب سے ہے وہ ہے اور محبت حاصل کرنے کا طریقہ دوام ذکر ہے، مع تخلیہ القلب عماسواہ۔ اور اس کے لئے فراغ کی ضرورت ہے اور فراغ کے لئے چار چیزیں مانع ہیں جو مانع شرط ہے مانع مشروط ہے خلق اور دنیا اور نفس اور شیطان۔ خلق کو دفع کرنے کے طریقہ عزلت ہے اور وہ قریب ہے اور دنیا کو دفع کرنے کا طریقہ خداوند تعالیٰ سے التجا کرنا ہے۔

سیرتِ مبارک: آپ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ قرآن مجید کی کتابت کر کے گزارہ کرتے تھے۔ نہایت بردبار، متوکل اور قانع تھے۔ ترک وتجرید میں خوشی پاتے تھے۔ جمال ورع اور کمال تقویٰ سے آراستہ تھے۔ صاحب کرامت تھے۔ آپ کی مردانِ غیب سے ملاقات تھی۔

وفات شریف: آپ نے ۷۳۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پاک دہلی میں حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ کے اندر چبوترۂ یاراں میں واقع ہے۔

کرامات: ایک مرتبہ کا واقع ہے کہ آپ کو پیاس لگی۔ کوئی پاس نہیں تھا کہ جس سے پانی منگاتے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا نمودار ہوا۔ آپ نے اس پیالے کو توڑ دیا اور کہا کہ کرامت کا پانی نہیں پیئں گے۔ جب آپ نے حضرت محبوب الٰہی سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ وہ پانی پینا چاہئے تھا۔ [۱]

ایک اور مرتبہ کا واقع ہے کہ آپ کو کنگھی کی ضرورت ہوئی۔ لیکن آپ کے پاس کوئی نہ تھا کہ کنگھی لاکر دے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دیوار میں سے ایک کنگھی برآمد ہوئی آپ نے وہ کنگھی ہاتھ میں لی اور کرلی۔ [۲]

---

[۱]، [۲] سیرالاولیاء صد ۲۹۸، ۲۹۹

باب ۱۹

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ

حضرت خواجہ حسام الدّین سوختہ شاہ ملک تجرید ہیں۔

خاندانی حالات آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتیؒ کے پوتے ہیں۔

والد: آپ حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر کے صاحبزادے ہیں۔

نام: آپ کا نام آپ کے والد محترم نے اپنے گم شدہ بھائی حسام الدّین کے نام پر رکھا تھا۔

اولاد: آپ کے دو صاحب زادے تھے، ایک خواجہ معین الدین خرد اور دوسرے شیخ قیام بابریال۔[۱]

وفات: آپ نے ۷۴۱ھ میں وصال فرمایا۔ مزار فیض آثار سانبھر میں مرجع خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ہوتا ہے۔

سیرت پاک: آپ درویش دلریش تھے۔ آپ کے تصرفات باطنی درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ عشق الٰہی کے اسیر تھے عبادات و مجاہدات میں بے نظیر تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی صحبت میں رہے تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔

۱؎ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص۱۲۵

باب ۲۰

حضرت شیخ صدرالدین احمد طبیب دلہا

حضرت شیخ صدر الدین احمد طبیب دلہا نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے سائے میں پرورش پائی۔

والد: آپ کے والد کا نام شیخ شہاب ہے۔ وہ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید تھے۔ [1] وہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

پیدائش: آپ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اور والدہ ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک دن آپ کے والد نے حضرت نظام الدین اولیاء سے عرض کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ سماع کے وقت آنا۔ آپ کے والد جب سماع کے وقت حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت محبوب الٰہیؒ نے عین حالت وجد میں اپنی پیٹھ ان کی پیٹھ سے ملا دی اور ان سے فرمایا کہ:

"جا۔ خداوند تعالےٰ تجھ کو نیک فرزند عطا کرے گا۔"

اسی روز آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں۔ آپ جب پیدا ہوئے

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ ۴۲۳

تو آپ کے والد آپ کو حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں لائے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو گود میں لیا اور اپنے جبۂ مبارک سے ایک خرقہ اپنے ہاتھ سے تیار کیا اور آپ کو پہنایا۔

حضرت محبوب الٰہی کی ہدایت: حضرت محبوب الٰہیؒ نے آپ کو نصیر الدین چراغ دہلی کے سپرد فرمایا اور ان کو تاکید کی کہ "یہ فرزند میرا ہے" اس کی تعلیم ظاہری اور تربیت باطنی میں ہرگز کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا"۔

تعلیم و تربیت: آپ نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے سائے میں پرورش پائی اور کاملین وقت ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

وفات: آپ نے ۷۹۵ھ میں وفات پائی۔ مزار دہلی میں ہے۔

خلفاء: آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں:
حضرت شیخ فتح اللہ اودھی اور حضرت شیخ احمد چشتی۔

سیرت آپ دنیا سے بے نیاز تھے۔ ایک مرتبہ پریاں ایک پریزاد کے علاج کے واسطے آپ کو لے گئیں۔ وہ پریزاد آپ کے علاج سے اچھا ہوا۔ پریوں نے ایک خط آپ کو دیا اور کہا شہر سے باہر فلاں کوچہ میں اس قسم کا ایک کتا ہے وہ خط اس کتے کو دکھا دینا۔ آپ نے وہ خط لیا۔ کتا تلاش کیا۔ جب وہ خط اس کتے کو دکھایا تو وہ کتا اٹھا اور شہر سے باہر جا کر ایک جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اس مقام پر وہ کتا زمین کھودنے لگا۔ آپ اشارہ سمجھ گئے۔ آپ نے اس مقام سے خزانہ نکالا، اور راہ خدا میں لٹا دیا۔[1]

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) ص۵۳۴

باب ۲۱

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر اولالیاء۔ شاہد بزم وصال ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔[۱]

والد ماجد: آپ کے والد ماجد شیخ محمود امرائے پانی پت سے تھے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش پانی پت میں واقع ہوئی۔

نام: آپ کا نام خواجہ محمد ہے۔

لقب: آپ اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ لقب "جلال الدین" سے مشہور ہیں۔

ایام طفولیت: بچپن ہی سے آثار بزرگی نمایاں تھے۔ آپ اور ہم عمر بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ ایام طفلی میں ہی آپ عشق الٰہی کے اسیر ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جنگل میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں ذکر و فکر میں مشغول

---

[۱] سیر الاقطاب (فارسی) صہ ۱۹۷

رہتے تھے۔ [1] آپ کو حسنِ باطنی کے علاوہ حسن ظاہری بھی عطا ہوا تھا۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپ کا معیار رہائش اونچا تھا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا آپ لباس پر کافی پیسہ خرچ کرتے تھے۔

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے بچپن ہی میں وہ آپ کو دیکھنے کے لئے روزانہ آپ کے گھر آیا کرتے تھے آپ کے یتیم ہونے کے بعد آپ کی پرورش کا بار آپ کے چچا نے اپنے ذمّے لیا۔ [2]

آپ کے حق میں دعا: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ اپنے کھیت پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت بوعلی قلندرؒ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ معلوم ہوا کھیت پر گئے ہوئے ہیں۔ حضرت بوعلی قلندرؒ بھی کھیت پر آپہنچے۔ آپ نے اپنے دامن میں غلّہ بھر کر حضرت بوعلی قلندرؒ کو پیش کیا۔ حضرت بوعلی قلندرؒ نے دریافت کیا کہ کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا: "گھوڑے کے واسطے دانہ۔" انہوں نے آپ سے کہا کہ "گھوڑے سے پوچھو، اگر وہ بھوکا ہوا اور وہ دانہ مانگتا ہو اس کو دو۔"

آپ نے گھوڑے سے پوچھا، آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ گھوڑا گویا ہوا۔ گھوڑے نے عرض کیا "میرا پیٹ بھرا ہے۔ حضرت مخدوم مجھ کو دانہ کھلا کر مجھ پر سوار ہوئے تھے۔" دانہ لئے آپ کھڑے رہے۔ حضرت بوعلی قلندرؒ نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا: [3] "یہ غلّہ میں نے تجھ کو بخشا اور میں نے خدائے عزوجل سے دعا مانگی ہے کہ جس قدر یہ غلّہ ہے اس کے ہر دانہ کی برابر تجھ کو اولاد و امجاد نصیب ہو۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۹۸، [2] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۹۷

[3] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۲۰۱۔

سیر و سیاحت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم بو علی قلندرؒ ایک عام گزرگاہ پر رونق افروز تھے۔ آپ گھوڑے پر سوار وہاں سے گزرے۔ حضرت بو علی قلندرؒ نے جب آپ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو فرمایا: [1]

"زہے اسپ وزہے سوار"

(کیسا خوش قسمت گھوڑا، اور کیسا خوش قسمت سوار ہے)

یہ سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ گھوڑے سے فوراً اترے۔ گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی۔ چالیس سال آپ نے سفر میں گزارے۔ بہت سے درویشوں سے ملے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ دو حج کئے۔ [2]

بیعت و خلافت: سیر و سیاحت سے واپس آکر آپ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت بو علی قلندرؒ سے بیعت ہونا چاہتے تھے۔ آپ ان سے جب بیعت سے مشرف کرنے کے لئے عرض کرتے تو وہ فرماتے کہ جلدی نہ کرو، ٹھیرو۔ تمہارے پیر آنے والے ہیں۔

ایک دن حضرت شمس الدین ترکؒ اپنے حجرے کے دروازے پر رونق افروز تھے مرید و معتقد حاضرِ خدمت تھے۔ آپ لباس فاخرہ پہنے گھوڑے پر سوار ان کے سامنے سے نکلے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی حاضرین سے فرمایا:

"اپنی نعمت اِس لڑکے کی پیشانی میں تاباں دیکھتا ہوں۔"

ان یہ کا فرمانا تھا کہ آپ کی نظر ان پر پڑی۔ نظر کا پڑنا تھا کہ آپ بے اختیار ہو گئے گھوڑے سے اترے اور سرِ نیاز ان کے قدموں پر رکھا۔ انہوں نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کا سر اٹھایا اور آپ کو

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۲۰۸ [2] ص ۱۹۹

حکم دیا کہ "پھر گھوڑے پر سوار ہو، اور گھوڑے کو پھیر دو" آپ حکم بجا لائے
حضرت شمس الدین ترک نے اسی وقت آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاہ چرمی جو اس وقت پہنے ہوئے تھے اتار کر اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر رکھی اور فرمایا:

"ترا ایں ہم دادم و آں ہم دادم"

(میں نے تجھ کو یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا)۔

آپ کے پیر روشن ضمیر حضرت شمس الدین ترکؒ نے آخر عمر میں آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور جانشینی کا شرف بخشا۔

سلطان فیروز شاہ کی باریابی:

سلطان فیروز شاہ کو جب حضرت مخدوم جہانیانِ جہاں گشت کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آپ بقوت روحانی دہلی تشریف لائے اور ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی، اور آپ نے اپنی عمر کے چند سال ان کو عطا فرمائے اور آپ کی دعا سے وہ اچھے ہوئے، اور پھر بقوت روحانی آپ پانی پت تشریف لے گئے تو اس نے خوش ہو کر کہا: [1]

"زہے طالع من کہ در عہد ما ایں چنیں اولیائے عظام ہستند"

سلطان فیروز شاہ کو آپ کی قدم بوسی کا اشتیاق پانی پت لایا۔ وہ پانی پت پہنچ کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور گلہائے عقیدت پیش کئے۔ اس کا پیش کردہ نذرانہ قبول کرنے سے آپ نے انکار فرمایا۔

شادی واولاد:

آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے شادی کی۔ آپ کے پانچ لڑکے اور، دو لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں کے نام ذیل میں دئے جاتے ہیں: [2]

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص۲۱۱، [2] ص۲۰۷، ۲۰۸،

حضرت خواجہ عبدالقادر، خواجہ ابراہیم، خواجہ شبلی، خواجہ کریم الدین، خواجہ عبدالواحد۔ آپ کی لڑکیوں کی شادی کرنال کے شیخ زادوں میں ہوئی۔

وفات شریف: آپ نے ۱۳، ربیع الاول ۶۵ ۷، ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار پُرانوار پانی پت میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ آپ کی عمر ایک سو ستر سال سے زیادہ ہوئی۔ [1]

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد خواجہ ابراہیم سجادہ نشین ہوئے انہوں نے اپنی خوشی سے خواجہ شبلی کو اپنے بجائے سجادہ نشین مقرر کیا۔ آپ کے چالیس خلفاء ہیں۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں: [2]

خواجہ عبدالقادر، خواجہ ابراہیم، خواجہ شبلی، خواجہ کریم الدین خواجہ عبدالواحد، شیخ زینا، شیخ احمد قلندر، شیخ عبدالحق ردولوی، شیخ بہرام۔

سیرتِ پاک: آپ مادرزاد ولی تھے۔ سماع سنتے تھے۔ شکار کا شوق تھا۔ لنگر آپ کا عام تھا۔ ایک ہزار آدمی روزانہ آپ کے یہاں کھانا کھاتے تھے۔ آپ کو جلال بہت تھا۔ آپ جو فرماتے وہی اور ویسا ہوتا۔ اعراس میں شریک ہوتے تھے اور خود بھی عرس کرتے تھے۔ جس پر آپ کی نظر پڑتی وہ ولی ہو جاتا۔ آپ کے فیض کا چشمہ جاری تھا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کی کمائی حضرت شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء نے لٹائی۔

آپ صاحبِ کشف وکرامات وصاحب مقامات جلیلہ تھے۔

آخری عمر میں آپ کے استغراق کا یہ حال تھا کہ نماز کے وقت آپ کے کان میں تین مرتبہ حق، حق، حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش ہوتا اور نماز ادا کرتے۔ آپ علم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں عدیم العدیل تھے۔

---

[1] صہ ۱۹۸ [2] صہ ۱۹۸

علمی ذوق : آپ کی کتاب "زاد الابرار" آپ کے علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔ ؎

انکشافِ حقیقت : سلطان فیروز شاہ نے جب وہ آپ کی قدم بوسی سے پانی پت میں مشرف ہوا۔ آپ سے پوچھا :

"یا شیخ! شما خدائے عزوجل را دیدہ اید"

(اے شیخ! کیا تم نے خدائے عزوجل کو دیکھا ہے)۔

آپ نے جواب دیا :

"دیدان حق سبحانہ تعالیٰ بدیں چشم سر بہ امر شرع شریف محالست لیکن سایۂ حق تعالیٰ را دیدہ ام"

(دیکھنا حق سبحانہ تعالیٰ کا اس چشم سر بہ امر شرع شریف محال ہے لیکن میں نے سایۂ حق تعالیٰ کو دیکھا ہے)

کشف و کرامات : آپ کو بنور باطن حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی بیماری کا علم ہوا۔ آپ بقوت روحانی ایک ساعت میں دہلی پہنچے۔ مخدوم جہانیاں کو حالت نزع میں پایا۔ آپ نے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی اور اپنی عمر کے چند سال ان کو دے کر اسی طرح ایک ساعت میں پانی پت واپس تشریف لائے

ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک گاؤں سے ہوا، آپ نے دیکھا کہ گاؤں والے اپنا سامان لئے ہوئے جاتے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی، انہوں نے عرض کیا کہ گاؤں میں ژالہ زدگی کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی ہے۔ لگان ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ حاکم سخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس گاؤں کو ہمارے ہاتھ فروخت کرو اور ہمارے نام پر اس کا نام جلال آباد رکھو تو تمہارا لگان بھی ادا ہو جائے اور تم کو اچھی خاصی رقم بچ جائے۔ وہ لوگ راضی ہو گئے۔

؎ سیر الاقطاب (فارسی) صہ ۱۹۸

آپ نے ان لوگوں سے لوہا اور لوہے کا سامان لانے کو فرمایا اور لکڑی جمع کرنے کی تاکید فرمائی۔ ان لوگوں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپ نے لکڑی کے جلانے اور لوہا اس میں ڈالنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ صبح کو آکر دیکھیں کہ کیا ہوا۔ اسی رات کو آپ اس گاؤں سے چل دئے۔ صبح کو جب گاؤں والے وہاں گئے تو ان کو دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سارا لوہا زرِ خالص تھا۔ انہوں نے لگان ادا کیا، باقی روپیہ اپنے خرچ میں لائے اور اس گاؤں کا نام "جلال آباد" رکھا۔

ایک دن آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ آپ کے وہاں پہنچنے پر جوگی نے آنکھیں کھولیں اور آپ کو سنگ پارس دیا۔ آپ نے اس پتھر کو دریا میں پھینک دیا جوگی خفا ہوا۔ آپ نے جوگی سے فرمایا کہ دریا میں جا کر اپنا پتھر لے آئے۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی پتھر نہ لے۔ جب جوگی دریا میں گیا تو اس نے وہاں ہزاروں اس قسم کے پتھر پائے۔ اس نے اپنے پتھر کے علاوہ ایک اور پتھر اٹھایا اور باہر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ دوسرا پتھر کیوں چھپا کر لایا۔ اس نے دونوں پتھر آپ کے سامنے رکھ دئے اور آپ کا مرید ہوا۔

آپ کی دعا سے حضرت جمال الدین ہانسوی کا سلسلہ جاری ہوا۔

ایک کیمیا گر آپ کے ایک صاحبزادے کے پاس آیا اور ان کا فقر و فاقہ دیکھ کر ان کو کیمیا سکھانے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے حجرے کی دیوار پر تھوکا۔ حجرہ سونے کا ہو گیا۔ آپ نے اپنے صاحب زادے سے فرمایا کہ کیمیائے سعادت سیکھنا بہتر ہے۔ [1]

---

[1] سیر الاقطاب۔ ص ۲۰۹

باب ۲۲

حضرت سیّد جلال الدین بخاریؒ

حضرت سیّد جلال الدین بخاری سیاح بادیہ تجرید و تفرید ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سادات حسینی سے ہیں۔ بخارا کے ایک معزز خاندان سے تھے۔

آپ کے دادا شیخ جلال الدین سُرخ بخاری اپنے وطن بخارا سے ہجرت کر کے ملتان آئے۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مرید ہوئے۔ اور ان ہی سے خرقہ خلافت پایا۔ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے اوچہ میں سکونت اختیار کی۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑے لڑکے کا نام سیّد احمد کبیر ہے۔ دوسرے لڑکے کا نام سید بہاء الدّین ہے۔ ان کے سب سے چھوٹے لڑکے سیّد صدر الدّین المعروف بہ محمّد غوث ہیں۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام سیّد احمد کبیر ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت اوچہ میں ۱۵، شعبان ۷۰۰ھ کو واقع ہوئی۔ [1]

نام: آپ کا نام سیّد جلال الدین حسین ہے۔

---

[1]۔ سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۳۲۵، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۴۹۶

کنیت : آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

لقب : آپ کا لقب "مخدوم جہانیاں جہاں گشت" ہے۔ بعض آپ کو "مخدوم جہانیاں" کے لقب سے پکارتے ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ : ایک سال عید کی رات کو آپ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مزار مبارک پر یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر صدر الدّین عارفؒ اور حضرت رکن الدّین ابوالفتح کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ ہر جگہ عیدی مانگی، ہر جگہ سے آپ کو "مخدوم جہانیاں" کا خطاب عطا ہوا۔[1] اسی خطاب سے آپ مشہور ہوئے۔

بچپن کا ایک واقعہ : آپ کے والد ماجد آپ کو حضرت شیخ صدر الدّین عارف کے خلیفہ شیخ جمال الدّین خنداں اوچی کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور آپ کو دست بوس کرایا۔ اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ حضرت شیخ جمال الدّین خنداں کے سامنے چھواروں کا ایک خوان آیا۔ اس میں سے کچھ چھوارے آپ کو بھی دئے گئے۔ آپ نے وہ چھوارے مع گٹھلیوں کے کھالئے۔ حضرت شیخ جمال الدّین خنداں نے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا۔

"اس میں بھی برکت ہے اور پھینکنا بے ادبی ہے۔"

یہ سن کر حضرت شیخ جمال الدّین خنداں خوش ہوئے اور آپ کو دعائیں دیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اوچہ میں ہوئی۔ علامہ قاضی بہاء الدین آپ کے استاد تھے۔ قاضی صاحب کے انتقال کے بعد ہدایہ و بزدوی ختم کرنے اور مزید تعلیم حاصل کرنے کی

---

[1] سیر العارفین، [2] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۴۲۷

غرض سے آپ اوچہ سے ملتان آئے۔

شیخ موسیٰ اور مولانا مجد الدین ایسے شفیق استاد ملے۔ آپ نے ہدایہ اور بزودی جلد ہی ختم کی۔ بعد ازاں مدینہ جاکر مزید تعلیم حاصل کی۔ ملتان میں آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح کی اجازت سے مدرسے میں رہتے تھے۔

واپسی: آپ کے والد ماجد اور شیخ جمال الدین خنداں میں کچھ کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ جب حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو اپنی خاص کشتی پر سوار کرا کے اوچہ بھجوایا اور آپ کے والد کو آپ کے ذریعے یہ ہدایت فرمائی کہ وہ حضرت شیخ جمال الدین خنداں کا ادب ملحوظ رکھیں۔ جب آپ نے حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح کا یہ پیغام اپنے والد ماجد کا پہنچایا۔ آپ کے والد اسی وقت حضرت شیخ جمال الدین خنداں کے پاس گئے اور ان سے بغل گیر ہوئے۔

سیر و سیاحت: آپ نے بہت سیر و سیاحت فرمائی۔ تین سو زیادہ بزرگوں سے ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ کئی سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہے۔ عرب، عراق اور شام، مصر، بلخ، خراسان وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی۔

آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ: [1]

"آپ جب کبھی کسی سے معانقہ فرماتے تو جو نعمت اس کے پاس ہوتی اسی وقت جذب کر لیتے، یعنی آپ اس قدر توجہ اور خدمت سے کام لیتے کہ وہ شخص بے اختیار ہو کر آپ کو اپنی ہر نعمت دے دیتا۔"

بیعت و خلافت: آپ اپنے والد ماجد سے سلسلہ سہروردی میں بیعت ہوئے۔ پھر آپ نے اپنے چچا حضرت سید صدر الدین المعروف بہ محمد غوث سے خرقہ پہنا۔ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سے بھی آپ نے خرقۂ خلافت پہنا۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۹۶

آپ کو چودہ خانوادوں میں بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ [1]

آپ خود فرماتے ہیں کہ آپ نے خرقہ سیادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہنا کہ جو خرقہ ان (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا خرقہ اپنے والد سیّد احمد کبیر سے پہنا۔"

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے خرقہ عالمِ خواب میں پہنا اور بیدار ہونے کے بعد وہ سر پر پایا۔

حضرت نظام الدین اولیاء سے عالمِ خواب میں پہنا جو بیدار ہونے کے بعد سر پر پایا۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کے خلیفہ حضرت شیخ قوام الدین سے۔

حضرت قطب الدین منوّر سے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے۔

شیخ مکہ امام عبداللہ یافعی سے۔

شیخ مدینہ حضرت عبداللہ المطری سے

قطب عدن حضرت فقنیمہ بصال سے

شیخ اسحاق کازرونی سے

شیخ امین الدین سے

شیخ امین الدین۔ بھائی شیخ امام الدین سے۔

شیخ حمید الدین سے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ شیخ شرف الدین محمود شاہ تشتری سے۔

سیّد احمد رفاعی سے۔

شیخ نجم الدین صنعانی سے۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۴۲۶

حضرت شیخ نجم الدّین کبریٰ سے۔
حضرت خضر سے۔
حضرت اُحد الدّین حسنی سے۔
حضرت شیخ نور الدّین سے۔ لہ

ملازمت: سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں آپ کو منصب شیخ الاسلامی و مسند خانقاہ محمدّی پیش کیا گیا۔ آپ نے عہدہ قبول فرمایا، کچھ عرصے تک منصب شیخ الاسلامی و مسند خانقاہ محمدی پر سیوستان اور اس کے مضافات میں فائز رہ کر اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔

حضرت شیخ رکن الدّین ابوالفتح رح کے حکم سے ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔

سفر: ملازمت سے مستعفی ہو کر آپ مدینہ منوّرہ حاضر ہوئے ۔۔۔ وہاں پہنچ کر آپ نے کہا: لہ

"السّلام علیک یا جدی۔"

وہاں سے آپ کو جواب ملا:

"وعلیک السلام یا ولدی۔"

شیخ عفیف الدّین عبداللہ المطری سے آپ نے کلاہِ ارادت اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور ان سے "عوارف" اور دیگر کتابیں پڑھیں۔ جب آپ تہجد سے فارغ ہوتے تو شیخ عبداللہ المطری تشریف لاتے۔ ان کے ایک ہاتھ میں کھانا ہوتا اور دوسرے ہاتھ میں چراغ۔ وہ آپ کو "صحاح" "عوارف" اور "رسائل سلوک" کا سبق دیتے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام غیر حاضر تھا، آپ نے امامت کی۔ آپ بپاسِ ادب اس جگہ سے جہاں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ ایک صف پیچھے کھڑے ہوئے۔ شیخ عبداللہ المطری آپ کی اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

لہ۔ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۴۲۶ لہ۔ سیر العارفین ۲

مکہ میں آمد: مدینہ منورہ سے آپ مکہ معظمہ آکر امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان سے تربیت حاصل کرکے کامیاب و کامراں ہوئے۔

واپسی: چھ سال مدینہ اور مکہ میں رہ کر ۷۵۲ھ میں وطن واپس ہوئے۔[1]
اس سفر میں آپ سید صدرالدین کماش اور شیخ حمیدالدین بن محمود الحسنی سمرقندی سے بھی ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔[2]
واپسی پر آپ حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔

سلطان فیروز کی باریابی: سلطان فیروز تغلق آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ اس کے عہد حکومت میں آپ کئی دفعہ اوچہ سے دہلی تشریف لائے۔[3]

شادی: آپ نے شادی کی تھی۔

وفات: کچھ روز بیمار رہ کر ۱۰، ذی الحجہ ۷۸۸ھ کو آپ رحمتِ حق میں پیوست ہوئے۔[4]

خلفاء: آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:
قاضی عبدالملک المعروف بہ شاہ اجمل اور سید صدرالدین المعروف بہ راجو قتال جو آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

سیرت: آپ ترک و تجرید، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں ممتاز تھے۔ دن و رات میں پانسو رکعت نماز پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ ساتوں قرأت کے قاری تھے۔ آخری عمر میں بھی سو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ذکر جہر بہت کرتے تھے۔

لباس آپ کا معمولی تھا۔ سماع سنتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سماع نہیں سنتے تھے۔[5]

---

[1] سالک السالکین صہ ۴۲۹، ۴۳۲
[2] سالک السالکین صہ ۴۳۱، [3] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۹۴، [4] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۴۲۶
[5] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۴۳۵

آپ جس بزرگ سے ملتے اس سے فیض پانے کی کوشش کرتے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ شیخ رکن الدّین ابوالفتح دہلیز سے نیچے اتر رہے تھے۔ آپ نیچے لیٹ گئے تاکہ وہ اتر جائیں۔ حضرت رکن الدّین ابوالفتح رح اس بات سے بہت خوش ہوئے، انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا سینہ آپ کے سینے سے ملایا۔[1]

ایک دن شیخ رکن الدین ابوالفتح غسل کر رہے تھے، پانی نیچے گر رہا تھا۔ آپ اس غسل کے پانی سے نہائے۔ حضرت شیخ رکن الدّین ابوالفتح کو جب یہ معلوم ہوا، تو آپ کو نعمت خاص سے سرفراز فرمایا۔[2]

انکساری: آپ میں انکساری اس درجہ تھی کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ: عمامہ خاص مردوں کے لئے ہے اور میں مرد نہیں ہوں۔"

تحمّل: آپ جب کسی کو مرید کرتے تو فرماتے کہ "میں صرف وکیل ہوں۔" آپ کے تحمّل اور بردباری کا یہ حال تھا کہ آپ سلطان فیروز کے وزیر خان جہاں کے پاس جس نے ایک محرّر کے بیٹے کو قید کر دیا تھا۔ انیس بار سفارش کرنے تشریف لے گئے۔ خان جہاں آپ سے نہیں ملا۔ بیسویں بار جب آپ تشریف لے گئے تو خان جہاں نے آپ سے کہلا بھیجا کہ:

"اے سیّد تم کو غیرت نہیں آتی۔"

آپ نے وزیر سے کہلا بھیجا کہ:

"اے عزیز! میں جتنی بار آتا جاتا ہوں مجھ کو ثواب ملتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مظلوم کو تیرے ہاتھ سے چھڑاؤں تاکہ تو بھی درجۂ ثواب کو پہنچے۔"

خان جہاں پر اس کا بہت اثر پڑا۔ وہ ننگے سر، گلے میں رسّی ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معافی کا خواستگار ہوا۔ مرید ہوا۔

---

[1] سیر العارفین، [2] سالک السالکین (جلد دوم) صہ ۴۲۸، ۴۲۹

محرر کے بیٹے کو خلعت اور گھوڑا دے کر رہا کر دیا۔ آپ کو نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ نذرانہ محرر کے بیٹے کو دے دیا۔ [1]

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں:

خرقہ: آپ فرماتے ہیں:

"خرقہ دو طرح کا ہے۔ خرقۂ تصوف اور خرقۂ تشبہ۔ خرقۂ تصوف خرقہ صحبت ہے اور خرقہ تشبہ خرقہ تبرک کو کہتے ہیں۔ اس میں صحبت کی شرط نہیں۔

صبر: آپ فرماتے ہیں:

"صبر تین طرح پر ہے۔ صبر عام، صبر خاص، صبر اخص الخاص، صبر عام یہ ہے کہ ناپسندیدہ بات پر باوجود دشوار معلوم ہونے کے اپنے نفس کو روکے۔ صبر خاص یہ ہے کہ کڑوی چیزوں کو بغیر ترش روئی کے پیئے۔ صبر اخص الخاص یہ ہے کہ بلا سے لذت حاصل کرے۔"

تقویٰ: آپ فرماتے ہیں:

"تقویٰ تین طرح پر ہے۔ عام، خاص، خاص الخاص۔ عام یہ ہے کہ کفر و گناہ اور بدعتوں سے پرہیز کرے۔ خاص یہ ہے کہ مالا یعنی جو چیز کہ نفع نہ دے۔ نہ نقصان پہنچائے اس سے بھی پرہیز کرے مثلاً مباعات کی قسم سے اور خاص الخاص یہ ہے کہ ماسوائے اللہ سے پرہیز کرے۔"

مشیخت: آپ فرماتے ہیں:

"مشیخت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو مشیخت درست نہیں۔ اول شرط یہ ہے کہ وہ تین علم یعنی شریعت، طریقت و حقیقت کا عالم ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس زمانے کے علماء اس کو قبول کریں اور اس کے معتقد مرید ہوں۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ ۴۳،

تیسری شرط یہ ہے کہ اس کو سوائے حق تعالےٰ کے اور کوئی طلب نہ ہو۔"

شریعت، طریقت، حقیقت: آپ فرماتے ہیں: "شارع چلنے والا ہے آداب و احکام شریعت میں اور طارق چلنے والا ہے آداب سر حقیقت میں۔

کپڑے کا نگاہ رکھنا لوث نجاست سے اور جسم کا معصیت شرایعت ہے۔

اور دل کا نگاہ رکھنا کدورتِ بشریت سے طریقت ہے۔

اور خاطر نگاہ رکھنا غیر خدائے عزّوجل سے حقیقت ہے۔

مونہہ قبلہ کی طرف لانا شریعت ہے۔

اور دل حق تعالےٰ کی طرف لانا طریقت۔

اور اس میں ملازم رہنا حقیقت ہے۔"

اقوال:

- اعتبار خرقہ حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ پیر کی صحبت کا ہے۔
- سالک کو ایسا مشغول ہونا چاہیئے کہ اس کا وظیفہ خلا و ملا و جمع و تنہائی میں ترک نہ ہو۔
- خلق کو مثل جماد کے جانے۔ خلق کی وجہ سے عمل و وظیفہ کو ترک نہ کرے۔
- سالک کو چاہیئے کہ غیر حق کو دل میں جگہ نہ دے۔
- جو عمل دنیا میں پھل نہ دے اس کا حصّہ عقبیٰ میں نہ ہو گا۔
- درویش بشرط پیروی قول و فعل و حال اپنے پیغمبر کے ولی ہوتا ہے اگر مخالفت ہے تو ولی نہیں۔
- مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کو جانے کہ حق تعالےٰ مجھ پر مطلع ہے اور مجھ کو دیکھتا ہے، نہ یہ کہ سر کو زانو پر رکھ کر بیٹھا رہے۔
- جاہل صوفیوں سے دور رہو، کیوں کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔
- علم لدنّی کے لئے تقوےٰ شرط ہے، جیسے کہ نماز کے لئے وضو۔
- طالب کو چاہیئے کہ خلوت اختیار کرے تاکہ تفرقہ اس کا جمع ہو جائے
- مومن پر واجب ہے کہ پہلے علم حاصل کرے، بعد اس کے عمل

میں مشغول ہو۔

- جب تک انقطاع خلائق نہ ہو گا فتح یاب نہ ہو گا۔
- اولیاء اللہ کسی آدمی یا کسی چیز سے نہیں ڈرتے مگر حق تعالےٰ سے۔
- ہر سانس کہ گزرتی ہے ملک دوجہاں کی قیمت رکھتی ہے۔
- جب سالک کے نزدیک مدح و قدح خلق مساوی نہ ہو جائیں، کامل نہیں ہوتا۔
- شارع نے شرع میں دو چیزیں رکھی ہیں۔ رخصتِ و عزیمت۔ رخصت میں ایک اجر ہے اور عزیمت میں کہ وہ ہمت ہے۔ دو اَجَر ہیں۔
- ذکر کے واسطے خلوت بہتر ہے۔
- بہترین اعمال تین ہیں:
- علائق کا قطع کرنا۔
- دقائق کا نگاہ رکھنا۔
- حقائق کا دریافت کرنا۔

جس میں یہ تین خصلتیں موجود ہوں وہ صوفی ہے۔

وردووظیفہ: آپ فرماتے ہیں کہ: " یاحَیُّ یاقیّوم اسمِ اعظم ہے۔"

کشف وکرامات: ایک دن آپ نماز چاشت میں مشغول تھے۔ آپ کا چھوٹا لڑکا جس کی عمر چار سال تھی، آپ کے مصلے کے نزدیک کھیل رہا تھا۔ بچّے کی کھیلنے کی وجہ سے آپ کو نماز میں یک سوئی حاصل نہ ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے سیّد شمس الدین سے فرمایا:

" مجھے اس لڑکے کا زندہ رہنا مشکل نظر آتا ہے۔ کیوں کہ عین نماز میں میری طبیعت اس کی طرف مائل تھی۔"

ظہر کے وقت اس لڑکے کو بخار ہوا اور اسی رات اس کا انتقال

ہو گیا۔

دہلی میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ آپ سے دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے دعا کی۔ اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے عاجز ہو کر بارش کے بند ہونے کی آپ سے دعا کرائی۔ آپ نے دعا کی اور بارش رک گئی۔[1]

ایک سال ماہ رمضان میں آپ نے اوچہ کی جامع مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ ایک دن اوچہ کا حاکم جس کا نام سومرہ تھا۔ جامع مسجد میں آیا۔ آپ کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے سب کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ نے سومرہ سے فرمایا کہ:
"اے سومرہ! کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے کہ درویشوں کو تنگ کرتا ہے۔"
آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سومرہ دیوانہ ہو گیا۔ سومرہ کی ماں اس کو آپ کے پاس لائی اور آپ سے معافی کی خواستگار ہوئی۔ آپ نے اس کو ہدایت فرمائی کہ سومرہ کو غسل دے کر اور کپڑے پہنا کر حضرت جمال الدین خنداں کے مزار پر لے جائے۔ اور پھر آپ کے پاس لائے۔
اس کی ماں نے ایسا ہی کیا۔ سومرہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے اور درویشوں سے معذرت چاہی، معافی کا خواستگار ہوا۔ اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا۔ آپ کی دعا سے وہ بالکل اچھا ہو گیا۔[2]

---

[1] تاریخ فرشتہ (فارسی) ص ۴۱۶

[2] سالک السالکین (جلد دوم) ص ۴۳۶

پند را ایں کہ مہرت از دلِ عاشق رود ہرگز
چو خیزد مُبتلا خیزد چو میرد مُبتلا میرد

حصّہ چہارم

باب ۲۳

حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی

حضرت میر سید اشرف جہاں گیر سمنانی قدوۃ الاخیار ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سمنان کے شاہی خاندان سے تھے۔

والد: آپ کے والد سلطان ابراہیم سمنان کے بادشاہ تھے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خدیجہ بیگم تھا۔

بہن: آپ کے ایک بہن تھیں۔

ولادت کی پیشین گوئی: آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجہ احمد یسوی کی روحِ پاک نے آپ کی والدہ ماجدہ کو مطلع کیا تھا کہ ان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے نورِ ولایت سے دنیا کو روشن کرے گا۔

ولادت مبارک: آپ نے ۶۸۸ھ میں اس عالم کو روشنی بخشی۔

نام: آپ کا نام سید اشرف ہے۔

لقب: آپ اپنے پیر و مرشد کے عطا کردہ لقب "جہانگیر" سے پکارے جاتے ہیں۔ [۱]

---

[۱] لطائف اشرفی فی بیان طوائفِ صوفی (فارسی) ص ۹۹

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور ساتھ ہی ساتھ قرأت بھی سیکھی۔ پھر علوم ظاہری کی طرف توجہ فرمائی۔ چودہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

والد کا وصال: ابھی آپ علوم ظاہری سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے والد ماجد نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

تخت نشینی: والد کے انتقال کے بعد آپ تخت پر بیٹھے۔ اور عنانِ حکومت سنبھالی۔

بشارت: آپ حضرت اویس کرخی کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ انہوں نے ذکر اویسیہ آپ کو تعلیم فرمایا۔ آپ اس ذکر میں مشغول ہوئے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے تشریف لاکر آپ سے فرمایا کہ اگر خدا کی طلب ہے تو دنیا کو چھوڑ۔ ہندوستان جا اور شیخ علاؤالدین بنگالی سے اپنا حصہ لے۔"

تخت سے دست برداری: حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت آپ کی زندگی میں کایا پلٹ کا باعث ہوئی آپ تاج و تخت سے دست بردار ہوئے۔ عنانِ حکومت سلطان محمود کے سپرد فرمائی اور اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔

ہندوستان میں آمد: اوچ پہنچ کر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے روحانی فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے پھر دہلی سے بنگال روانہ ہوئے۔

بیعت و خلافت: حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ اپنے حلقۂ ارادت میں آپ کو داخل کیا۔[1] "جہاں گیر" کے لقب

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۳۴۶

سے آپ کو ممتاز کیا اور خرقۂ خلافت سے سرفراز کیا۔

پیرومرشد کی ہدایت: آپ کے پیرومرشد حضرت علاؤالدین بنگالی بن اسعدی لاہوری نے آپ کو جونپور جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کیا کہ جونپور میں تو شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی مقیم ہیں۔ وہ اس شیرِ وقت سے کیسے مقابلے کی تاب لاسکیں گے۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ کی ہمت بندھائی اور فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ان کو ایک شیر کا بچہ ملے گا جو اس شیر سے خود سمجھ لے گا۔

جونپور میں آمد: بحکم پیرومرشد آپ جونپور روانہ ہوئے۔ راستے میں محمد پور میں قیام فرمایا۔ ایک دن وہاں کے علماء سے خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہوئی۔ آپ نے خلفائے راشدین پر ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ کتاب علماء کو دکھائی۔ اس کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اور خلفاء پر فضیلت دیکھ کر علماء برہم ہوئے۔ علماء نے آپ کو پریشان کرنا چاہا۔ وہاں کے ایک سربرآوردہ عالم اور مفتی شہر مولوی سید خاں نے علماء سے کہا کہ اس کی مخالفت بے بنیاد اور اعتراض غلط ہے۔ وہ (حضرت اشرف) سید ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کی تعریف کرے تو اعتراض کی کیا بات ہے۔ علماء نے سند مانگی۔ مولوی سید خاں نے سند پیش کی۔ علماء خاموش ہو گئے۔

محمد پور سے آپ ظفرآباد تشریف لائے۔ شیخ کبیر آپ سے بیعت ہوئے۔ یہ بات شیخ حاجی چراغ ہند سہروردیؒ کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے شیخ کبیر کو بددعا دی۔ لیکن آپ کی دعا شیخ کبیر کے شاملِ حال تھی شیخ چراغِ ہند کی بددعا کا کوئی اثر نہیں ہوا اور شیخ کبیر جوان نہیں مرے بلکہ کافی ضعیف ہو کر مرے۔

جونپور پہنچ کر آپ نے کچھوچھہ میں جو جونپور کے علاقے میں ایک قصبہ ہے۔ سکونت اختیار فرمائی۔ کچھوچھہ میں ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔ اور ایک باغ لگایا اور اس کا نام روح آباد رکھا۔

سیر و سیاحت: جونپور سے آپ حرمین شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت بدیع الدین قطب مدار بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ تو واپس ہندوستان آگئے، اور آپ نجف اشرف، کربلائے معلیٰ اور دمشق ہوتے ہوئے پھر مکہ معظمہ آئے اور حج کر کے بغداد کاشان ہوتے ہوئے اپنے وطن سمنان پہنچے۔ اپنی بہن سے ملے۔ سمنان میں کچھ دن قیام کرکے آپ مشہد روانہ ہوئے۔ مشہد میں آپ کی ملاقات امیر تیمور سے ہوئی۔ مشہد سے ہرات، ماورالہند، ترکستان، بخارا، غزنی، کابل، ملتان، اجودھن، دہلی، اجمیر، گلبرگہ، سراندیپ، گجرات ہوتے ہوئے کچھوچھ واپس آئے اور اپنی خانقاہ میں قیام فرمایا۔

دوبارہ سفر: کچھ دن خانقاہ میں قیام فرماکر آپ نے پھر رخت سفر باندھا۔ اس مرتبہ میر سید علی ہمدانی بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے دور دراز ممالک کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے درویشوں سے ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ پھر کچھوچھ آکر خانقاہ میں رہنے لگے۔

وصال: آپ نے ۲۷، محرم ۸۰۸ھ کو اس جہاں فانی سے سفر دار الآخرت فرمایا۔[1] آپ کا مزار پر انوار کچھوچھ میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلیفہ: حاجی عبدالرزاق آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

سیرت مبارک: آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ آپ نے چار خانوادوں سے فیض حاصل کیا۔ آپ علم عبادت، ریاضت، مجاہدہ، زہد و تقوےٰ، حلم جود و سخا تحمل اور بردباری میں بے نظیر تھے۔ آپ صاحب کشف کرامات ہیں ـــ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ خلفائے راشدین پر آپ کا ایک رسالہ اور "بشارات المریدین" آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کے مکتوبات تصوف و عرفان کا بیش بہا

---

[1] تذکرۃ العابدین ص ۲۶۲

خزانہ ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص "اشرف" ہے۔ آپ کی مشہور غزل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ [1]

غزل

وصل تو چوں دست داد ملک جہاں گو مباش — لعل تو چوں حاصل است جوہر جاں گو مباش
آیت حسن ترا حاجت تفسیر نیست — صورت خورشید را شرح و بیاں گو مباش
صف شکن عاشقاں فتنۂ آخر زماں — غمزۂ ابروئے تست تیر و کماں گو مباش
عاشق روئے تو نیست طالب دنیا و دیں — آرزوئے جاں توئی کون و مکاں گو مباش
گردش گردوں اگر قطع شود گو بشو — حاصل فطرت توئی دور زماں گو مباش

آتش عشق از بسوخت خرمن ما گو بسوز
اشرف شوریدہ را نام و نشاں گو مباش

تعلیمات: آپ کی تعلیمات کی افادیت اور اہمیت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

توحید: آپ فرماتے ہیں: [2]
"توحید یعنی خدا کو ایک جاننا یہ ہے کہ عاشق معشوق کی صفات میں فنا ہو جائے۔"

محفل توحید: آپ فرماتے ہیں:
"جب سالک عقائد و اصطلاح صوفیہ سے واقف ہو گیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ وقت محفل توحید میں صرف کرے اور مثل بگلے کے بیٹھا رہے۔" آپ سے پوچھا گیا کہ بگلے کی طرح بیٹھنے سے کیا مطلب ہے؟"

آپ نے جواب دیا:
"بغیر تلاش کے پانا، بغیر دیکھے ہوئے دیدار ہو جانا۔"

---

[1] لطائف اشرفی۔ حصہ اول، اردو ترجمہ۔ صہ ۲۷

[2] لطائف اشرفی۔ حصہ اول۔ اردو ترجمہ صہ ۱۷

آپ فرماتے ہیں: [1]

ولایت: "ولایت وہ ہے کہ بندہ فنا کے بعد قائم اور باقی رہے اور تمکین وصفا سے موصوف ہو۔"

آپ فرماتے ہیں۔ [2]

خدمت خلق: "بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نوافل پڑھنا خدمتِ خلق سے بہتر ہے ان کا یہ خیال غلط ہے کیوں کہ خدمت کا جو اثر قلب پر پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ دونوں کے نتیجے پر نظر کرتے ہوتے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے، کہ خدمتِ خلق نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔

اقوال:

○ گروہ صوفیا کے علم توحید کا جاننا ضروری ہے۔ کیوں کہ طریقت وحقیقت کا انحصار اسی علم شریف پر ہے۔

○ جو شخص ریاضت ومجاہدہ نہ کرے اس کو دولت مشاہدہ نہیں حاصل ہو سکتی۔

○ ارباب ذوق کے نزدیک اگر ایک سانس بھی نسبت شریفیہ سے خالی ہوتی ہے تو اہل دل اسے مُردہ تصور کرتے ہیں۔

○ ولی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عالم ہو جاہل نہ ہو۔ منفصل ہو متصل نہ ہو۔ کسی کو چشم حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ کیوں کہ اکثر اس میں خدا کے دوست چھپے رہتے ہیں۔

اوراد و وظائف: آپ کے بتائے ہوئے چند ~~اور~~ اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے: سورۃ اخلاص ہزار بار یا سو مرتبہ پڑھے۔ [3]

ہر مقصد کے پورا ہونے کے واسطے: سورۃ یٰسین جس کام کے لئے پڑھے وہ کام پورا ہو۔

---

[1] لطائف اشرفی، حصہ اول۔ اردو ترجمہ صد ۲۱، [2] لطائف اشرفی صد ۸۳

[3] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی،

کشف وکرامات: محمد پور میں جب آپ پہنچے تو مولوی سید خاں کو آپ نے یہ مژدہ سنایا کہ ان کے چار لڑکے ہوں گے جو علوم فضل وکمال سے آراستہ ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا۔

ظفر آباد میں آپ کا مذاق اڑانے کی غرض سے کچھ لوگ ایک زندہ شخص کو کفن پہنا کر اور پلنگ پر لٹا کر آپ کے پاس لائے اور آپ سے درخواست کی کہ نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے اول تو انکار کیا۔ لیکن جب وہ لوگ نہ مانے تو آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب تکبیر پر جیسا کہ طے ہوا تھا کہ وہ شخص اٹھ بیٹھے گا۔ وہ نہیں اٹھا، تو لوگوں نے پاس جا کر دیکھا اس شخص کو مردہ پایا۔[1] ایک قلندر جس کا نام علی تھا، بہت سے قلندروں کو ہمراہ لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ جہانگیری کہاں سے پائی۔ آپ نے جواب دیا کہ اپنے پیر ومرشد سے اس نے کہا کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آیا، اور وہ قلندر جس کا نام علی تھا زمین پر گرا اور مر گیا

آج بھی آپ کا مزار آسیب کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے۔ جن لوگوں پر آسیب کا اثر ہوتا ہے وہ آپ کے مزار مبارک کی برکت سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی پڑھ کر دم کرنے سے آسیب زدہ کا اثر جاتا رہتا ہے۔

---

[1] معارج الولایت

باب ۲۴

حضرت شیخ فتح اللہ اودھی

حضرت شیخ فتح اللہ اودھی کاملین وقت سے تھے۔ [1]

اوایل زندگی: آپ کی شروع کی زندگی درس و تدریس میں گزری آپ علمائے کرام دہلی سے تھے۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت شیخ صدرالدین طبیب دلہا کے مرید اور خلیفہ تھے۔ [1]

پیرو مرشد کی ہدایت: آپ کو باوجود بہت مجاہدوں کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ آپ کو اس بات کا رنج ہوا۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد سے شکایت کی۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ سے فرمایا:

"شغلِ درس و تدریس چھوڑ دو، اور ساری کتابیں طلباء میں تقسیم کر دو۔"

آپ نے چند خاص کتابیں رکھ لیں اور باقی کتابیں تقسیم کر دیں۔ لیکن پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب ان کتابوں کو بھی علیحدہ کر دیا تو آپ درجۂ کمال کو پہنچے۔

وفات: آپ نے ۸۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔ [2]

خلفاء: آپ کے خلیفہ حسب ذیل ہیں: حضرت شیخ قاسم اودھی اور حضرت شیخ محمد عیسیٰ جونپوری

سیرت: آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ آپ استغراق میں محو رہتے تھے۔

---

[1] سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ ۲۲۴، [2] (جلد دوم) صفحہ ۵۲۴

باب ۲۵

حضرت سید محمد گیسو دراز

حضرت سید محمد گیسو دراز مشاہیر اولیاء سے ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت امام زین العابدین کی اولاد سے ہیں پس آپ حسینی ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد سید یوسف حسینی صوفی صافی تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے بیعت تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے روحانی فیوض سے بھی مستفید تھے۔ سید راجہ کہلاتے تھے آپ نے ریاضت شاقہ و مجاہدات بہت کئے۔ اپنے نفس کے ساتھ جو جہاد آپ نے کیا اس کی وجہ سے دکن میں "راجو قتال" مشہور ہوئے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی دولت آباد کے گورنر ہو گئے تھے۔

بھائی: آپ کے بڑے بھائی کا نام سید حسن ہے۔

ولادت مبارک: آپ نے ۴ رجب ۷۲۰ھ کو دہلی میں اس عالم کو زینت بخشی۔[1]

---

[1] تکملہ سیر الاولیا (فارسی) ص۲۲ ، لطائف اشرفی

نام نامی: آپ کا نام محمد ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت ابو الفتح ہے۔

القاب: "صدر الدین" "ولی الاکبر" "الصادق" اور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز" کے لقب سے آپ مشہور ہیں۔

گیسو دراز کہلانے کی وجہ تسمیہ: آپ کے گیسو بہت دراز تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت نصیر الدین محمود دہلی کی پالکی کاندھے پر اٹھائی اور اس کو لے کر چلے۔ حضرت چراغ دہلی کے چند اور مرید بھی پالکی اٹھانے میں شریک تھے۔ آپ کے گیسو پالکی کے پائے میں الجھ گئے۔ آپ نے گیسوؤں کو نکالنے کی کوشش نہ کی۔ اسی طرح پالکی کو کاندھے پر رکھے رہے۔ بہ پاس ادب آپ نے پالکی کو روکنا پسند نہ کیا۔ جب حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے ادب، عشق و محبت، اور عقیدت سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت چراغ دہلی نے اسی وقت یہ شعر پڑھا۔[1]

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

اس دن سے آپ "گیسو دراز" مشہور ہوئے۔

دولت آباد میں آمد: سلطان بن محمد تغلق نے بجائے دہلی کے دولت آباد کو دار الخلافت قرار دے کر دہلی کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ دولت آباد جا کر آباد ہوں۔ آپ کے والد ماجد ۲، رمضان ۲۸، ھ کو دہلی سے سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال دولت آباد روانہ ہوئے اور ۱۷ محرم ۲۹، ھ کو دولت آباد پہنچ کر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

بچپن کا صدمہ: آپ کے والد ماجد نے ۵، شوال ۳۱ ،ھ کو انتقال فرمایا۔

واپسی: آپ کی والدہ ماجدہ چند سال آپ کے والد کے انتقال کے بعد خلد آباد میں رہیں پھر اپنے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۷۹، تکملہ سیر الانبیاء (فارسی)

مستوفی سے جو دولت آباد کے گورنر ہو گئے تھے۔ کسی اختلاف کے باعث خلد آباد سے سکونت ترک کر کے مع آپ کے اور آپ کے بڑے بھائی کے ۴، رجب ۷۳۶ھ کو دہلی آئیں اور وہیں رہنے لگیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد اور نانا کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف حفظ کیا۔ اس کے علاوہ خلد آباد کے قیام کے زمانے میں آپ نے علوم ظاہری کی تحصیل شروع کر دی تھی۔ جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ دہلی آئے تو آپ نے علوم ظاہری حاصل کرنے میں کافی محنت و کوشش کی ــــ آپ کو مولانا شرف الدین کیتھلی، مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالمقتدر ایسے شفیق اور قابل استاد ملے۔ آپ نے علوم متداولہ کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔ علوم ظاہری کی تحصیل سے انیس سال کی عمر میں فراغت پائی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مجاہدہ کے ذریعے مشاہدہ کرنے کے کوشاں ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ ۱۶، رجب ۷۳۶ھ کو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور کچھ مدت کے بعد خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

پیر و مرشد کی دعا: حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے آپ کے حق میں دعا فرمائی کہ بادشاہ ان کی پالکی اٹھائیں۔[1]

ترک سکونت: آپ ۷، ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو دہلی سے سکونت ترک کر کے گوالیار روانہ ہوئے۔ گوالیار میں آپ نے مولانا علاء الدینؒ کے یہاں قیام فرمایا۔ آپ گوالیار سے بھانڈیر پہنچے بھانڈیر سے ایرچہ روانہ ہوئے۔ ایرچہ سے چندیری تشریف لے گئے۔ چندیری میں کچھ دن قیام فرمایا۔ پھر بڑودہ میں رونق افروز ہوئے۔ کھمبائت پہنچ کر کچھ دن وہاں مقیم رہے۔ پھر بڑودہ واپس آئے ــــ بڑودہ سے

---

[1] تکملہ سیر الاولیاء۔ (فارسی)

سلطان پور ہوتے ہوئے خلد آباد کو زینت بخشی اور وہیں سکونت اختیار کی ۔ آپ مع اہل وعیال کے خلد آباد میں رہنے لگے ۔ اور لوگوں کو رشد و ہدایت فرمانے لگے ۔

سلاطین سے تعلقات : سلطان فیروز شاہ بہمنی کو جب آپ کی دکن میں آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ آپ سے گلبرگہ تشریف لانے کا خواستگار ہوا ۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی ۔ آپ جب گلبرگہ تشریف لائے گئے ۔ سلطان نے آپ کا شاندار استقبال کیا ۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا ۔ آپ نے کچھ عرصہ گلبرگہ میں قیام فرمایا ۔ پھر گلبرگہ میں مستقل سکونت اختیار فرما کر مخلوق کو راہِ حق دکھلانے لگے اور بندگان خدا کو فیض پہنچانے لگے ۔

سلطان فیروز بہمنی کا چھوٹا بھائی سلطان احمد جو اپنے بھائی کے تخت پر بیٹھا ، آپ کا معتقد و منقاد تھا ۔ اس کی عقیدت و محبت کا ثبوت

آپ کے مزار مبارک پر عالی شان گنبد ہے جو اس نے آپ کی وفات کے بعد بنوایا ۔

شادی اور اولاد : آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے حکم اور خواہش کے مطابق مولانا سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی دختر نیک اختر بی بی رضا خاتون سے شادی کی ۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی ۔

آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں ۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی آپ کی حیات میں وفات پا گئے ۔ آپ کے دوسرے صاحب زادے حضرت محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی عالم باعمل اور درویش کامل تھے ۔ آپ کی لڑکیوں کے نام یہ ہیں : بی بی فاطمہ عرف ستی بیگم ، بی بی بتول ، بی بی ام الدین ۔

وفات شریف: آپ نے ۱۶ ذیلقعدہ ۸۲۵ھ کو اس عالم سے پردہ فرمایا[1] مزار فیض آثار گلبرگہ میں قبلہ حاجات خلائق ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ایک سو پانچ سال کی تھی۔

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت سید محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی، مولانا حسن دہلوی، مولانا شیخ علاؤ الدین گوالیاری، قاضی علیم الدین، بن شرف الدین، قاضی نورالدین شیخ صدر الدین خوندمیر (ایرچہ) سید ابوالمعالی بن سید احمد بن سید جمال الدین شیخ ابوالفتح بن مولانا علاء الدین گوالیاری۔

سیرت پاک: آپ سیادت وعلم وولایت کے جامع تھے[2] شان آپ کی اونچی ہے۔ رتبہ سچ ہے۔ احوال قوی ہے۔ مشرب وسیع ہے۔ ہمت بلند ہے۔ کلام عالی ہے۔ مشائخ چشت میں آپ کا مشرب خاص ہے اور اسرار حقیقت کے بیان میں آپ کا طریقہ مخصوص ہے

آپ زہد تقوٰے، تحمل بردباری، سخاوت وفیاضی، عطا وبخشش، قناعت وتوکل، ترک وتجرید، عبادات ومجاہدات میں یگانۂ عصر تھے۔

آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلی سے والہانہ محبت تھی، حضرت چراغ دہلی جو حکم فرماتے آپ اس کو بجا لاتے۔ آپ پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھتے تھے۔ روزے پابندی سے رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے پیرومرشد آپ کے حال پر اس قدر شفقت ومہربانی فرماتے تھے کہ انہوں نے مجاہدات وریاضات کا بوجھ آپ پر ایک دم نہیں ڈالا بلکہ بتدریج اضافہ فرماتے رہے۔ آپ کے ملفوظات "جوامع الکلم" سے آپ کے پیرومرشد کی آپ پر مہربانی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

---

[1] تکملہ سیر الاولیا۔ (فارسی) ص ۲۳، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۷۹، [2] مرۃ اسرار

آپ فرماتے ہیں کہ :

. . . ایک دفعہ میں شیخ اسلام شیخ نصیر الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا: تم جب آتے ہو، شام کے وقت آتے ہو، اور میں اس وقت ملول ہوتا ہوں۔ البتہ میرا جی چاہتا ہے کہ تم سے کوئی بات کروں اس وقت میری عمر صرف پندرہ سال تھی، یہ سُن کر مجھے حیرت ہوئی اور میں نے کہا "سبحان اللہ! حضرت خواجہؒ ہم سے بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ زہے دولت!" عبادت میں اس طرح آپ کی اضافہ ہوتا رہا، اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں:

"ایک بار اشراق کے بعد پابوسی کے لئے حاضر ہوا۔"

حضرت خواجہ نے فرمایا:

"صبح نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو کیا وہ طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے"

میں نے عرض کیا۔

"جی ہاں! حضور کے صدقے میں باقی رہتا ہے۔"

فرمایا: "اچھا ہو جو اسی وضو سے دو رکعت اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔"

میں نے عرض کیا۔

"خواجہ کے صدقے میں پڑھوں گا۔"

پھر فرمایا:

اسی کے ساتھ دو رکعت شکرالنہار اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو۔"

میں نے چند روز اس کی پابندی کی۔

پھر ایک روز ارشاد فرمایا:

"دو رکعت اشراق پڑھا کرتے ہو۔؟"

میں نے عرض کیا:

"پڑھتا ہوں۔"

ارشاد فرمایا:

"اگر اس میں چاشت کی چار رکعت ملا دیا کرو تو نماز چاشت ہو جایا

کرے گی۔ میں نہیں کہتا کہ پھر کسی وقت پڑھو، بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ لیا کرو تو یہ بھی ہو جائے گی۔"

میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا، ایک بار پوچھا:

"کیا تم رجب میں روزے رکھتے ہو؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں۔"

پھر پوچھا:

"شعبان میں بھی۔"

میں نے کہا:

"شعبان میں نو روزے رکھتا ہوں۔"

فرمایا:

"اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو، تو پورے تین مہینے کے روزے ہو جایا کریں گے۔"

میں نے عرض کیا:

"خواجہ کے صدقے میں رکھوں گا۔"

... میں رمضان کے بعد شش عید کے روزے بھی رکھا کرتا تھا انہیں ایام میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا؟

ارشاد فرمایا:

"ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ صوم دوام رکھتے تھے۔ اس کے بعد تم بھی صوم دوام رکھا کرو۔"

آپ آدھی رات کو بیدار ہوتے تھے۔ نماز تہجد ادا کرتے۔ تہجد کے بعد اذکار و اشغال میں مشغول ہو جاتے۔ اپنے پیر و مرشد کو آپ ہی وضو کراتے تھے۔ جب آپ دکن تشریف لے گئے وہاں عشاء کی نماز کے بعد آپ کے ساتھ چالیس پچاس آدمی روزانہ کھانا کھاتے تھے۔

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔

علمی ذوق: آپ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ گلبرگہ میں آپ تفسیر و حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ ایک بلند پایہ مصنف ہیں آپ نے ایک سو پانچ کتابیں لکھی ہیں۔ "الاسما" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ [1]

آپ کی خاص خاص کتابیں حسب ذیل ہیں:

معارف شرح عوارف۔ (عربی) ترجمہ عوارف (فارسی)

ملتقط تفسیر القرآن۔ قرآن شریف کے پہلے پانچ پاروں کی تفسیر۔

شرح مشارق الانوار۔ شرح تعرف شرح آداب المریدین (عربی)

شرح آداب المریدین۔ (فارسی)

خاتمہ۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی۔

شرح رسالہ قشیریہ۔ خطائر القدس المعروف بہ رسالہ عشقیہ۔

اسمار الاسرار، حدائق الانس۔ استقامت الشریعت۔ بطریق الحقیقت۔

حواشی قوت القلوب۔ شرح فقہ اکبر۔ شرح الہامات حضرت غوث الاعظم۔

شعر و شاعری: آپ ایک خوش گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص "محمد" ہے آپ کی غزلوں اور رباعیوں کی تعداد کافی ہے۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

چوں شدہ فانی محمد از وجود　　غیر او دیدہ کہ کس دیگر بنود

غیورم من بھر جائے است یارم　　کجا جویم ندارد او مکانے
محمد پیر گشتی توبہ کن　　نظر بازی رفیق آرد نشانے

ترا حسن است از اندازہ بیروں　　مرا اندوہ غم ہر روز افزوں

دوستاں می دہند پند مرا　　دشمناں طعنہا زنند مرا

---

[1] تکملہ سیر الاولیا (فارسی) ص۲۲

تعلیمات: آپ کی تعلیمات کی افادیت اور اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

وقتِ مقبول: آپ فرماتے ہیں کہ:[1] "جہاں تک ہو سکے ہرگز ہرگز ایسے وقت کو ضائع نہ کرے جس میں دعا مقبول ہوتی ہے۔ بعض بزرگان طلوعِ صبح صادق کا وقت بتلاتے ہیں، اور بعض کے نزدیک فجر کے سنت و فرض کا درمیانی وقت ہے اور بعض فجر کے فرضوں کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک بتاتے ہیں۔ بعض نے چاشت کا وقت بیان کیا ہے اور بعض کے نزدیک وقت زوال اور بعض کے نزدیک عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک وقت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وقت مقبول مغرب کے بعد سے عشاء تک اور بعض کے نزدیک نصف شب اور بعض کے نزدیک آخر شب قریب صبح کا وقت ہے۔

مرید صادق اور طالب راسخ ان تمام اوقات کا ذکر، شغل، مراقبہ، تلاوت یا نوافل میں صرف کرے۔

شب قدر کی تلاش میں جو لوگ سرگرداں رہتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ ہر شبانہ روز میں وہ وقت موجود ہے۔۔۔"

اعتکاف: آپ فرماتے ہیں:[2] "اعتکاف کی تین قسمیں ہیں، ایک اعتکاف معین، دوسرا دوام، تیسرا اعتکاف دل یعنی اہل دل اپنے خانۂ دل کے اندر اعتکاف کرتے ہیں۔ یا یوں کہئے کہ یہ جو دل ہمارے پاس ہے، ہم اپنے دل سے اس دل پر اعتکاف کرتے ہیں۔

مرشد کی قسمیں: آپ فرماتے ہیں:[3] "۔۔۔ مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ہادی اور ایک منذر۔ ان دونوں میں کوئی تمیز بہت مشکل ہے۔ کیوں کہ دونوں نصیحت کرتے ہیں اور نصیحت میں ہدایت بھی ہے اور انذار بھی جیسے واعظ

---

[1] خاتمہ۔ ص ۱۸، ۱۹

اپنے واعظ میں جنت کا شوق بھی دلاتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے بھی ڈراتے ہیں۔ اسی طرح مرشد قرب حق کی طرف بلاتا ہے اور غیر حق سے بچاتا ہے۔

"جو غریب مرشدوں کے ان اوصاف میں تمیز نہیں کر سکتا، وہ تو کل بخشا ان کے ہاتھ پر ہاتھ دیگر ان کے دامن سے اپنی جان و جہاں کو وابستہ کر لیتا ہے۔ اگر مرشد ہادی ہوئے۔ فہو المراد اور اگر منذر رہوئے تب ان کو اس جہاں کی خبر نہ ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔"

ارادت کے شرائط : آپ فرماتے ہیں : [1]

"مبتدی کے واسطے مقدم یہ ہے کہ مرشد ہادی کی تلاش و جستجو کرے"

"دوسری شرط یہ ہے کہ طالب جوان مرد اور ہمت والا ہونا چاہیئے جو اپنے دل سے گھر بار اور مال و اسباب اور جورو بچوں کا تعلق منقطع کر لے"

"تیسری شرط تزکیۂ نفس یعنی نفس کو پاک بنانا ہے۔ اس کی حد نہیں۔ جہاں تک ہو سکے کئے جائے۔ اخلاق ذمیمہ مثلاً حرص، حسد، غضب شہوت، کذب، غیبت وغیرہ سے باز رہے اور تمام محرمات و مکروہات شرعی کو چھوڑ دے۔ دنیا کی لذتوں اور تمام محسوسات و معقولات سے جدا ہو جائے"

"چوتھی شرط یہ ہے کہ اپنی ریاضت و مجاہدہ کو شمار میں نہ لائے اور یہ سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"پانچویں شرط یہ ہے کہ خلوت اور تنہائی اختیار کرے۔"

"چھٹی شرط یہ ہے کہ عورت سے الگ رہے۔ اگر بیوی ہو تو اشد ضرورت کے علاوہ اس کے پاس نہ جائے۔"

"ساتویں شرط یہ ہے کہ اکل حلال کا انتظام کرے اور جہاں تک ممکن ہو، احتیاط سے کام لے۔ غذا اتنی کھائے کہ جس سے جسمانی کاروبار چلتے رہیں طے کا روزہ بہت بہتر ہے اور بعض صوم و دوام کو بھی اسی کے قریب سمجھتے ہیں۔ پانی کم پینے میں بھی بہت کوشش کرے۔"

"آٹھویں شرط یہ ہے کہ پیر کا حکم بجالانے میں بڑی مستعدی سے کام لے اور خفیف باتوں پر توجہ نہ کرے۔"

"نویں شرط یہ ہے کہ تھوڑا سوئے اور غافل نہ سوئے۔"

"دسویں شرط یہ ہے۔ دو کام سامنے آئیں تو اُن میں سے جو بہتر ہو اس کو اختیار کرے۔ مگر طالب کے نزدیک وہی کام بہتر ہوتا ہے جو سخت و شاق ہو۔" "گیارہویں شرط۔ نفس کی خواہش پر ہرگز عمل نہ کرے۔ اگر نفس کی خاطر کسی حظ انسانی کا مرتکب ہو جائے تو پھر نفس پر اس کا سخت دباؤ ڈالے یعنی کسی سخت مجاہدے میں مبتلا کرے۔

"بارہویں شرط یہ ہے کہ آباؤ اجداد اور علم و عقل پر فخر نہ کرے اپنے تئیں سب سے بدتر اور ذلیل خوار سمجھے کیوں کہ جو شخص ایسا سمجھتا ہے خدا سے بہت نزدیک ہوتا ہے۔"

"تیرھویں شرط۔ دین و ملت کی ترجیح اور مباحث علمی میں اتنا مشغول نہ ہو کہ وہی اس کا مقصود معلوم ہو۔"

"چودھویں شرط۔ وضو و طہارت میں اتنا وہم نہ کرے کہ نماز و اوراد کا وقت فوت ہو جائے۔ . . . طالب کو سب سے زیادہ دو باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ایک تزکیۂ نفس، دوسرے توجہ تام یعنی نفس کا پاک کرنا اور خدا کی طرف سے پورے طور سے متوجہ ہونا۔

"پندرہویں شرط۔ اپنے واسطے کوئی خاص لباس و ہیئت اختیار نہ کرے۔

"سولہویں شرط۔ فراغتِ وقت میں کوشش کرے . . . . . . مراقبہ اور حضوری سے دِل کو خالی نہ رکھے۔ تزکیۂ نفس یہی ہے کہ نفسانی خواہشات ترک کرے اور توجہ تام یہ ہے کہ تمام خطرات دل سے دفع کرے . . . طالب کے نزدیک درد و درماں برابر ہو۔ درماں کی حالت میں ایسا درد ہو جو حرماں کی حالت میں کبھی نہ ہو اور حرماں کی حالت میں ایسا درد ہو جو درماں کی حالت میں کبھی نہ ہو۔"

طالبوں کی قسمیں: آپ فرماتے ہیں کہ:[1] "ایک طالب وہ شخص جو اپنی عقل و فہم سے خدا کی

---

[1] خاتمہ ص ۳۰

طلب اختیار کرے۔ اور جان لے کہ خدا سب سے بڑا بزرگ، قدیم اور واجب الوجود ہے۔ یہ شخص حکمت کی راہ سے طالب ہوا ہے۔ عاشق نہیں ہے۔ عاشق کے اندر جو طلب ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طرف سے اس میں ڈالی جاتی ہے۔ وہاں گفت وشنید کی گنجائش نہیں، جس پر گزرتی ہے وہ خوب جانتا ہے۔

شریعت، طریقت اور حقیقت : آپ فرماتے ہیں کہ: [1]
"یہ عقیدہ نہ رکھو کہ شریعت طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے جُدا ہیں۔ دیکھو بادام کے اندر تین چیزیں ہیں۔ پوست، مغز اور روغن تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں، بلکہ ایک دوسرے کا خلاصہ ہیں یعنی پوست کا خلاصہ مغز ہے اور مغز کا خلاصہ روغن اسی طرح شریعت کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے۔"

حبس دَم : آپ فرماتے ہیں کہ: [1]
"سالک کے واسطے حبس دم کی عادت بہت ضروری ہے اگر اس کو بکثرت کرے تو عورت سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ پانی بہت کم پیوے کھانا اتنا قلیل کھائے کہ بس کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے۔ اگر سفر میں ہے تو منزل پر پہنچ سکے۔ فضول باتیں ہرگز نہ کرے۔ حبس دم کرنے سے خلات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں۔"

"ان تین چیزوں کے علاوہ جوگیوں کی ہر ایک بات سے پرہیز رکھے اور وہ تینوں چیزیں یہ ہیں:

حبسِ دم نشست مخصوص اور نظر تکیہ۔

یہ تینوں چیزیں سالک کے واسطے بہت ضروری ہیں۔"

سماع : آپ فرماتے ہیں کہ: [3]
سماع کی تین قسمیں ہیں:

"اول یہ کہ قوال سے شعر سنتے ہی بغیر اس کے مضمون یا لغنے میں غور کئے وجد وکیف پیدا ہو جائے اور دیوانہ بنادے۔

---

[1] خاتمہ صد ۹۲، ۹۳ [2] خاتمہ صد ۱۰۶، ۱۰۷ [3] خاتمہ صد ۱۰۹، ۱۱۰

"دوم یہ کہ سننے اور غور کرنے کے بعد ایسا ہو۔"

"سوئم یہ کہ یاروں کی موافقت کے سبب سماع سنے تو اس کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملے گا اور جو رحمت ان پر نازل ہے یہ بھی اس سے محروم نہ رہے گا جیسے شراب خانے میں کوئی شخص جائے تو اگرچہ وہ شراب نہ پیئے مگر بو ہی سونگھے گا اور مستوں کی حرکات ہی دیکھے گا۔

اقوال: طالب ہمیشہ خلوت پسند رہے اور ان دو کاموں کے سوا کوئی کام نہ کرے۔

- یاد دوست میں مشغول ہو یا دوست کی یاد میں۔ اگر ان دونوں کے سوا اور کوئی کام کرے گا تو پھل نہ پاتے گا۔
- قرض ہرگز نہ لے، مگر جب بہت ہی ضرورت ہو جس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو اپنی ذاتی ضرورت جس سے مجبور ہو جائے۔ دوسری ضرورت مہمان کی خاطر۔ تیسری صلہ رحم کی ضرورت۔ اپنی بھوک پیاس رفع کرنے کے واسطے بھی قرض لے سکتا ہے
- نفس پر جو کام دشوار ہو اس کو مزید اختیار کرے۔ اگر ذکر و مراقبہ سے کشودگی پیدا ہو تو ان کو زیادہ کرے۔
- دنیا میں ترکِ دنیا سے بہتر کوئی نیکی نہیں۔
- دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جب شرائط اور حسنِ اعتقاد کے ساتھ پڑھی جائے۔
- جو لوگ دنیا کی حقیقت سے آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ دنیا ڈھول کا پول ہے اور کچھ نہیں۔
- تقدیر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا
- عاشق کے دل میں جو عشق کی آگ روشن ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں دوزخ کی آگ بھی سرد ہو جاتی ہے۔
- ہر چیز کے اندر ایک آفت ہوتی ہے۔ عشق کی دو آفتیں ہیں۔ ایک آفتِ ابتدا۔ اور دوسری آفت انتہا۔

○ سالک بے صبر ہوتا ہے۔ جو گھڑی بغیر حصول مقصد کے گزرتی ہے مرنا اس سے بہتر سمجھتا ہے۔

اوراد ووظائف : ذیل میں آپ کے چند اوراد ووظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے : آپ فرماتے ہیں کہ : جمعہ کی رات کو چار رکعت اس ترکیب سے پڑھنا چاہئے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار۔

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

پڑھے۔ سلام کے بعد۔

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

سو بار پڑھے۔

ذکر فنا وبقا : آپ فرماتے ہیں کہ :[1] "۔۔۔۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے ضرب دہنی قلب پر لگائے، اور دوسری یا تو سر کو زمین پر جھکائے ہوئے قبلہ کی طرف یا دائیں جانب اور دہنی قلب پر یا بائیں جانب اور دہنی قلب پر لگائے۔

---

[1] رسالہ اذکار صفحہ ۱۳

تمام اذکار کی بیٹھک یہ ہے کہ دونوں گھٹنے زمین پر رکھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے رہے اور لَامَعْبُوْدَ اِلَّا اللہ یا لاموجود الا اللہ یا لا مطلوب الا اللہ یا لا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللہ کا تصور کرے۔

ان میں سے جس کا تصور کرے گا اسی کے موافق اس پر کشف ہوگا"

ذکر کشفِ قرآن: آپ فرماتے ہیں کہ: [1]
"چار قرآن شریف لے کر، ایک آگے اور ایک دائیں اور ایک بائیں طرف اور ایک اپنی گود میں رکھے اور ایک دفعہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنی گود کے قرآن پر لگائے۔ پھر ایک ضرب بائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنے آگے کے قرآن پر لگائے۔

اس ذکر کی تاثیر سے کما حقہٗ، تجلی قرآن اُس پر ہوگی۔"

ذکر کشفِ ارواح: آپ فرماتے ہیں کہ: [2]
"اس ذکر سے ہر ایک روح کا حال منکشف ہو جاتا ہے . . . . "

ترکیب اس کی یہ ہے کہ جس طرح ذکر کے واسطے بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح بیٹھ کر پہلے اکیس بار یا ربُّ کہے۔

پھر آسمان کی طرف مونہہ کر کے یا روح اور یا روحَ الرّوح کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر اجابت دعوت: آپ فرماتے ہیں کہ: [3]
". . . . دعا قبول ہونے کے واسطے

---

[1] رسالہ اذکار ص۱۳۲

[2] رسالہ اذکار ص۱۳۵ [3] رسالہ اذکار ص۱۳۶

دائیں طرف مونھہ کر کے یَا قَوِیُّ اور بائیں طرف یَا رَقِیْبُ اور دل کی طرف متوجہ ہو کر یَا مُحِیطُ کہے اور اوپر کی طرف مونھہ کر کے کہے یَا مُجِیْبُ یہ ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیئے اور جب فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو دل میں اپنے حصول مقصد کا تصوّر جما کر گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جائے اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دُعا کرے۔

" دعا کی قبولیت کے واسطے۔ ۔ ۔ دائیں اور بائیں طرف اور دل پر یارَبِّ کہے اور آسمان کی طرف مونھہ کر کے کہے۔ یَا رَبِّ "

ذکر دفع امراض استقام: آپ فرماتے ہیں کہ:[۵] " دائیں طرف یَا اَحَدُ اور بائیں طرف یَا صَمَدُ اور اوپر کی طرف یَا وِتْرُ اور دل پر یا فردُ کی ضرب لگائے

کشف و کرامات: تیمور کے دہلی سے آنے قبل آپ نے باشندگانِ دہلی کو آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا یہ خبر پا کر بہت سے لوگ دہلی سے باہر چلے گئے۔

۵۔ رسالہ اذکار ص ۱۳۷

باب ۲۶

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ولیِ زماں و قدوۂ کاملاں تھے۔

خاندانی حالات: آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی اولاد سے ہیں۔

والد: آپ کے والد کا نام سید ابوبکر ہے۔

نسب نامہ پدری: آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے: نعمت اللہ بن سید ابوبکر بن سید شاہ نور بن سید لیل ادہم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید بہار الدین بن سید داؤد بن سید ابوالعباس احمد بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید متقی بن سید صالح بن سید ابی صالح بن سید عبدالرزاق بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح

القاب: آپ کو "تاج ترکی" اور "نعمت اللہ شاہی" کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

تعلیم: آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں دستگاہ حاصل تھی۔ صرف و نحو حدیث، فقہ تفسیر میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ فارسی سے خاص شغف تھا۔

وفات: آپ نے ۸۸۴ھ وفات پائی۔ مزار پرانوار دھکی میں واقع ہے۔

خلیفہ : شیخ قطب الدین آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت : آپ صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ آپ پیکر صبر و رضا تھے متوکل بخدا تھے۔ آپ نے تشنگان مئہ وحدت کو شربتِ ہدایت سے سرشار کیا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا ایک مشہور قصیدہ آپ کی شاعری کی یادگار ہے۔ آپ کا تخلص "نعمت" تھا۔

کرامات : فیروز شاہ ایک مرتبہ احمد خاں خانخانان سے خفا ہو گیا۔ اس نے احمد خاں کو اندھا کرنا چاہا۔ احمد خاں مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ احمد خاں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ نے اس کے سر پہ تاج ترکی رکھا اور اس کی سلطنت کی بشارت دی۔ احمد خاں بادشاہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اس کو تاج و تخت نصیب ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد آپ (حضرت نعمت اللہ ولی) کی کرامات کا چرچا ہونے لگا۔ احمد خاں نے آپ کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہا۔ اس نے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو کچھ تحائف دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے تحائف قبول فرمائے۔

آپ نے اپنے پوتے شاہ نور اللہ بن خلیل اللہ کے ذریعے سبز رنگ کا تاج ترکی احمد خاں کو بھیجا۔ احمد خاں نے جو وہ تاجِ ترکی دیکھا تو بے چین ہو گیا۔ اس نے فوراً اس تاج ترکی کو پہچان لیا کہ یہ وہی تاج ہے جو اس کے سر پر ایک بزرگ نے رکھا تھا اور ان بزرگ نے اس کو دکن کی سلطنت کی بشارت دی تھی۔

احمد خاں نے آپ کے پوتے شاہ نور اللہ کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اس نے شاہ نور اللہ کی شادی اپنی لڑکی سے کر دی۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے مریدوں میں آپس میں جھگڑا ہوا مریدوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ہر جماعت اپنے طور پر آپ کو دفن کرنا چاہتی تھی۔ اختلاف کا کوئی حل تلاش نہ ہو سکا۔ کشت و خون ہونے

والا تھا کہ آپ اُٹھ بیٹھے اور اپنے مریدوں سے اور معتقدوں سے فرمایا کہ لڑائی جھگڑے کی کیا بات ہے۔ اگر لڑائی جنازہ اُٹھانے کے طریقے کے متعلق ہے تو ہم یہاں نہیں مرتے۔ آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں انتقال فرمایا۔

باب ۲۷

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی

حضرت شیخ احمد عبدالحق مستغرق بحر توحید ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلۂ پدری چند واسطوں سے امیرالمومنین حضرت عمر ابن الخطاب پر منتہی ہوتا ہے۔ [1]

آپ کے دادا شیخ داؤد بلخ میں رہتے تھے۔ جب ہلاکو خاں نے ملک کو برباد کیا اور انتشار اور ابتری رونما ہوئی تو انہوں نے بلخ سے سکونت ترک کر کے مع چند خاندانی افراد کے سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں ہندوستان کا رخ کیا۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے صوبہ اودھ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ وہ ردولی میں رہنے لگے۔ وہ حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے مرید تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام عمرؒ ہے۔

بھائی: آپ کے بڑے بھائی شیخ تقی الدین عالم تھے اور دہلی میں رہتے تھے۔

ولادت: آپ ردولی میں پیدا ہوئے۔ [2]

---

[1] معراج الولایت، [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۳۸۴

نام: آپ کا نام احمد ہے۔

خطاب: آپ "عبدالحق" کے خطاب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ بیٹھتے اُٹھتے وقت، کھاتے پیتے وقت، بات چیت کرتے وقت آپ کلمات حق حق حق تین بار باآواز بلند کہتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے پیرومرشد نے بحکم رَب آپ کو "عبدالحق" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ؎۱

بچپن: سات سال کی عمر میں آپ تہجد کی نماز پابندی سے پڑھنے لگے۔ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ بھی اُٹھتے اور چھُپ کر نماز تہجد ادا کرتے۔ جب آپ کی والدہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ کو منع کیا۔ آپ کو ناگوار ہوا۔ اپنے دل میں کہا کہ: ؎۲

"یہ ماں راہزن ہے جو مجھ کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے۔"

دہلی میں آمد: وطن سے رخصت ہو کر دہلی کی راہ لی۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔ دہلی پہنچ کر اپنے بڑے بھائی شیخ تقی الدین کے پاس رہنے لگے اور ان سے علم ظاہری پڑھنے لگے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے گھر پر ہوئی دہلی میں اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری حاصل کیا۔ لیکن آپ کا رجحان اس طرف نہیں تھا۔ آپ کے بڑے بھائی آپ کو ایک مشہور عالم کے پاس لے گئے۔ اور ان سے آپ کی شکایت کی۔ اس عالم سے آپ کے بڑے بھائی نے استدعا کی کہ وہ ہی کچھ آپ کو پڑھائیں اس عالم نے آپ کو میزان الصرف پڑھانا شروع کی۔ جب آپ ضرب ضرباً کے مقام پر آئے اور اس کے معنی آپ کے استاد نے بتلائے تو آپ نے اپنے استاد سے کہا:

؎۱ سیر الاقطاب (فارسی) صـ۲۱۸، ؎۲ اخبار الاخیار (فارسی) صـ۳۸۴

"در راہِ حق میں زدن اور زدہ شدن کا کیا کام"

آپ کی اس علم سے تسکین نہیں ہوئی۔ آپ ایسا علم حاصل کرنا چاہتے تھے جس سے معرفت حق تعالیٰ حاصل ہو۔

آپ کے بڑے بھائی آپ کا یہ حال دیکھ کر پریشان ہوئے۔ انہوں نے سوچا کہ اگر آپ کی شادی کر دی جائے گی تو آپ میں تبدیلی پیدا ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی شادی کی کوشش کی۔ آپ نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ شادی کے لائق نہیں ہیں۔ [1]

تلاشِ حق: دہلی سے آپ تلاشِ حق میں نکلے۔ شیخ نور قطب عالم کی خدمت میں پہنچ کر ہری گھاس یہ کہہ کر پیش کی کہ "بابا صفاست"۔ شیخ نور قطب عالم مسکرائے اور فرمایا کہ "بابا عزت ست" ان سے رخصت ہو کر بہار آئے اور وہاں شیخ علاؤ الدین اور ایک بزرگ سے ملے، جن کو "نیم لنگوٹی" کہتے تھے۔ نیم لنگوٹی کی صحبت سے آپ کو قدرے تسکین ہوئی۔ ذوق شوق میں اضافہ ہوا۔ طلب اور جستجو میں زیادتی ہوئی۔

ان سے رخصت ہو کر اودھ تشریف لائے اور شیخ فتح اللہ اودھی سے ملے۔ اُن سے بھی آپ کی تسکین نہ ہوئی۔

ناامید ہو کر اپنے دل میں کہا۔ [2]

"احمد! زندوں سے تو مقصود کی خبر نہ ملی، اب مُردوں کی صحبت میں چلو"، "شاید کچھ بوئے مقصود آتے"

یہ خیال کر کے آپ نے اس شہر کے قبرستانوں اور آس پاس کے جنگلوں میں "یا ھادی" "یا ھادی" کہتے ہوئے گھومنا شروع کیا۔ اس طرح چند سال گھومتے رہے لیکن درِ مقصود ہاتھ نہ آیا۔

---

[1] ۔ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۳۸۵ [2] ، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۳۸۵ ،

اس طرح سے بھی جب مقصد براری نہیں ہوئی تو آپ نے اپنے دل میں کہا:

"اے احمد! اب مرجاؤ اور زندہ درگور ہو جاؤ۔"

چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک قبر کھودی اور اس میں چھ مہینے "یادِ حق" میں مشغول رہے۔

بشارت: ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی جب آپ کو تسکین نہ ہوئی تو ایک روز آپ کو عالمِ غیب سے بشارت ہوئی کہ جلد پانی پت جا کر حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی سعادت خدمت حاصل کرو۔[1]

پانی پت میں آمد: اس بشارت سے آپ بہت خوش ہوئے اور پانی پت خنداں و فرحاں روانہ ہوئے۔

حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کو بذریعہ کشف آپ کا آنا معلوم ہوا۔ انہوں نے آپ کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے چند گھوڑے کسوا کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کرا دیئے اور خانقاہ کے اندر دستر خوان بچھوا کر اس پر مختلف قسم کے کھانے چنوا دیئے۔

آپ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے کھڑے دیکھے جب خانقاہ کے اندر گئے تو دستر خوان بچھا ہوا پایا، اور پرتکلف کھانے چنے ہوئے پائے۔ آپ نے دل میں کہا جو شخص ایسی شاہانہ زندگی گزارتا ہو اس کو محبت و معرفت الٰہی سے کیا کام۔

خانقاہ سے باہر آکر اپنی راہ لی۔ دن بھر چلتے رہے۔ شام کو ایک مقام پر پہنچ کر نام دریافت کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ پانی پت ہے تو آپ کو حیرت ہوئی۔ رات شہر سے باہر گزاری۔ دوسرے دن صبح پھر روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر راستہ بھول گئے۔ ایک خشک درخت

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۲۱۶

پر ایک شخص کو ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا۔ اس سے راستہ دریافت کیا۔ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ شیخ جلال الدین کے دروازے کے سامنے سے راستہ گیا ہے اور اگر ان کو یقین نہ آئے تو دو شخص جو آتے ہیں، اُن سے پوچھ لیں، کچھ دور چل کر آپ دو آدمیوں سے ملے۔ اُن سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے بھی وہی بتایا۔

یہ سن کر آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم یہی کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا کے پاس جایا جائے اور ان سے بیعت کی جائے پس آپ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا کی خانقاہ پہنچے۔

خطرہ : راستے میں آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا اچھا ہو اگر حضرت جلال الدین کبیر الاولیا۔ بیعت کرتے وقت اپنی ٹوپی اپنے پیر و مرشد حضرت شمس الدین ترک کے مزار سے مس کر ان کے سر پر رکھیں اور نان اور حلوا مرحمت فرمائیں۔ [1]

بیعت و خلافت : آپ خانقاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا۔ اپنے پیر و مرشد کے مزار پر گئے ہوئے ہیں۔ آپ بھی وہیں پہنچے۔ قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا۔ نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اور اپنے پیر و مرشد کے مزار سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔ اتنے میں ایک شخص نان اور حلوا لایا۔ حضرت کبیر الاولیا۔ نے آپ کو عنایت فرمایا اور کہا "یہ آرزو تمہاری ہے" بعد ازاں حضرت کبیر الاولیا۔ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت فرمایا۔

کچھ عرصے بعد حضرت کبیر الاولیا۔ نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

واپسی : آپ ردولی تشریف لاکر یادِ حق میں مشغول ہو گئے۔

شادی اور اولاد : آپ نے شادی کی۔ تین لڑکے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے شیخ عزیز اور دوسرے

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی)، ص ۲۱۷،

صاحبزادے پیدا ہونے کے چند روز بعد فوت ہوئے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے شیخ عارف صاحبِ سلسلہ ہوئے۔

وفات شریف: آپ ۱۵ جمادی الثانی، ۸۳۷ھ کو رحمتِ حق میں پیوست ہوئے۔ [1]

سلسلۂ احمدیہ چشتیہ: آپ کے صاحبزادے شیخ عارف آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور اُن کے والد حضرت شیخ احمد عبدالحق کا سلسلہ چلا جس کو "سلسلۂ احمدیہ چشتیہ" کہتے ہیں۔

سیرتِ مبارک: آپ صاحب عظمت، صاحب کرامت، صاحبِ نعمت اور صاحب ترک و تجرید تھے۔

ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں یکتا تھے جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہوتا۔ استغراق کا عالم یہ تھا کہ جب آپ کے کان میں حق حق حق کہا جاتا تو ہوش میں آتے۔ آپ جامع مسجد میں اوّل وقت جاتے اور جھاڑو دیتے۔ قریب پچاس سال جامع مسجد گئے۔ لیکن راستہ نہیں جانتے تھے آپ کے مریدوں میں سے کوئی حق حق حق کہتا اور آپ اسی طرف جاتے آپ نے دنیا کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات عارفانہ ہیں۔

ذات پاک: آپ فرماتے ہیں: حق کی ذات پاک بے نام و نشان ہے۔ لیکن اگر اس ذات پاک کے اسماء میں سے کوئی اسم ذات پاک پر اطلاق کریں تو وہ حق کے اسم سے بہتر اور بزرگ تر نہ ہوگا۔ لیکن اسم حق کے معنی جملہ کائنات کے سزاوار اور ثابت بذات ہیں، پس ذات پاک پر اسم حق کا اطلاق بر منہائے کمال ہے۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۳۸۷

صحبت سرورِ عالمؐ : آپ فرماتے ہیں کہ: "نظامی ناقص شاعر تھے، جو یہ شعر کہا:

صحبت نیکاں زجہاں دور گشت خوانِ عسل خانہ زنبور گشت

"کیوں کہ حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت جیسی کہ صحابہ کرامؓ کو حاصل تھی ویسی ہی اربابِ حال اور محبان ذو الجلال کو اب بھی حاصل ہے"

اقوال : منصور بچہ تھا۔ ضبط کی طاقت نہ رکھتا تھا اور اسرار کو فاش کر دیا۔ بعض ایسے مرد خدا ہیں کہ سمندر پی جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

چتر بادشاہ ہے، ہمارے لڑکوں کے سر پر سوار ہے۔

کشف و کرامات : آپ نے ایک دیگ پکائی اور اس دیگ کو راستے میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ اس میں سے کھانا لے اور کھائے۔ تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں سے کھانا لیتے رہے اور کھاتے رہے۔ کھانا کم نہیں ہوا، تین دن کے بعد آپ نے اس دیگ کو اٹھالیا۔

آپ کے وصال کے بعد بھی کرامتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کام کے واسطے آپ کے نام کا توشہ پیش کرے، وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو،

آپ کے نام مبارک کی تسبیح کو بھی حصول مقصد کے لئے مجرب بتایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص باوضو روزانہ ایک نشست میں تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے

"اغثنی وامددنی یا شیخ احمد عبد الحق"

تو اس کی مراد بر آئے۔ [1]

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) صد ۲۲۲

باب ۲۸

حضرت شاہ بدیع الدین مدار

حضرت شاہ بدیع الدین مدار ولی زماں اور قدوۃ کاملاں تھے۔

خاندانی حالات : آپ ہاشمی ہیں اور سادات بنی فاطمہ سے ہیں[1]

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام سید علی ہے۔

والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ ثانی کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت امام حسن تک پہنچتا ہے۔ اُن کے والد کا نام عبداللہ تھا۔

ولادت باسعادت : آپ حلب میں یکم شوال ۲۴۲ھ کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔[2]

نام نامی : آپ کا نام بدیع الدین ہے۔

لقب : آپ "قطب مدار" کے لقب سے مشہور رہیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی بسم اللہ کے بعد آپ کو مولانا حذیفہ شامی کے سپرد کیا۔ آپ کی تعلیم مولانا حذیفہ شامی کی

---

[1] سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص۔ تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء عرب و الاسلام۔ مدارِ اعظم ص ۲۸

[2] مدارِ اعظم۔ ص ۲۹، ۳۴۔

نگرانی میں شروع ہوئی آپ نے بہت جلد قرآن شریف ختم کیا. بارہ سال کی عمر میں آپ نے مختلف علوم میں اچھی خاصی استعداد حاصل کی - اس کے بعد آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ میں کمال حاصل کیا - اور محدث مشہور ہوئے - چودہ سال کی عمر میں آپ کا شمار علماء میں ہونے لگا - آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم سیمیا، علم کیمیا، اور علم ریمیا میں بھی دستگاہ حاصل کی -

بیعت و خلافت: بعد تحصیل علوم ظاہری جذبۂ الٰہی نے آپ کو علم باطن کے حصول کی طرف متوجہ کیا - آپ حضرت طیفور شامی سے بیعت ہوئے -[1] اور بعد میں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے - آپ کے پیرو دستگیر نے آپ کو حبس دم کی تعلیم فرمائی - آپ حکم بجا لائے اور اس قدر حبس دم کیا کہ کھانے پینے کی خواہش جاتی رہی -

زیارت حرمین شریف: مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے حج کا فریضہ ادا کیا - کچھ دن وہاں قیام کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے - دربار رسالت میں باطنی نعمتوں سے مستفید و مستفیض ہوئے - نسبت محمدی سے آپ کا لقب روشن ہوا -

فرمان: ایک دن آپ دربار رسالت میں حاضر تھے - مراقب ہوئے حضوری ہوئی - سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا:[2]

"بدیع الدین! تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جا کر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کرو -"

ہندوستان میں آمد: آپ پہلی بار جب ہندوستان تشریف لائے تو گجرات میں کچھ عرصہ قیام فرمایا گجرات سے روانہ ہو کر اور شہروں کو زینت بخشی -

روانگی: کچھ دن ہندوستان میں رہ کر اور مختلف شہروں میں گھوم کر آپ مکہ معظمہ چلے گئے - حج کیا اور پھر مدینہ منورہ حاضر

---

[1] مدار اعظم ص ۲۹، ۳۴

[2] مدار اعظم، ص ۲۳، ۲۴

ہوئے۔ لبعدازاں کاظمین، بغداد، نجف اشرف ہوتے ہوئے پھر ہندوستان تشریف لائے اور لبغداد میں حضرت غوث الاعظم سے ملاقات کی۔[1]

اس مرتبہ جو ہندوستان تشریف لاتے تو دیگر مقامات کی سیر کی پھر اجمیر پہنچے۔ اجمیر میں کو کلا پہاڑی پر آپ نے قیام فرمایا۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح سے آپ کی ملاقات ہوئی۔[1] اجمیر سے روانہ ہو کر دیگر مقامات کو شرف بخشا۔

حج: حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پھر دامن گیر ہوا۔ آپ حرمین شریفین کی زیارت اور حج سے فارغ ہو کر نجف اشرف گئے۔ وہاں سے اپنے وطن حلب آئے۔ حلب سے چنار گئے۔ وہاں کچھ دن قیام فرمانے کے بعد آپ اپنے عزیز سید عبداللہ کے تینوں لڑکوں سید ابو محمد ارغون، سید ابو تراب فنصور اور سید ابوالحسن طیغور کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عرصے تک انوار محمدی سے منور و روشن ہوتے رہے اور مستفید ہوتے رہے۔

ارشادِ عالی: ایک روز دربار رسالت سے آپ کو حکم ملا کہ:[2] "بدیع الدین! ہم نے تمہارے قیام کے لئے ہندوستان کو تجویز کیا ہے۔ وہیں تم جاؤ اور رہو سہو اور دین محمدی کو پھیلاؤ اور اس کی کوشش میں دقیقہ نہ اٹھا رکھو"

ہندوستان میں سکونت کے متعلق آپ کو دربار رسالت سے یہ حکم ملا کہ قنوج کے میدان میں جنوب کی طرف جو تالاب ہے اس کی لہروں سے یاعزیز کی آواز آتی ہے، وہ زمین ان کے رہنے کے لئے مناسب ہے، ان کا مسکن، اور ان کا مدفن وہیں ہوگا"

ہندوستان میں: حکم پا کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ ممالک عرب، عجم، خراسان کی سیر و سیاحت فرماتے

---

[1] ثمرۃ القدس، تحفۃ المعاریہ، ذالفقار بدیع صہ ۸۳

[2] مداریا عظم، صہ ۵۶   [3] مدار اعظم صہ ۵۹، ۸۷

ہوئے، اجمیر آئے، اور اجمیر سے کالپی چلے گئے۔ کالپی سے جونپور ہوتے ہوئے مکن پور پہنچے۔ وہاں کنتور گئے، پھر گھاٹم پور ہوتے ہوئے۔ سورت میں رونق افروز ہوئے۔

آخری حج: آپ زیارت حرمین شریف کے مقصد سے روانہ ہوئے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور دربار نبوی کی عنایت سے سرفراز ہوئے۔

مکن پور میں مستقل قیام: ہندوستان واپس تشریف لائے اور مکن پور میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ: [1]

وصیت: "سید محمد ارغون۔ سید ابو تراب فنصور۔ سید ابوالحسن طیفور کو میں نے اپنا جانشین کیا۔ . . . ان تینوں کی بجائے میرے تصور کرنا اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا"

دوسری وصیت آپ نے یہ فرمائی کہ:

"میرے جنازے کی نماز مولانا حسام الدین سلامتی پڑھائیں گے"

وصال: آپ نے ۱۷، جمادی الاول ۸۳۸ھ کو وصال فرمایا۔ مزار پرانوار مکن پور میں واقع ہے۔[2] "ساکن بہشت" مادہ تاریخ وفات ہے۔

خلفاء: تین حضرات کو آپ کی خلافت و جانشینی کا شرف حاصل ہوا۔ ان تین حضرات کو "کنفس واحدہ" مانا جاتا ہے اور ایک ہی لقب سے تینوں پکارے جاتے ہیں۔ ان تین حضرات کے نام حسب ذیل ہیں: [3]

حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغوں۔ حضرت سید ابو تراب فنصور۔ حضرت سید ابوالحسن طیفور۔

آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں: [4]

---

[1]، [2]، [3]، [4] مدارِ اعظم ص ۸۷، ۱۲۰، ص ۱۲۳، ۱۳۱

حضرت قاضی محمود۔ حضرت سید اجمل جونپوری۔ حضرت قاضی مطہر ان کے علاوہ حسب ذیل حضرات کو آپ کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [۵۱] سید پولاد۔ شمس ثانی چوبدار۔ حضرت قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش سید صدر الدین۔ شیخ حسین بلخی۔ سید صدر جہاں۔ شیخ آدم صوفی ——

سلطان شہباز، سلطان حسن عربی، میاں سیف اللہ، شیخ فخرالدین، عادل شاہ۔

سیرت پاک: آپ کو مقام صمدیت حاصل تھا۔ آپ حبس دم بہت فرماتے تھے۔ آپ کی عمر بہت ہوئی۔ آپ کھانے پینے کی خواہش سے مدتوں بے نیاز رہتے تھے۔ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض یافتہ تھے۔ آپ اویسی تھے۔ [۵۲]

مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار: یہ مثال کہ "مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار" زبان زد خاص وعام ہے۔ جب کوئی شخص کسی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اور اس پر کوئی نئی مصیبت یا تکلیف وارد ہوتی ہے یا اس پر کوئی ظلم کیا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ "مرتے کو ماریں زندہ شاہ مدار"۔ اس کے معنی، مضمرات اور متعلقات سے بہت ہی کم لوگ واقف ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ شاہ مدارؒ کو یہ قدرت حاصل تھی کہ جو صوفی مرتبۂ فنا میں ہوتے تھے آپ ان کو اس مقام سے نکال کر مرتبہ فناء الفنا میں پہنچا دیتے ہیں۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات معرفت خزینہ ہیں۔

خدا طلبی: آپ نے حضرت شاہ فضل اللہ بدخشانی سے فرمایا کہ: [۵۳]

"اے عزیز! تم نے اس کوچے میں قدم رکھا ہے جو ایک دریائے ناپیدا کنار ہے۔ جس میں بلا اندر بلا ہے جو لوگ ہوشیار ہوتے ہیں۔ وہ جرأت وہمت کو اپنا شعار کر کے پار ہو جاتے ہیں اور حیات ابدی

---

[۵۱] تحفۃ الابرار، تحفۃ المداریہ، ذوالفقار بدیع ص ۵۵

[۵۲] لطائف اشرفی، ص ۳۵۳، مدار اعظم، ص ۹۳

حاصل کرتے ہیں۔ اس میں راحت و آرام کو خیر باد کہنا ہوتا ہے اور جیتے جی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں :[1]

معرفت خداوندی : "۔۔۔اول اپنے آپ کو پہچانو خدا کو پہچان لوگے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ تم کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو، کہاں جانا ہے۔ اس عالم میں کس لئے آئے تھے۔ اور خداوند تعالیٰ نے تم کو کس لئے پیدا کیا ہے اور نیک بختی اور بدبختی کیا ہے۔ اول تم کو ان چیزوں سے آگاہ ہونا چاہئے۔ اور تمہاری صفات بعض حیوانی ہیں، بعض شیطانی، بعض ملکی۔

"تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہاری اصل صفات کون ہیں۔ یاد رکھو کھانا، پینا، سونا، فربہ ہونا، غصہ کرنا یہ حیوانی صفات ہیں — مکر و فریب کرنا، فتنہ برپا کرنا۔ یہ شیطانی صفات ہیں۔ اگر ان صفات کے تم تابع ہو گے تو حق تعالیٰ کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر صفات ملکوتی تم حاصل کر لو گے تو کیا عجب کہ معرفتِ خداوندی سے تمہارا قلب روشن ہو جائے۔ تم کو کوشش کرنی چاہئے کہ صفاتِ حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفات ملکوتی حاصل کرو۔"

"دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم کو دو چیزوں سے بنایا ہے۔"

ایک بدن اور دوسری روح

"روح کی دو قسمیں ہیں۔ حیوانی۔ انسانی۔ روح حیوانی تمام جانوروں کو عنایت ہوتی ہے اور روح انسانی انسان کے ساتھ خاص ہے جب تک روح انسانی سے کام نہ لوگے، انسان نہیں ہو سکتے، اور نہ معرفتِ خداوندی حاصل ہو سکتی ہے۔"

اقوال : • آدمی پر ذات کا پرتو ہے، اور کعبہ پر صفات کا۔
• وحدت نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔

---

[1] مدارِ اعظم صد ۹۷

قلندر وہ ہوتا ہے جو صفاتِ الٰہی کے ساتھ متصف ہو بفحوائے حدیث پاک:

وا تصفوا بصفات اللہ یا تخلقوا باخلاق اللہ او کما قال۔

یعنی خدا کی عادات اور صفات کے ساتھ تم کو اپنی عادت کرنی چاہئے۔

- دل کی حفاظت کرو۔
- سالک وہ ہوتا ہے کہ چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے۔

کشف و کرامات: بی بی نفیسہ کے کوئی لڑکا نہیں تھا جب بغداد تشریف لے گئے بی بی نفیسہ آپ سے دعا کی طالب ہوئیں۔ آپ کی دعا سے دو لڑکے ہوئے۔ [1]

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ دریا کے کنارہ رونق افروز تھے۔ ایک سوداگر اپنا مال کشتی میں رکھ کر روانہ ہوا۔ کچھ دور جا کر وہ کشتی دریا میں ڈوب گئی ایک شخص نے جو وہاں موجود تھا۔ اس حادثے کی خبر آپ کو دی۔ آپ نے ایک مٹھی خاک اس کو دی اور دریا میں ڈالنے کی تاکید فرمائی۔ اس نے وہ مٹھی خاک دریا میں ڈالی۔ کشتی برآمد ہو گئی۔ [2]

---

[1] ذو الفقار بدیع صفحہ ۴۳، ۵۴، [2] مدار اعظم صفحہ ۹۰، ۹۱

باب ۲۹

حضرت شیخ سارنگ

حضرت شیخ سارنگ کاشفِ اسرارِ نہانی ہیں۔

خاندانی حالات: آپ سلطان فیروز شاہ کے امرائے نامدار میں سے تھے۔[۱] بعدہٗ آپ کی شاہی خاندان سے رشتہ داری اس طرح سے ہوئی کہ محمود بن سلطان فیروز شاہ نے آپ کی بہن سے شادی کی۔ اس رشتہ سے آپ کے اعزاز میں اور اضافہ ہوا۔ آپ امرائے شاہی کی طرح زندگی گزارتے تھے۔

کایاپلٹ: آپ کا حضرت شیخ راجو قتال کی خدمت میں آنا جانا تھا ایک دن حضرت شیخ راجو قتال نے آپ سے فرمایا:

"سارنگ! اگر تم پانچوں وقت نماز پابندی سے پڑھنے کا وعدہ کرو تو میں تم کو شیخ جلال کے تبرک سے مالا مال کروں۔"

آپ نے وعدہ کیا اور پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنا شروع کی۔ حسب وعدہ حضرت شیخ راجو نے حضرت شیخ جلال کا تبرک آپ کو عطا فرمایا۔ کچھ دنوں بعد حضرت شیخ راجو قتال نے آپ سے فرمایا کہ:

---

[۱] انوار العارفین (فارسی) ص۴۵۷، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص۳۲۷

"سارنگ! تم پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھتے ہو یہ خوشی کی بات ہے۔ اگر تم چاشت اور اشراق کی نماز بھی پڑھنا شروع کردو تو کیا اچھا ہو۔ اگر تم نے ایسا کرنا شروع کیا تو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور تم ایک برتن میں کھانا کھاویں گے۔"

آپ نے یہ بات بھی بخوشی قبول کی۔ حضرت شیخ راجو قتال کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتا تھا کہ آپ کے قلب سے ظلمت و تاریکی دور ہوئی باطن روشن ہوا۔ دنیا سے نفرت پیدا ہوئی۔ معبودِ حقیقی کی تلاش شروع کی۔

بیعت و خلافت: آپ نے سلوک کی راہ میں قدم رکھا۔ حضرت شیخ قوام الدین جو حضرت مخدوم جہانیاں کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ اپنے زمانے کے مشہور بزرگ تھے۔[1] آپ اُن سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقۂ خلافت پایا۔ آپ حضرت شیخ یوسف ایرجی کے روحانی فیوض و برکات سے بھی مستفید و مستفیض ہوتے۔[2]

زیارت حرمین شریف: آپ اپنے تمام مال و جائداد سے دست کش ہوکر پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ زیارت حرمین شریف سے مشرف ہوکر واپس تشریف لائے اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوگئے۔

عطیہ: حضرت شیخ راجو قتال نے خرقہ اور دیگر تبرکات جو اُن کو ان کے پیران طریقت سے ملے تھے۔ بغیر آپ کے مانگے آپ کے پاس بھیج دئے۔ آپ نے لینے سے انکار کیا۔ وہ خرقہ اور تبرکات واپس کردتے۔ حضرت راجو قتال نے دوبارہ بھیجے۔ اس مرتبہ آپ کے پاس سہروردیہ سلسلہ کے ایک بزرگ جن کا نام حسام الدین ہے تشریف رکھتے تھے ان بزرگ نے آپ پر زور ڈالا کہ آپ وہ تبرکات قبول کرلیں۔ ان بزرگ کے اثر، اور ترغیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے حضرت راجو قتال

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۲۲۶، انوار العارفین (فارسی) صہ ۴۵۷

[2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ۳۳۶ صہ

کے بھیجے ہوئے تبرکات قبول کئے۔

وفات : آپ نے ۸۴۷ھ میں وفات پائی۔[1] مزار لکھنؤ سے کچھ فاصلہ پر ہے۔

خلیفہ : حضرت شاہ مینا آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت : آپ شغلِ باطن اور ذکر خفی میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ ترک و تجرید، عبادات و مجاہدات، توکل و قناعت، تحمل اور بردباری میں اپنی مثال آپ تھے۔

تاریخی یادگار : مشہور شہر "سارنگ پور" آپ نے اپنے نام پر آباد کیا تھا۔[2]

---

[1] تذکرۃ العابدین ص۲۶۲، [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص۲۲۷ انوار العارفین (فارسی) ص۲۵۷

باب ۳۰

حضرت قاضی شہاب الدینؒ دولت آبادی

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی باکمال درویش تھے۔

تعلیم: آپ کو عربی اور فارسی میں دستگاہ حاصل تھی، حدیث فقہ، صرف ونحو، تفسیر میں ماہر تھے۔ آپ قاضی عبدالمقتدر کے شاگرد تھے۔

بیعت وخلافت: آپ حضرت مولانا محمد خواجگی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی سے بھی فیوض وبرکات حاصل کئے تھے۔

وفات: آپ نے ۸۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔[1] مزار جونپور میں ہے۔

سیرت: آپ کو اپنے زمانے میں بہت شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں:

حواشی کافیہ، ارشاد، قسرین۔ بدیع البیان۔ بحر مواج، مناقب السادات

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۳۷۲

آپ نے اصول بزودی پر بحث امر تک شرح قلم بند کی ہے۔ تقسیم علوم میں ایک رسالہ ہے۔ فارسی میں ایک رسالہ صنائع میں آپ کی کاوش قلم کا نتیجہ ہے۔

آپ شعر بھی کہتے تھے۔ حسب ذیل قطعہ آپ کا مشہور ہے۔

قطعہ

ایں نفس خاکسار کہ آتش سزائے اوست
بر باد گشت لائق بے آب کردن است
یک کس چناں فرست کہ پا بر سرم نہد
ریزد ہمہ معنی و تکبر کہ در من است

باب ۳۱

حضرت شیخ احمد کھٹوؒ

حضرت شیخ احمد کھٹو سرآمد اولیائے روزگار تھے

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد دہلی میں رہتے تھے۔

نام: آپ کا نام شیخ احمد ہے۔

تعلیم آپ نے دہلی میں تعلیم پائی۔

بچپن کا ایک واقعہ: ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دہلی میں کھیل رہے تھے۔ آندھی کا ایک طوفان آیا۔ اس طوفان نے آپ کو گھیر لیا اور وطن سے دور کسی جگہ پھینک دیا۔ بہت دنوں تک آپ اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ کھٹو میں ایک درویش بابا اسحاق مغربی رہتے تھے۔ ان درویش سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ان درویش نے آپ کو اپنے پاس رکھا۔ آپ نے انہیں کے سائے میں تربیت پائی

بیعت و خلافت: آپ حضرت بابا اسحاق مغربی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ بابا اسحاق مغربی کا سلسلہ حضرت شیخ ابومدین مغربی تک پہنچتا ہے۔

ریاضات و عبادات: آپ کا جب دہلی میں قیام تھا تو آپ مسجد خان جہاں میں عبادت میں

مشغول رہتے۔ آپ مجاہدات، ریاضات اور عبادات میں مشغول رہتے۔ روزے رکھتے اور کھل کے ٹکڑے سے افطار کرتے۔ اپنے پیرومرشد کی وفات کے بعد آپ نے ایک چلّہ کھینچا اور ایک کھجور روز کھاتے تھے اس طرح آپ نے چالیس روز تک چالیس کھجوریں کھائیں۔

زیارت حرمین شریف: آپ نے حرمین شریف کی زیارت سے مشرف ہونا چاہا۔ آپ کی خواہش پوری ہوئی حرمین شریف کی زیارت سے فارغ ہو کر آپ نے درویشوں کی صحبت سے استفادہ حاصل کیا اور ان کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سلاطین سے تعلّقات: سلطان فیروز آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ ظفر خاں جو بعد میں سلطان مظفّر کے لقب سے مشہور ہوا، اور گجرات کا بادشاہ ہوا۔ وہ بھی آپ کا معتقد تھا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

گجرات میں آمد: سلطان مظفّر کی استدعا پر آپ دہلی سے گجرات تشریف لائے اور سرکھیج میں بود و باش اختیار فرمائی۔

وفات: آپ کا مزار سرکھیج میں ہے۔

مرید: محمود بن سعید ایرجی آپ کے ممتاز مریدوں میں سے ہیں۔

سیرت: آپ کا شمار مشائخ کبار میں سے ہے۔ آپ عابد، زاہد متقی و پرہیزگار تھے، عبادات، ریاضات و مجاہدات میں زیادہ وقت گزار دیتے تھے جو کچھ آتا وہ سب خرچ کر دیتے تھے۔

آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ اپنے آپ کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ سمرقند کا ایک واقعہ ہے کہ آپ ایک مسجد میں گئے۔ وہاں ایک عالم درس دے رہا تھا۔ بہت سے طالب علم درس میں موجود تھے۔ آپ نہایت خاموشی سے ایک طرف جا کر بیٹھ گئے۔ آپ کا لباس نہایت معمولی تھا۔

ایک طالب علم نے جو حسامی پڑھ رہا تھا۔ غلط اعراب پڑھے۔ آپ نے اس طالب علم کو ٹوکا۔ وہ عالم یہ سن کر آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ سے بہت عزت سے پیش آیا۔ آپ کا امتحان لینے کی غرض سے اس عالم نے آپ سے علم اصولی کے متعلق چند سوالات کئے۔ آپ نے ہر سوال کا جواب دیا۔ اس عالم کو سخت تعجب ہوا کہ اتنا علم ہوتے ہوئے پھر بھی لباس معمولی پہن رکھا ہے۔ اس سے رہا نہ گیا۔ آخر اس نے آپ سے دریافت کیا۔ [۱]

"تم نے باوجود اتنے علم کے ایسے حقیر سے کپڑے اور ٹوپی پہن رکھی ہے۔"

آپ نے جواب دیا:

"ایک تو علم، دوسرے اگر اچھے کپڑے پہنوں تو نفس بدخوئی کرے اس درویش نے خاص کر خود کو اس لباس میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔"

فرمان: درویشوں کی مجلس میں آنا تو آسان ہے مگر سلامتی سے باہر جانا دشوار ہے۔ [۲]

کرامات: تیمور کے حملے کے وقت آپ دہلی میں تھے۔ حملے سے پندرہ روز قبل آپ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا۔

اور آپ کے بعض مرید آپ کے حکم سے جونپور چلے گئے۔

آپ خود دہلی میں رہے۔ تیمور کے لشکر نے آپ کو گرفتار کیا۔ جب تیمور کو آپ کی بزرگی و عظمت کا علم ہوا، اس نے آپ کو رہا کیا اور آپ سے معذرت کا خواہاں ہوا۔ جب لشکر نے آپ کو گرفتار کیا۔ آپ کے ساتھ قید و بند میں سب چالیس آدمی تھے۔ جب تک آپ قید میں رہے غیب سے چالیس روٹیاں آتی رہیں اور آپ کو اور آپ کے معتقدین کو اس طرح کھانے کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

---

[۱] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۳۲۲، [۲] تحفۃ المجالس

باب ۳۲

حضرتِ قطبِ عالم

حضرت قطب عالم عالم میں مشہور ہوئے۔

خاندانی حالات : آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت سیّد جلال الدین بخاریؒ کے پوتے ہیں۔

نام : آپ کا نام سیّد برہان الدین ہے

لقب : آپ کا لقب " قطب عالم " ہے۔ اسی لقب سے آپ مشہور ہوئے۔

گجرات میں آمد : آپ وطن سے ہجرت کر کے گجرات تشریف لے گئے اور گجرات ہی کو اپنی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔

وفات : آپ نے ۸، ذی الحجہ، ۸۵۷ھ کو انتقال فرمایا۔[۱] مزارِ مبارک بتوہ میں ہے جو احمد آباد کے قریب ہے۔

---

۱ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صہ ۳۲۴

سیرت: ترک و تجرید میں یگانۂ روزگار تھے ـــــ عشقِ الٰہی میں سرشار تھے۔

کرامات: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ پانی میں تشریف لے گئے۔ آپ کے پیر میں کوئی چیز لگی۔ چوٹ کا لگنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ کس چیز سے چوٹ لگی "کیا یہ پتھر ہے یا لوہا ہے یا لکڑی"

چنانچہ اس پتھر میں تینوں چیزیں پیدا ہو گئیں۔ پتھر کی صفت بھی اس میں ہے، لوہا بھی ہے اور لکڑی بھی۔

باب ۳۳

حضرت قاضی سیّد عبدُالملِک

المعروف

بہ شاہ اجمل

حضرت قاضی سید عبدالملک المعروف بہ شاہ اجمل کئی سلسلوں سے وابستہ تھے۔ آپ سلسلہ چشتیہ جہانیہ وقادریہ وسہروردیہ میں حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت قاضی شیخ قوام الدین دہلوی سے بھی خرقۂ خلافت پایا۔ حضرت قاضی شیخ قوام الدین دہلوی کو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

وفات: آپ نے ۲۵، رمضان ۸۶۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار بہرائچ میں مولوی شاہ نعیم اللہ کے مزار کے قریب واقع ہے۔

باب ۳۴

حضرت شاہ مینا

حضرت شاہ مینا واقف رموز ربانی ہیں۔

والد ماجد: آپ شیخ قطب الدین کے صاحبزادے ہیں۔
نام: آپ کا نام شیخ محمد ہے۔[1] آپ شیخ قوام الدین کی دعا سے پیدا ہوئے
لقب: آپ کو شاہ اور شیخ مینا کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔
لقب کی وجہ تسمیہ: "مینا" ایسا ہی لفظ ہے۔ جیسے "میاں" کسی کو عزت اور پیار سے پکارتے ہیں تو "میاں" کہہ کر پکارتے ہیں۔ شیخ قوام الدین کے لڑکے کا نام شیخ محمد تھا، ان کو عرف عام میں شیخ مینا کہتے تھے۔ وہ دنیاوی جاہ منصب کے حریص ہوئے اور اپنے والد کی مرضی کے خلاف شاہی دربار میں منسلک ہو گئے۔ اعزاز و جاہ و منصب تو اُن کو حاصل ہو گیا لیکن ان کے والد اُن سے خفا ہو گئے۔ تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ ان کے والد نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن ناکامیاب رہے آخر کار انہوں نے خود والد کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ والد سے

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۲۸، انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۴۵۸

معافی مانگنے کے خیال سے وہ وطن روانہ ہوئے کسی نے ان کے آنے کی اطلاع شیخ قوام الدّین کو بھی دی۔ یہ سن کر شیخ قوام الدین بہت خفا ہوئے اور غصہ کی حالت میں فرمایا کہ: "میں نہیں چاہتا کہ وہ نابرخوردار میرے سامنے آئے" ان کا یہ فرمانا تھا کہ ان کے لڑکے شیخ محمد حسن کو شیخ مینا کے لقب سے پکارا جاتا تھا بیمار ہوئے اور راہی ملک وبقا ہوئے۔

اُن کے انتقال کے بعد شیخ قوام الدّین نے اپنے ایک خاص خادم شیخ قطب الدّین سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ:

"میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو، اور اس کا نام محمد مینا ہو اور فرزندوں کی جگہ نعم البدل کا حکم رکھتا ہو"

چنانچہ جب پیدا ہوئے تو آپ کا نام شیخ محمد رکھا گیا، اور آپ شیخ مینا کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

پرورش: آپ نے شیخ قوام الدّین کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔[1]

بیعت وخلافت: آپ حضرت شیخ سارنگ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔[2]

وفات: آپ نے ۸۷۰ھ میں وفات پائی۔ مزار پرانوار لکھنؤ میں واقع ہے

خلیفہ: حضرت شیخ سعد الدّین خیر آبادی آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔ انہوں نے آپ کے حالات ملفوظات جمع کئے ہیں۔

سیرت: آپ لکھنؤ کے صاحب ولایت ہیں۔ آپ ترک وتجرید میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ دنیا اور دنیاوی معاملات سے الگ رہتے تھے۔ آپ عبادت، ریاضت، اور مجاہدہ میں حقیقی خوشی پاتے تھے۔ حسب ذیل رُباعی اکثر پڑھا کرتے تھے:-

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اور ایار باد | ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار باد
ہر کہ اندر راہ ما خار نہد از دشمنی | ہر گلے کز باغ عمرش بشگفت خار باد

آپ رات کو دیوار پر بیٹھ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے تاکہ اگر نیند آئے تو

---

[1] انوار العارفین (فارسی) ص۴۵۹، [2] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص۳۲۸

دیوار پر سے نیچے گر پڑیں۔ آنکھ کھل جائے اور پھر عبادت میں مشغول ہوں۔ اگر زمین پر بیٹھ کر عبادت کرتے تو اپنے چاروں طرف کانٹے رکھ لیتے تھے تاکہ اگر نیند کے غلبہ سے گریں، تو کانٹوں پر گریں اور پھر ہوشیار ہو جائیں۔ جاڑے کے موسم میں اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کر کے خانقاہ کے صحن میں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ [1]

اقوال: اگر صوفی اپنی خواہش کی مطابقت کرتا رہے تو حاشا و کلا وہ صوفی نہیں ہو سکتا۔ راہ دین احمدی کا رہزن ہے۔

وضو کر کے کھایا جانے والا طعام تسبیح کرتا اور رگوں میں نور بن کر دوڑتا ہے

کرامات: آپ مادر زاد ولی تھے۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کو مکتب میں داخل کرایا گیا۔ آپ کے استاد نے آپ سے الف پڑھنے کو کہا، آپ نے کہا "الف" پھر آپ کے استاد نے کہا "کہو، ب" آپ نے انکار کیا جب استاد نے دوبارہ کہا تو آپ نے جواب دیا کہ "الف پڑھ لیا ہے یہی کافی ہے۔ ب کی کوئی ضرورت نہیں۔"

آپ نے الف کے اتنے معنی، حقائق، مضمرات و متعلقات بیان کئے۔ کہ آپ کے استاد اور حاضرین کو سخت تعجب ہوا۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص۳۲۹

باب ۳۵

حضرت شاہ عالم

حضرت شاہ عالم سے عالم کی زینت ہے۔

خاندانی حالات: آپ مخدومِ جہانیاں جہاں گشت کے حضرت سید جلال الدین بخاری کے پرپوتے ہیں۔

والد: آپ کے والد کا نام سید برہان الدین ہے جو قطب عالم کے لقب سے مشہور ہیں۔

نام: آپ کا نام شاہ منجھن ہے۔

لقب: آپ کا لقب شاہ عالم ہے۔

بیعت و خلافت: آپ اپنے والد حضرت قطب عالم کے مُرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ احمد کھٹو سے بھی فیض پایا تھا، اور نعمت سے مالا مال ہوئے تھے۔

وفات: آپ ۸۸۰ھ میں جوارِ رحمت میں داخل ہوئے۔[1] مزار احمد آباد میں ہے۔

سیرت: آپ استغراق میں محو رہتے تھے۔ اکثر قیمتی لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ اپنے کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ مشرب آپ کا ملامتیہ تھا۔ آپ صاحب کرامتِ بزرگ تھے۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۳۲۵

باب ۳۶

حضرت شیخ سعدالدین خیرآبادیؒ

حضرت شیخ سعدالدین ترک وتجرید میں یگانۂ روزگار تھے۔

تعلیم : آپ کو نحو وصرف، فقہ، حدیث اور تفسیر میں دستگاہ حاصل تھی۔ علم ظاہر بہت محنت سے حاصل کیا۔ آپ مولانا اعظم کے شاگرد تھے جن کا مشہور علماء میں شمار تھا۔ آپ نے "عوارف المعارف" ان سے پڑھی۔ حضرت شاہ مینا سے اکثر عرض کیا کرتے تھے کہ :[1]

"حضرت مخدوم کو معلوم ہے کہ اس کتاب کے الفاظ کی تصحیح کے لئے طبع بندہ کافی ہے اور معانی کا سمجھنا خود ان کے احوال شریف کا خاصہ ہے۔ اب ملاؤں سے پڑھنا کس لئے۔"

حضرت شاہ مینا نے فرمایا :

"بابا! دیانت نہیں ہے کہ علم کے باوجود ترک تعلّم کریں اور اپنے علم پر اکتفا کریں۔"

بیعت و خلافت : آپ حضرت شاہ مینا کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

وفات : آپ نے ۸۸۲ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار خیرآباد میں ہے۔

---

[1] اخبارالاخیار (اردو ترجمہ) صد ۳۹۶

مریدین : آپ کے خاص خاص مریدین حسب ذیل ہیں :
شیخ صفی، شیخ مبارک سندیلوی، شیخ اللہ دیا خیرآبادی۔

سیرت : آپ جامع کمالِ شریعت وطریقت تھے اور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں
آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں :

شرح مصباح، کافیہ، حسامی۔ بزدوی

آپ نے رسالہ مکیہ پر ایک شرح لکھی ہے جس کا نام "مجمع السلوک" ہے اس میں اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ مینا کے حالات و ملفوظات بھی قلم بند کئے ہیں۔

باب ۳۷

حضرت شیخ حسام الدّین مانکپوری

حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری مشائخ کبار میں ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کے دادا حضرت مولانا جلال الدین مانکپوری ایک خدارسیدہ بزرگ تھے۔ وہ حضرت شیخ محمد سے بیعت تھے۔ [1] حضرت شیخ محمد کو حضرت نظام الدین اولیاء کا خلیفہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ شب بیدار تھے۔ رات عبادت میں گزارتے تھے۔ ہر روز اکتالیس مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ قرآن شریف لکھ کر گزارہ کرتے تھے۔

والد : آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا خواجہ، زاہد اور متقی تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے یہاں تین روز کا فاقہ تھا۔ ایک شخص نے نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے واپس کر دیا۔ گھر والوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ آپ خاموش رہے۔ ملک عین الدین مانکپوری نے آپ کو اسی قدر نذرانہ بھیجا جتنا کہ وہ شخص لایا تھا۔ آپ نے وہ نذرانہ قبول کیا اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے پاک پیسہ دیا۔

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صد ۳۶۷

تعلیم و تربیت: آپ نے علوم ظاہری کے اکتساب میں بہت محنت کی۔ فقہ، حدیث، تفسیر، صرف و نحو میں استعداد حاصل کی۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت شیخ نور الدین قطب عالم کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

وفات: آپ نے ۸۸۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک مانکپور میں ہے۔

سیرت: آپ زہد و تقوے، قناعت و توکل، حلم و بردباری میں اپنی مثال آپ تھے۔ جامع علم شریعت و طریقت تھے۔

تعلیمات، آداب مریدی: آپ فرماتے ہیں کہ:[۱] "مرید کو ارادت کے بعد پرانے حریفوں کے ساتھ نشست و برخاست نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ اس کو راستے سے بہکا دیں گے اور اس کے کام میں خلل آئے گا اور دہلیز میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ شیطان صفت لوگ آکر اس کو راستے سے بہکا دیں گے۔"

مرید و پیر: آپ فرماتے ہیں کہ:[۲] "مرید پیروں سے ایسی مشابہت رکھتے ہیں، جیسے کپڑے میں پیوند۔ مگر صادق حقیقی مرید جو پیر کے کہنے پر چلتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کپڑے میں سفید پیوند کہ کپڑا دھونے سے بھی دُھل جاتا ہے اور سفید ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جو فیض کہ پیر کو پہنچتا ہے اور برخورداری بھی حاصل کرتا ہے، اور جو شخص کہ پیر کے کہنے پہ چلے وہ رسمی مرید ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کپڑے میں سیاہ پیوند۔ اگرچہ اس کو فیضِ پیر پہنچتا ہے مگر اس کو اس فیض سے چنداں نفع نہیں ہوتا اور برخورداری بھی کم ہو جاتی ہے۔

"رسمی مریدوں کے حق میں یہ بات ہے کہ اگر وہ نیک ہیں تو ان کی وجہ سے جانے جائیں گے اور اگر بد ہیں تو ان کے طُفیل ان کو بخش دیں گے

۱، ۲ رفیق العارفین۔

یہ دولت کم نہیں ہے۔ بہر حال پیر ضرور ہونا چاہتے

اقوال : سالک ذکر کرنے سے عاشق ہوتا ہے اور فکر کرنے سے عارف۔

- فیض الٰہی ناگاہ پہنچتا ہے، لیکن دل آگاہ پر پہنچتا ہے۔ پس سالک کو منتظر رہے کہ پردۂ غیب سے کیا کشود ہوتی ہے۔
- فراق کہاں ہے، یا وہ خود ہے، یا اس کا نور ہے یا اس کے نور کا پرتو ہے۔
- اگر کوئی مقام قطبیت میں پہنچے تو بھی قرآن شریف کی تلاوت ترک نہ کرے کم از کم ایک سیپارہ ہر روز پڑھے۔
- درویش کے پاس چار چیزیں ہونی چاہئیں۔ دو ثابت اور دو شکستہ دین اور یقین ثابت ہونا چاہئے اور پیر اور دل شکستہ
- طمع مرض ہے۔ سوال کرنا سکرات ہے اور انکار کرنا موت ہے۔
- دنیا سایہ کے مانند ہے اور آخرت آفتاب کے مانند ہے۔ اگر کوئی سائے کی طرف جائے تو اس کو ہرگز نہیں پکڑ سکتا اور جب کوئی آفتاب کی طرف جائے گا تو سایہ خود بخود اس کے ساتھ ہو جائے گا۔
- اتنے شیریں نہ ہو کہ مکھیاں چاٹنے لگیں۔
- سب لوگوں سے آمیختہ رہو مگر کسی سے آویختہ نہ ہو۔

کرامات : ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے یہاں فاقہ تھا۔ آپ کا ایک بچہ بھوک سے تنگ آکر آپ کے پاس آکر رونے لگا بچے کے رونے سے آپ کے دل کو ٹھیس لگی۔ آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ: ع

اے عجبا چوں توئی ہمچو منی را ز بس

ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا اور کھانا پیش کیا ایک اور شخص نے ایک من اُڑد کی دال آپ کو پیش کی۔ آپ کو افسوس ہوا کہ اتنی سی بات کے لئے آپ کی زبان سے ایسا کلمہ کیوں نکلا۔

بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ میں نمایاں تبدیلی ہوئی آپ کو بہت کتابوں کے متن یاد تھے وہ سب بھول گئے۔ مریدی کے بعد آپ کو ایسا علم حاصل ہوا کہ جس سے ہر چیز بخوبی سمجھ میں آتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اگر کوئی چاہے تو ہدایہ کو سلوک میں لکھ دوں۔"

آپ ہر روز بلا ناغہ پندرہ سیپارے پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ نے سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ:

"خوب پڑھتے ہو، جیسا کہ پڑھنا چاہئے ویسے ہی پڑھتے ہو۔"

باب ۳۸

حضرت شیخ درویش محمدؒ

حضرت شیخ درویش محمد کے والد ماجد کا نام شیخ قاسم ہے۔

بیعت و خلافت : آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شیخ فتح اللہ اودھی سے بیعت تھے اور اُن سے خلافت پائی۔ اور سلسلہ چشتیہ جہانیہ و قادریہ و سہروردیہ میں آپ حضرت سید بڈھن بہرائچی سے بیعت تھے اور ان کے خلیفہ بھی تھے۔[۱]

وفات : آپ نے ۱۶، محرم ۸۹۶ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار فیض آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

---

[۱] سالک السالکین (جلد دوم) ص۲۵۴

چشم بند و گوش بند و لب به بند
گر نه بینی سرِّ حق بر من بخند

حصّهٔ پنجم

باب ۳۹

حضرت خواجہ حسین ناگوری

حضرت خواجہ حسین ناگوری جامع علوم معنوی و صوری ہیں۔

خاندانی حالات : آپ حضرت حمید الدین ناگوری رح اور حضرت شیخ وحید الدین کی اولاد سے ہیں۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ کبیر کے مرید اور خلیفہ ہیں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ایک عرصے تک گجرات میں رہے۔ پھر اپنے وطن ناگور واپس ہوتے۔

اجمیر میں آمد : آپ اجمیر آئے اور دربار خواجہ غریب نواز میں مدتوں حاضر رہے۔ خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک کی خدمت میں مشغول رہے۔ عبادت و مجاہدات کرتے رہے۔

واپسی : خواجہ غریب نواز کا حکم پاکر آپ اپنے وطن تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر تعلیم و تلقین میں مشغول رہے۔

ساز و سامان : آپ کے پاس جو جائداد تھی یعنی مکان کنواں اور باغ وہ آپ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وقف کردی تھی۔

آپ کے پاس ایک چھکڑا تھا، جو آپ کی سواری کے کام آتا تھا۔ اس چھکڑے کو خود ہی ہانکتے تھے اور بیلوں کو جو اس میں جوتے جاتے تھے خود ہی چرانے لے جاتے تھے۔

موئے مُبارک کی زیارت

منڈو کے بادشاہ سُلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کو کئی مرتبہ بُلایا لیکن آپ تشریف نہیں لے گئے۔ سُلطان غیاث الدین خلجی کے پاس سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مُبارک کہیں سے آیا۔ سلطان نے آپ کو خبر کرائی۔ آپ منڈو تشریف لے گئے اور موئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ آپ کے دیکھتے ہی موئے مُبارک آپ کے ہاتھ میں آگیا۔

سُلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کی آمد اپنے لئے باعثِ خیر و برکت سمجھی، وہ آپ کو اپنے والد کی قبر پر لے گیا۔ آپ نے اُس کے عرض کرنے پر اس کیلئے دُعائے مغفرت کی۔

نذرانہ

سُلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کو نذرانہ اور تحائف پیش کئے آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کے لڑکے کے دل میں خیال آیا کہ اگر نذرانہ و تحائف قبول کر لیں تو کیا اچھا ہو۔ یہ بات آپ کو کشف سے معلوم ہوئی۔ آپ نے اپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا: [1]

"یہ سانپ ہیں، سانپ کو بھی کسی نے پالا ہے"

آپ نے جب یہ دیکھا کہ صاحبزادے کی دلی خواہش ہے کہ نذرانہ قبول کیا جائے تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو تاکید فرمائی۔

"اگر اس میں سے کچھ لے کر حضرت خواجہ بزرگ اور اپنے دادا کے روضہ کو بناؤ تو لے لو، کیونکہ اس باب میں اپنے پیر شیخ کبیر سے سُنا ہے کہ تمہارے ہاتھ زر لگے گا جس کو تم اپنے مشائخ کے روضوں پر صرف کرو گے"

چنانچہ نذرانہ قبول کیا گیا اور حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت صوفی حمید الدین ناگوری کے مزارات پر وہ رقم خرچ کر دی۔

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۳۰۷

وفات آپ نے ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی۔ مزار ناگور میں ہے۔

خلیفہ حضرت شیخ احمد شیبانی آپ کے خلیفہ ہیں

سیرت آپ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ عشقِ رسول میں آپ فنا تھے۔ آپ زہد و تقویٰ، ذوق و شوق عشق و محبت، اور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔

آپ کی پوشاک بہت معمولی ہوتی تھی۔

آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں، آپ کے مکتوبات مشہور ہیں آپ کی مشہور کتابیں حسبِ ذیل ہیں:

نور النبی۔ آپ نے قسم ثالث مفتاح پر بھی شرح قلم بند کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے سوانح شیخ احمد غزالی پر بھی شرح تحریر کی ہے۔

باب ۴۰

حضرت شاہ کمال کیتھلی

حضرت شاہ کمال کیتھلی مقتدائے راہِ دین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ بغداد کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں

والد : آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد عمر ہے۔ وہ حافظ بھی تھے اور حاجی بھی تھے وہ کامیاب طبیب ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔

ولادت : آپ نے ۷ رشوال ۸۳۵ھ کو اس عالم کو زینت بخشی۔

نام : آپ کا نام کمال ہے۔

القاب : آپ کے القاب "سلب احوال" اور "لال ریال" ہیں

پیشینگوئی : حضرت فضیل قادری آپ کے یہاں تشریف لائے۔ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کے والد سے آپ کے متعلق فرمایا کہ:

ہادیٔ کامل و ولی عادل تمھیں ودیعت ہوا ہے۔ اس کی تربیت صحیح طور پر کیجیے کیونکہ یہ بچہ اولیاء کے زمرے میں مراتبِ عالیہ پر فائز ہوگا۔ اس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ہوگی۔ اس کا علم وسیع ہوگا، اور عمر دراز ہوگی۔

ابتدائی زندگی : بچپن ہی سے آپ میں ترک و تجرید کے آثار نمایاں تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا کھانا پینا بھی برائے نام تھا۔ اگر مل جاتا تو کھا لیتے۔ ورنہ نہیں۔ بچپن ہی سے آپ حالتِ جذب میں رہتے تھے

ایک واقعہ : ایک روز جب کہ آپ حسبِ معمول گھر سے غائب تھے۔ آپ کے والد ماجد آپ کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک جنگل میں پہنچ کر دیکھا کہ آپ ایک پیڑ کے نیچے مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔ آپ کو اسی حالت میں روحانی قوت کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپکے والد ماجد وہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے والد ماجد آپ کے پیچھے ہولئے۔ آپ تھوڑی دُور چل کر غائب ہو گئے۔

آپ کے والد نے گھر آکر یہ واقعہ بیان کیا

بیعت و خلافت : آپ کے والد نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر بخوبی اندازہ لگالیا کہ آپ کی تعلیم و تربیت اُن کے بس کی نہیں۔ انھوں نے آپ کو فضیل قادری کے سپرد فرمایا۔ آپ کی تعلیم و تربیت فضیل قادری کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ آپ بہت جلد علومِ ظاہری کی تکمیل و تحصیل سے فارغ ہوئے۔

تعلیم و تربیت : آپ نے فضیل قادری کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اور انھیں سے خرقۂ خلافت پایا۔ آپ نے سلوک کے تمام مدارج طے کئے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔

پیر و مرشد کی ہدایت : آپ کے پیر و مرشد نے آپ کے روحانی کمالات سے خوش ہو کر آپ کو ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی کہ ہندوستان جاکر تادمِ آخر رشد و ہدایت میں مشغول رہیں۔

سیر و سیاحت : بغداد سے روانہ ہو کر آپ نے عراق، ایران، مشہد، نجف اشرف تبریز، اصفہان کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے کامل درویشوں سے ملے اور ان کے فیضِ باطنی سے مستفید ہوئے۔

ہندوستان میں آمد : سیر و سیاحت فرماتے ہوئے آپ ہندوستان پہنچے۔ ٹھٹھ میں پہنچ کر ایک سال قیام فرمایا۔ وہاں مُلّا سید محمد مدرس کو بیعت کیا اور خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ٹھٹھ سے آپ ملتان تشریف لے گئے۔ وہاں حمید خاں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ ملتان سے آپ لدھیانہ میں رونق افروز ہوئے۔ لدھیانہ سے آپ پائل (سرہند کے قریب) تشریف لے گئے۔

کیتھلی میں قیام : پائل سے آپ کیتھل تشریف لے گئے اور کیتھل کو اپنی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔ کیتھل میں مفتیوں کا اقتدار تھا ان کی پانسو پالکیاں نکلا کرتی تھیں۔ مفتی طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے بہت سے لوگ مفتیوں کے بہکانے سے آپ کے مخالف ہو گئے۔ وہ طرح طرح سے آپ کو اذیت پہنچانے لگے۔

مفتی اپنی فتنہ پردازیوں سے باز نہ آئے۔ ایک دن آپ کو غصہ ہی آگیا اور آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔

''مفتیاں کی جڑ اللہ شہ کمال نے پٹی''

اس کے بعد سے مفتیوں کا اقتدار گرنا شروع ہوا۔ یہاں تک رفتہ رفتہ وہ سب نیست و نابود ہو گئے۔

آپ کیتھل میں بلا روک ٹوک رشد و ہدایت فرماتے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کا حلقہ ارادت روز بروز بڑھتا گیا۔

شادی اور اولاد : آپ کے تینوں صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین۔ حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم اور حضرت نور الدین صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ ریاضت مجاہدہ اور تزکیہ نفس میں بے نظیر تھے۔

وفات : آپ کو شغل میت سے کافی دلچسپی تھی۔ اسی شغل میں کئی کئی مہینے گزر جاتے تھے۔ آپ اپنے حجرے سے چھ چھ مہینے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین آپ کے حجرے کی طرف سے گزرے اُنھوں نے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا کہ آپ بے حس و حرکت لیٹے ہیں۔ دروازہ اُتار اگیا۔ قریب جا کر جب آپ کو دیکھا تو مُردہ پایا۔ نبض غائب تھی۔

غسل دیتے وقت آپ نے حرکت کی اور غسال سے فرمایا کہ ''ہمارے مرنے کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی ہے۔''

غسال نے جواب دیا کہ جی ایسا ہی ہے۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: ''اچھا ہم جاتے ہیں۔''

یہ کہا اور جانِ شیریں جاں آفریں کے سپرد فرمائی [1] اس طرح آپ کی وفات ۹ ربیع الثانی ۹۲۱ھ کو واقع ہوئی [2]

آپ کا مزار مبارک کیتھل میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

ملا محمد مدرس۔ شاہ سکندر۔ شاہ موسیٰ ابوالمکارم۔ شیخ جلال الدین کھکھہ ملتانی۔ شاہ یوسف غوث بھکری۔ شیخ عبدالرحمٰن سرہندی محمد خاں تاشقندی۔ شاہ ہاشم بنوتوی۔ خواجہ امان اللہ حسینی۔ شیخ مودود قادری۔ خواجہ فتح علی خاں۔ خواجہ معین الدین کلانوری خواجہ اسحاق۔ باوا اسیتل پوری۔ شیخ عبدالاحد

سیرت پاک: آپ کو حضرت غوث الاعظم میران محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رح کی رُوحِ پرفتوح سے براہ راست اویسی طریقے سے فیض حاصل تھا۔ کئی بزرگ ہستیوں نے آپ سے جلا و بقا پائی جس میں حضرت عبدالاحد، حضرت شاہ ہاشم بنوتوی۔ حضرت شیخ طاہر بندگی اور باوا اسیتل پوری قابلِ ذکر ہیں۔

آپ کی ذات ستودہ صفات کے ذریعہ سے سلسلہ قادریہ کو کافی فروغ و عروج حاصل ہوا آپ کی شخصیت، عظمت اور بزرگی کا اندازہ حضرت مجدد الف ثانی کے ان الفاظ سے بخوبی ہوتا ہے [3]

"ہم کو جب خاندانِ قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے شاہ صاحب جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا"

آپ صاحب کرامت اور صاحب تصرف بزرگوں میں سے تھے "جن کی نظیر اولیائے متقدمین میں بھی کم نظر آتی ہے۔"

آپ کی قدر و منزلت سے کوئی انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔ آپ کیتھل کے صاحبِ ولایت تھے۔ آپ کا شمار کاملین اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: [4]

---

[1] گلزار الخوارق [2] جواہر مجددیہ [3] جواہر مجددیہ صفحہ ۶ ۔ [4] مبدأ و معاد (اردو ترجمہ صفحہ ۳۱۲)

"مجھے نسبت فردیہ جس سے عروج آخر مخصوص ہے اپنے والد ماجد شیخ
عبدالقادر بن زین العابدین سے حاصل ہوئی اور انھیں ایک بزرگ حضرت
شاہ کمال قادری قدس سرہٗ سے جن کو جذبہ قوی حاصل تھا اور خوارق
عادات میں شہرۂ آفاق تھے ہاتھ آئی۔"

آپ کو جلال بہت تھا۔ کوئی صاحبِ ولایت کیتھل کے قریب بغیر آپ کی اجازت کے نہیں آسکتا تھا اگر کوئی ہمت کرتا تو آپ اس کی ساری صلاحتیں سلب کر لیتے تھے آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ عماد الدین کی صلاحتیں ان سے کرامت سرزد ہونے پر سلب کر لیں۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے نورالدین سے جب کرامت سرزد ہوئی تو آپ نے اُن کے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا ہاتھ پھیرنا تھا کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔

آپ اتباعِ سنّتِ نبوی کے سخت پابند تھے۔ کوئی کام شرع شریف کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ آپ تمام رُوحانی اور اخلاقی خوبیوں سے آراستہ تھے ریاضت اور مجاہدہ میں فقید المثال اور عبادت اور فقر میں بینظیر تھے۔ فقر و غنا کا دامن کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ سُرخ رنگ کا لباس زیبِ تن فرماتے تھے۔ کبھی کبھی آپ فوجی طرز کا لباس بھی پہنتے تھے۔

ارشادات : آپ فرماتے ہیں :۔

"سالک مثلِ میّت ہے، اور یہ غسال کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ
ٹھنڈے پانی سے غسل دے یا گرم سے۔ میّت کو کوئی حق نہیں کہ
وہ غسّال کے سامنے لب کشائی کرے۔"

کشف و کرامات : ایک ہندو فقیر اپنی آنتوں کو نکال کر کیتھل کے تالاب کے کنارے صاف کرایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے آنے کے بعد جب باوا سیتل پوری نے اپنی آنتوں کو اندر رکھنا چاہا تو وہ ٹھیک نہیں بیٹھیں۔ وہ پریشان ہوئے۔ آپ کے پاس آکر اپنی پریشانی کی وجہ ظاہر کی[1]

آپ نے ان کو توجہ دی۔ اُن کا سینہ عشقِ الٰہی کا گنجینہ ہوگیا۔ ظلمت دور

---

[1] گلزار الخوارق

ہوئی حجابات اُٹھ گئے۔ وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے اُن کو کلاہ دے کر سرفراز فرمایا۔

ایک روز باوا سیتل پوری آپ کے یہاں گئے۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے کو پژمردہ، ناتواں اور کم زور دیکھ کر اُن سے وجہ پوچھی۔ بوجہ کم عمری وہ وجہ نہ چھپا سکے۔ اُنھوں نے صاف صاف بتا دیا کہ کئی دن کھانا کھائے ہو گئے ہیں۔ باوا سیتل پوری یہ سن کر بے چین ہو گئے۔ فوراً واپس گئے اور ایک پارس پتھر لے کر واپس آئے۔ پارس پتھر پیش کرتے ہوئے اُنھوں نے عرض کیا کہ اس سے اگر لوہے کو مس کیا جائے لوہا سونا بن جاتا ہے۔

کچھ دنوں کے بعد جو باوا سیتل پوری پھر درِ دولت پر حاضر ہوئے تو وہی حالت دیکھ کر حیران ہوئے کہ سنگِ پارس کے ہوتے ہوتے یہ افلاس، یہ غربت اور یہ ناداری اتنے میں آپ تشریف لائے اور باوا سیتل پوری سے فرمایا کہ آؤ باہر چلیں۔ دونوں کچھ دور گئے ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے استنجا کیا۔ استنجا کر کے ڈیلا زمین پر زور سے دے مارا جہاں ڈیلا گرا وہ زمین سونے کی ہو گئی۔

آپ نے باوا سیتل پوری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جتنا چاہو بلا تکلف اٹھا لو پھر فاقہ کشی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ فاقہ کشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ سنتِ رسول ادا کر رہا ہوں۔

بعد ازاں باوا سیتل پوری کا پیش کردہ سنگِ پارس دریا میں ڈلوا دیا۔

باب ۴۱

حضرت شیخ بہاء الدین

حضرت شیخ بہاء الدّین قادری سلسلہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ شطاری مشرب کی پیروی کرتے تھے

والد : آپ کے والد کا نام ابراہیم تھا۔ وہ عطاء اللہ انصاری کے صاحبزادے تھے[1]

وطن : آپ کا وطن قصبہ جنید تھا۔

بیعت و خلافت : آپ قادری سلسلہ میں بیعت تھے۔ سلسلہ قادریہ سے جو آپ نسبت حاصل تھی۔ آپ اس پر فخر کرتے تھے۔ اپنی نسبت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"تلقین کی شیخ السمٰوات والارض، شیخ محی الدّین عبدالقادر الجیلی نے اپنے بیٹے شیخ عبدالرزاق کو اور تلقین کی، شیخ عبدالرزّاق نے شیوخاً شیخ میرے شیخ و مُرشد سیّد احمد الجیلی القادری الشافعی تک اور میرے شیخ نے تلقین کئے۔ مجھ کو تمام اذکار، اور پہنایا مجھ کو خرقۂ قادریہ حرم شریف میں کعبہ کے پاس اور اجازت دی مجھ کو مطلقہ کہ اجازت دوں میں اس کو جو مجھ سے اجازت مانگے اور تلقین کروں اور پہناؤں خرقہ اس

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۴۰۷

کو جو مجھ سے تلقین چاہے "

وفات : آپ کا ۹۲۱ھ میں وصال ہوا[1]

سیرت : آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کو خوشبو سونگھنے کا بڑا شوق تھا ایک عالم باعمل تھے۔ آپ نے شطاری مشرب پر کتاب لکھی ہے

تعلیمات : شطاری مشرب کے مضمرات و متعلقات کے متعلق آپ فرماتے ہیں :

"طریقِ شطاریہ کے اُصول میں دس چیزیں ہیں۔

اول توبہ اور وہ سوائے خدا کے کل مطلوب سے خروج ہے۔

دوم زہد ہے دنیا اور اس کی محبت سے اور اس کے اسباب سے اور اُس کی شہوتوں سے تھوڑی ہوں یا بہت۔

سوم توکل اور وہ اسباب سے خروج ہے۔

چہارم قناعت اور وہ نفسانی شہوتوں سے نکلنا ہے۔

پنجم عزلت اور وہ خلقت کی مخالطت سے گوشہ نشینی اور انقطاع کے ساتھ نکلنا ہے۔ جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے۔

ششم حق کی طرف توجہ اور وہ خروج ہے۔ ہر بُلانے والے سے جو بُلائے غیر حق کی طرف جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے کہ نہ باقی رہتا ہے۔ کوئی مطلوب اور نہ محبوب اور نہ مرغوب اور نہ مقصود سوائے خدا کے۔

ہفتم صبر اور وہ نکلنا ہے نفس کے خطوط سے مجاہدہ کے ساتھ۔

ہشتم رضا اور وہ نکلنا ہے نفس کی رضا سے خدا کی رضا میں داخل ہونے کے ساتھ۔ احکامِ ازلیہ کی تسلیم اور تدبیر الٰہی کی طرف تفویض کے ساتھ بغیر اعراض کے جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے۔

نہم ذکر اور وہ نکلنا ہے ماسوائے اللہ کے ذکر کے

دہم مراقبہ اور وہ نکلنا ہے اس کے وجود اور قوت سے جیسے

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۴۲۸

موت کے ساتھ ہوتا ہے۔

خدا تک پہنچنے کے طریقے

خدا تک پہنچنے کے طریقوں کے متعلق آپ اس طرح فرماتے ہیں۔[1] "خدا تک پہنچنے کے طریقے خلقت کے انفاس کے برابر ہیں لیکن اس میں سے تین طریقے مشہور و معروف ہیں۔

پہلا طریقہ اخیار کا ہے اور وہ صوم و صلوٰۃ و تلاوتِ قرآن و حج و جہاد ہے، اس راستے کے چلنے والے بہت مدت میں تھوڑا مقصود حاصل کرتے ہیں۔

دوسرا طریقہ اصحاب معاہدات و ریاضات کا ہے، اور یہ اخلاقِ ذمیمہ کا بدل دینا، نفس کا تزکیہ کرنا، دل کا تصفیہ اور روح کا تخلیہ ہے اس راستے سے پہنچنے والے اُس راستے سے پہنچنے والوں سے زیادہ ہیں۔

تیسرا طریقہ شطاریہ کا ہے۔ اس راستے سے پہنچنے والے ابتدا میں زیادہ ہیں اور راستوں کے چلنے والوں سے انتہا میں اور یہ اُن دونوں طریقوں سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا زیادہ قریب راستہ ہے۔

باب ۴۲

حضرت شیخ احمد مجد شیبانی

حضرت شیخ احمد مجد شیبانی زہد و تقوے میں لاثانی تھے۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی کی اولاد سے ہیں۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی مجد الدین تھا جو قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی کے لڑکے تھے۔

پیدائش: آپ نارنول میں پیدا ہوئے۔

بھائی: آپ کے چھ بھائی تھے۔ سب سے بڑے آپ تھے۔

تعلیم و تربیت: آپ کو کل علوم میں دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کو مناظرہ کا بہت شوق تھا۔ جب آپ طالب علم تھے اسی وقت سے آپ علماء کی صحبت میں رہتے تھے اور اُن سے بحث کرتے تھے۔ بادشاہوں اور امیروں کی مجلس میں جاتے اور بے تکلف بحث کرتے۔ آپ کو عربی و فارسی میں تقریر کرنے کی خوب مہارت تھی۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

کایا پلٹ: مرید ہونے کے بعد آپ نے بحث و مباحثہ کرنا چھوڑ دیا۔ بادشاہوں اور امیروں کی صحبت سے اجتناب کیا۔

اجمیر میں آمد: اٹھارہ سال کی عمر میں آپ اپنے وطن نارنول کو چھوڑ کر اجمیر آئے اَور دربارِ خواجہ غریب نواز میں رہنے لگے۔ اجمیر میں ستر سال رہے[1] خواجہ غریب نواز کا رُوحانی اشارہ پاکر آپ نے اجمیر کے باشندوں کو اجمیر پر آنے والی مصیبت سے آگاہ کردیا تھا، اور خود بھی اجمیر سے چلے گئے۔

واپسی: اجمیر سے آپ اپنے وطن نارنول تشریف لائے۔

بشارت: ایک دن کا وَاقعہ ہے کہ ایک مجذوب جس کا نام اللہ دین تھا آپ کے پاس آتے اور آپ سے کہا:[2]

"احمد! تجھ کو آسمان پر بُلاتے ہیں۔ اپنے پیر کے پاس جا"

اِدھر تو مجذوب کے فرمانے سے اور کچھ جو خواب آپ نے اس قسم کا دیکھا، اس کی وجہ سے آپ ناگور تشریف لے گئے۔

وفات: اللہ اکبر کہتے ہوئے آپ نے ۲۵ صفر ۹۲۷ھ کو جان شیریں جان آفریں کے سپرد کی[3] مزار ناگور میں ہے۔

خلیفہ: مُلّا نارنولی آپ کے مُرید ہیں۔ مولانا عبدالقادر آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ عالم، زاہد، متقی پرہیزگار اور متدین تھے۔ دنیا اور اہلِ دنیا کی آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہ تھی۔ عشقِ رسول میں سرشار تھے۔ خاندان سادات کی بیحد تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ مجذوبوں سے نہایت انکساری سے پیش آتے تھے۔ اپنی تعریف پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید آپ کی تعظیم و توقیر کرتا اور آپ کو عزت سے پکارتا تو آپ فرماتے:

"احمد موذی زیاں کار"

آپ معمولی قسم کے کپڑے زیبِ تن فرماتے تھے آپ کے پاس ایک خاص پوشاک اور ایک دستار رہتی تھی۔ یہ خاص کپڑے عید اور جمعہ کی نماز کے موقع پر پہنتے تھے، یا اگر کوئی دنیادار آتا تھا جب پہنتے تھے۔

سماع کا شوق تھا۔

ہمت وجرات: تلاش معاش کے سلسلہ میں آپ منڈو گئے۔ اس وقت آپ کی

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۳۷۸ [2] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۳۸۱ [3] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۳۸۱

عمر بہت کم تھی۔ شیخ محمود دہلوی نے جو شیخ الاسلام تھے، امام سے پہلے نماز میں نیت باندھ لی۔ نماز ختم ہوئی۔ کسی نے کچھ نہیں کہا۔ آپ نے شیخ محمود دہلوی سے کہا کہ ان کی نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ انھوں نے امام سے پہلے نیت باندھی تھی۔

منڈوا کے بادشاہوں کے سامنے جب لوگ جاتے تھے تو جھک کر اور انگشتِ شہادت کو زمین پر رکھ کر سلام کرتے تھے۔

آپ نے بادشاہ کو اس طرح سلام کیا، اور فرمایا کہ اس طرح سلام کرنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور یہ طریقہ بدعت ہے۔ آپ جب بادشاہ کے سامنے گئے سلام علیکم کہا اور اس کے برابر بیٹھ گئے۔

فرمان: آپ فرماتے ہیں: [1]

"اہلِ دین کو اہلِ دُنیا کے سامنے ذلیل نہ ہونا چاہیے کیوں کہ یہ لوگ ظاہر بین ہیں"

کرامت: جس زمانے میں آپ کا اجمیر میں قیام تھا۔ آپ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ اجمیر پر مصیبت آنے والی ہے آپ بفرمان خواجہ غریب نواز اجمیر سے باہر چلے گئے۔

باب ۴۳

حضرت خواجہ خانو

حضرت خواجہ خانو مشہور اولیاء میں سے ہیں۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری کے مرید ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ اسماعیل شیخ حسین سرمست سے بھی خرقۂ خلافت لیا۔

خواجہ بزرگ: آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور اُن کی روح سے مستفید

سے استفادہ: و مستفیض تھے۔

وفات: آپ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی[1] مزار پر انوار گوالیار میں ہے۔

خلفاء: آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں:

شیخ نظام نارنوی۔ شیخ اسمٰعیل اور شیخ منوّر۔

سیرت: آپ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ[2]

"میں بوڑھا اور ضعیف ہوگیا ہوں۔ ہر آنے جانے والے کی تعظیم کے لئے قیام نہیں کرسکتا۔ بعض کے لئے خصوصیت سے قیام کرنا حالِ فقراء کے لائق نہیں مجھ کو معذور رکھیں۔

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۴۵۶ ۔ [2] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۴۵۶

باب ۴۴

حضرت مولانا شیخ جمالی

حضرت مولانا شیخ جمال برہان ملت ہیں۔ گنج عزلت ہیں۔ بادشاہِ عالمِ راز ہیں۔ رازدارِ جہاں نواز ہیں۔

نام اور تخلص: پہلے آپ کا نام حامد بن فضل اللہ تھا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت مخدوم حضرت سماء الدّین سہروردی نے آپ کا نام جمالی رکھا[1]۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے آپ کا نام جلال خاں تھا۔ لیکن اپنے پیرو مرشد کے حکم سے آپ نے اپنا جمال خاں رکھا[2]۔ پہلے آپ کا تخلص جلالی تھا۔ پھر پیرو مرشد کے حکم سے آپ نے اپنا تخلص جمالی رکھا۔

تعلیم و تربیت: صِغرسنی میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اٹھ گیا۔ اپنی خداداد استعداد اور قابلیت فطری کے سبب عمدہ تعلیم و تربیت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ نے علومِ رسمی میں فضیلت حاصل کی۔

بیعت اور خلافت: علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے شمع عقیدتِ قلبی کو قندیلِ مرشد سے روشن و منور کیا۔ حضرت مخدوم سماء الدّین سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، اور خلافتِ طریقت سے سرفراز ہوئے۔ پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہ کر عبادات، ریاضات اور مجاہدات کئے اور آخر کار درجۂ کمال پہنچے۔ پیرو مرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ رومال، طشت اور لوٹا، آپ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ شہر سے باہر جا کر پیرو مُرشد کے واسطے

---

[1] المشاہیر۔ صفحہ ۲۰۴ ۔ [2] روضۃ الاقطاب۔ صفحہ ۹۲ ۔

استنجے کے ڈھیلے ٹوکری میں بھر کر اور ٹوکری کو سر پر رکھ کر لاتے تھے۔

پیر و مرشد کی آپ سے محبت: آپ کے پیر و مرشد کو آپ سے بے حد اُنس تھا۔ آپ خود فرماتے تھے:

"حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی۔ جب میں بیعت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق میں تہجد کے وقت یہ دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَدْجِمِ الْجَمَالِیَ اِلَیْنَا سَالِمًا وَّ غَانِمًا وَ ارْزُقْنَا مُشَاهِدَةَ جَمَالِهٖ وَ نَوِّرْ عَیْنِیْ بِنُوْرِ لِقَائِهٖ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن

ترجمہ: اے خدا! پہنچا دے جمالی کو میرے پاس صحیح و سالم اور روزی کر مجھ کو اُس کے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھیں اُس کے نورِ دیدار سے ساتھ رحمت اپنی کے۔ اے سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

"جب زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شرف اندوزِ ملازمت ہوا بغل گیر ہوئے۔ پیار کیا اور فرمایا۔ میری برسوں کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا تھا۔ فضلِ الٰہی سے مقرونِ باجابت ہوئی۔"

سیر و سیاحت: آپ نے بحکم سیروا فی الارض دنیا کی خوب سیر کی اور خداوند تعالےٰ کی کاریگری اور اس کی صفات کو دیدۂ حق بیں سے خوب دیکھا۔ حرمین شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر فیضانِ نبوی سے مستفیض و مستفید ہوئے ملتان، یمن، مصر، بغداد، بیت المقدس، روم، شام، عراق، عرب و عجم، آذربایجان، گیلان، مازندران، خراسان۔ بہت سے ممالک کی سیر کی اور بہت سے اولیائے کرام و پیرانِ عظام و شعرائے نامدار سے ملاقات کی۔[1]

ملتان میں آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور شیخ صدر الدین سے ملاقات کی۔ ہرات میں آپ حضرت شیخ صوفی، حضرت شیخ عبد العزیز جامی مولانا نور الدین جامی۔ حضرت مولانا مسعود شروانی اور مولانا حسین سے

---

[1] المشاہیر۔ صفحہ ۲۰۹

ملے۔ بغداد میں آپ نے غوث الاعظم پیرانِ پیر اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مزارات پر حاضر ہوکر دولتِ سرمدی حاصل کی۔

ہرات کا ایک واقعہ: جب آپ ہرات پہنچے، پریشان حال تھے۔ آپ کے جسمِ مبارک پر صرف ایک تہبند تھا۔ کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا۔ آپ حضرت جامی سے اسی حال میں ملنے گئے۔ سلام علیک کر کے حضرت جامی کے برابر جا بیٹھے۔ یہ بات حضرتِ جامی کو ناگوار گزری۔ اُنھوں نے آپ سے کہا۔

"میاں خر و تو چند فرق است" (گدھے میں اور تجھ میں کیا فرق ہے)

یہ سن کر آپ نے بالشت بیچ میں رکھ دی۔ حضرت جامی حیران ہوئے کہ یہ کون شخص ہے آپ نے پوچھا "کیستی" (تم کون ہو؟) آپ کا کلام آپ کی زندگی میں وہاں مشہور ہو چکا تھا۔ حضرت جامی نے پوچھا:

"از سخنانِ جمالی چیزے یاد داری" (کیا جمال کی کوئی چیز یاد ہے)

آپ نے حضرت جامی کو کچھ اشعار سنائے۔ پھر حضرت جامی نے آپ سے دریافت کیا۔ "طبع شعر داری" (تم بھی کچھ شعر کہتے ہو) آپ نے حسب حال شعر کہا:

ما را ز خاکِ کویت پیراہن است برتن — آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

آپ نے یہ شعر پڑھا اور آپ کی آنکھوں سے ایک سیلاب اشک رواں ہو گیا حضرت جامی سمجھ گئے یہی جمالی ہیں۔ وہ اُٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے اور تعظیم و تکریم کی لیے[1] حضرت جامی نے نہایت عزت کے ساتھ اپنا مہمان رکھا۔

بادشاہوں سے تعلقات: سلطان سکندر لودی آپ کا معتقد تھا اور آپ سے انتہا درجے اُنس رکھتا تھا۔ وہ خود شاعر تھا۔ اُس کا تخلص "گلرخی" تھا وہ آپ سے اصلاح لیا کرتا تھا۔ جب آپ عراق، شام اور عرب سے واپس دہلی تشریف لاتے اس وقت سکندر لودی سنبھل میں تھا۔ جب اس کو آپ کے آنے کا علم ہوا، اُس نے ایک خط نظم میں لکھ کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہ خط حسب ذیل ہے:

---

[1] دربار اکبری۔ [2] منتخب التواریخ۔ تاریخ فرشتہ

رقعہ منظومہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب و رنگ لالی بے مثال۔

شیخ جمال دہلوی

آں مخزنِ گنجِ لایزالی | وے سالکِ راہِ دینِ جمالی
در گرد جہاں بسے زدہ سیر | در منزل خود رسیدہ بالخیر
بُودی تو مُسافر زمانہ | الحمد کہ آمدی بخانہ
در مکہ و در مدینہ گشتی | گوہر بوذی خزینہ گشتی
اے شیخ جابرس بزودی | بسیار مسافرت نمودی
بکشائے بسوئے در ہم گام | تا دریابی زگل رخی کام
چشم بجمال تو طپاں است | دل مُرغ مثال در فغان است
من اسکندر تو خضر مائی | آں بہ کہ بسوے مابیائی
در شیخ زدوستاں نشد سیر | تشریف نمودنش کشد دیر
از مہر کشد دو دیدہ را نور | آں مہ نشود زدیدہ ام دور

بابر اور ہمایوں کو بھی آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ دونوں بادشاہ بھی آپ کا بڑا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور کئی بار گلہائے عقیدت پیش کرنے آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے[1]۔

شادی اور اولاد: آپ کے دو لڑکے تھے۔ شیخ عبدالحی اور عبدالصمد عرف شیخ گدائی۔

وفات شریف: آپ نے ۱۰ ذیقعدہ ۹۴۲ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک مہرولی میں واقع ہے۔ آپ کا مقبرہ عالی شان ہے۔ آپ کی تاریخ وفات "خسروِ ہند بودہ" ہے۔ اس کے علاوہ "طالب اہلِ جمالِ معرفت" اور "ماہِ خلدِ بریں بھی آپ کی وفات کی تاریخیں ہیں[2]۔

---

[1] المشاہیر۔ صفحہ ۲۱۵۔ [2] خزینۃ الاصفیا

سیرتِ پاک : آپ قطبِ وقت تھے۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ذکر و فکر میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ بہت متقی و پرہیزگار تھے۔ نہایت منکسر المزاج تھے ایک باوقار بزرگ تھے۔ اپنے پیر و مرشد سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی۔ اپنے پیر و مرشد کی خدمت کو اپنے لئے باعثِ فخر اور سعادت سمجھتے تھے۔ سعادتِ ارادت سے سرفراز اور مریدوں میں ممتاز تھے۔ جمالِ صوری اور کمالِ معنوی سے آراستہ تھے آپ کے متعلق یہ کہا گیا کہ :[1]

"شیخ جمالی دہلوی، جمالِ باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے"

صوفیوں کی بزم میں آپ عارفِ گرامی تھے۔ علمار کی مجلس میں آپ ممتاز درجہ رکھتے تھے۔

علمی ذوق : آپ کی مشہور تصانیف حسبِ ذیل ہیں :

سیرۃ العارفین۔ مراۃ المعانی۔

شعر و سخن : آپ ایک نامی شاعر تھے۔ جیسا کہا گیا ہے کہ :

"... شیخ جمالی سکندر لودی کے عہد میں شعرائے باکمال میں شمار ہوتے تھے"[2]

آپ نے ایک فارسی کا دیوان چھوڑا ہے جس میں آٹھ نو ہزار اشعار ہیں، مثنوی "مہر و ماہ" بھی آپ کی یادگار ہے۔ آپ کی نعت کا یہ شعر بارگاہِ نبوی میں مقبول ہوا ہے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صلحا کو اس شعر کے مقبول ہونے کی بشارت دی۔[3] آپ نے خوشی خوشی فرمایا :

"ہذا المدعی"

کرامات : آپ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے سلطان ابراہیم لودی کو آپ سے مکدر

---

[1] خزینۂ عامرہ۔ [2] دربارِ اکبری۔ [3] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۴۵۲

کر دیا۔ آپ کو بھی انقباض پیدا ہوا۔ اگرچہ بعد میں وہ کدورت محبت سے بدل گئی۔ لیکن سلطان ابراہیم لودی کو نہ صرف تخت و تاج سے محروم ہونا پڑا بلکہ بابر کے مقابلے میں پانی پت کے میدان میں وہ مارا گیا۔

ہرات کا واقعہ ہے کہ آپ حضرت جامی کے یہاں تھے ان کے حجرۂ خاص میں "لمعات" شیخ فخر الدین عراقی رکھی تھی حضرت مولانا نے شیخ صدر الدین تونوی کی تعریف میں مبالغہ کیا اور کہا "لمعات" جو فخر الدین عراقی نے لکھی ہے وہ شیخ موصوف کی برکت کا نتیجہ ہے آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ رات کو حضرت جامیؒ نے خواب دیکھا۔ صبح کو حضرت جامی نے خواب کا ذکر کیا، اور حضرت شیخ کی رُوحِ مبارک کو ثواب پہنچایا۔

باب ۴۵

حضرت شیخ عبدالقدوسؒ

حضرت شیخ عبدالقدوس مقبولِ بارگاہِ احدیت ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام ابوحنیفہ پر منتہی ہوتا ہے[1]

آپ کے دادا شیخ صفی الدین رودلی میں رہتے تھے۔ وہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید تھے۔

والد: آپ کے والد کا نام شیخ اسماعیل ہے[2] بعض کے نزدیک آپ کے والد کا نام شیخ صفی الدینؒ ہے[3]

پیدائش: آپ ۸۶۱ھ میں رودلی میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام عبدالقدوس ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ نے تعلیم زیادہ دن جاری نہیں رکھی۔ علمِ ظاہری اور شغلِ ظاہر سے آپ کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ آپ علمِ باطنی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

کایا پلٹ: آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کے مزار پر

---

[1] سفینۃ الاولیاء۔ (فارسی) صفحہ ۱۰۱۔ [2] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۵۔ [3] بستانِ معرفت صفحہ ۸۸

جھاڑو دینا شروع کیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کتاب "کافیہ" ہاتھ میں لئے ہوئے تھے مزار کے اندر حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ از خود رفتہ ہو گئے حضرت شیخ عبدالحق کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔ اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ علمِ باطنی اور شغلِ باطنی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور اُن سے خرقہ خلافت بھی پایا۔ آپ حضرت درویش قاسم اودھی کے بھی مرید اور خلیفہ ہیں[1] لیکن اصل میں آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کی روحانیت سے مستفید و مستفیض تھے[2] آپ کو اویسی طریقہ پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی سے فیض پہنچا۔

شاہ آباد میں قیام : آپ جلد ہی مدارجِ سلوک طے کر کے مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ ایک روز آپ کو شیخ احمد عبدالحق ردولوی نے یہ بشارت دی[3]

"ترا ولایتِ بالاتر عطا کی۔ (تجھ کو میں نے ولایتِ بالادست عطا کی)

عمر خاں کاشی جو سلطان سکندر لودھی کے امرا میں سے تھا آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ اُس کی درخواست پر آپ مع اہل و عیال ردولی سے سکونت ترک کر کے شاہ آباد جو دہلی کے قرب و جوار میں واقع ہے تشریف لے گئے، اور وہاں تیس[4] سال سے زیادہ قیام فرمایا۔

گنگوہ میں سکونت : شاہ آباد پٹھانوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ وہاں افغان کافی تعداد میں تھے۔ جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو افغانوں کو منتشر کرنے کی غرض سے شاہ آباد کو بھی برباد کیا۔ آپ سے شاہ آباد کی بربادی نہ دیکھی گئی۔ آپ نے وہاں سے سکونت ترک کرنے کی ٹھان لی۔ چناں چہ آپ مع متعلقین گنگوہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے[5]

شادی اور اولاد : آپ کے سات لڑکے تھے[6] جن میں شیخ حمیدالدین، شیخ اکبر اور شیخ رکن الدین مشہور عالم و زاہد تھے۔

---

[1] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۳۲۹ ۔ [2] سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۰۱ ۔ [3] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۳۵۶
[4] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۳۵۶ ۔ [5] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۹ ۔

وفات شریف : آپ تیس جمادی الآخر ۹۴۴ھ کو جوارِ رحمت میں داخل ہوئے[1]
بعض نے آپ کی وفات ۹۴۵ھ میں ہونا لکھا ہے[2] مزار شریف گنگوہ میں ہے۔

خلفا : آپ کے مشہور خلفا حسب ذیل ہیں :
شیخ عبدالکبیر۔ شیخ جلال الدین تھانیسری۔ شیخ عبدالغفور اعظم پوری
شیخ بھورو۔ شیخ عبدالاحد۔

سیرتِ مبارک : آپ صاحبِ کشف و کرامت تھے۔ سماع کا شوق تھا جو کچھ زبان سے فرماتے وہی واقع ہوتا۔ سنتِ رسول کے پابند تھے آپ کامل درویش اور بے نظیر عارف تھے۔ سماع میں اکثر آپ پر کیفیت طاری ہوتی اور آپ رقص کرنے لگتے اور والہانہ انداز میں کچھ فرما دیتے۔ ایک مرتبہ دہلی میں محفلِ سماع میں آپ شریک تھے۔ آپ پر کیفیت طاری ہوئی اور آپ حالت وجد میں کھڑے ہو کر یہ کلمات فرمانے لگے :

"منصور کو نادانوں نے قتل کیا"

کئی مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ علماء بھی محفل میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک بڑے عالم کا نام لیا جو منصور کے زمانے میں تھا اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھا۔ آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ اسی کو کہتا ہوں۔ سب خاموش ہو گئے۔

آپ کاشت کرتے تھے[3]

علمی ذوق : آپ نے کئی کتابیں لکھیں "انوار العیون" آپ کی مشہور کتاب ہے آپ کے مکتوبات تصوف کا خزانہ ہیں

شعر و شاعری : آپ کو شاعری کا شوق تھا "قدوس" آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی ایک مشہور غزل حسبِ ذیل ہے :

آتیں بر رُخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی ‏ ‏ ‏ ‏ باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی
در بہاراں گل شدی در صحنِ گلزار آمدی ‏ ‏ ‏ ‏ بعد ازاں بلبل شدی در صحن گلزار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا ‏ ‏ ‏ ‏ آئینہ اسمے نہادی خود باظہار آمدی
شورِ منصور از کجا و دارِ منصور از کجا ‏ ‏ ‏ ‏ خود زدی بانگِ انا الحق بر سر دار آمدی

---

[1] بستان معرفت۔ صفحہ ۹۰ تذکرہ العابدین صفحہ ۳۵۔ [2] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ)
[3] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۲۸۔

گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا
خود زخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں :

بھوک کی قسمیں : آپ فرماتے ہیں : [1]

"گرسنگی دو قسم کی ہے۔ علوی اور سفلی۔"

بھوک کے فوائد : آپ فرماتے ہیں :

"گرسنگی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے اور انسانیت کو رحمانیت کی طرف لے جاتی ہے۔ کیوں کہ گرسنگی سے آدمی خدا تعالےٰ تک پہنچ جاتا ہے۔"

بھوک کے مقام : آپ فرماتے ہیں :

"بھوک کے تین مقام ہیں۔ پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں جس کی غذا پانی اور طعام ہے۔ دوسرے مقام کو درد و محبت و عشق کی آگ کہتے ہیں۔ اس کی غذا خونِ جگر اور خاشاک وغیرہ ہے۔ تیسرے مقام کو محبوب و معشوق کی آگ کہتے ہیں جس کی غذا حسن و جمال، اور اوصافِ کمال ہیں۔"

فرض : آپ فرماتے ہیں : [2]

"خانہ بشریت سے نکل کر شہرِ احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہئے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہونا چاہئے۔"

کشف و کرامات : ایک مرتبہ آپ موضع چھاج پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت میں آپ نے بہ آوازِ بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہئے کہ اپنا مال و اسباب لے کر گھروں سے باہر نکل آئیں، گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔ تھوڑی دیر میں گاؤں میں آگ لگی اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایت کے موافق عمل نہیں کیا وہ پشیمان ہوئے اور ان کو نقصان برداشت کرنا پڑا۔ [3]

مولانا چندن جو آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین کے استاد تھے اور

---

[1] رسالہ نفسیہ - [2] مکتوب - [3] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۲۸

آپ حضرت عبدالقدوس سے بیعت تھے۔ ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب پر گئے۔ وہاں ایک حسین عورت کو دیکھ کر وہ اس پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے خلوت نے ان کی دراز دستی کی ترغیب دی۔ قبل اس کے کہ وہ دراز دستی کریں۔ انھوں نے دیکھا کہ آپ تالاب میں عصا لئے کھڑے ہیں۔

مولانا چندن آپ کو تالاب میں کھڑا دیکھ کر اپنے خیالاتِ فاسدہ سے شرمندہ ہوئے۔ تالاب سے واپس ہوئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکرا کر ان سے فرمایا کہ:

"کچھ دہشت کی بات نہیں ہے۔ پیر محافظ وقت ہوتے ہیں۔"

باب ۴۶

حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجانہ

حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجانہ قادریہ سلسلہ سے وابستہ تھے۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت شیخ محمد حسن کے مرید اور خلیفہ ہیں[1]

شیخ امان پانی پتی سے تعلقات: آپ کی حضرت شیخ امان پانی پتی سے توحید کے مسئلہ پر بہت بحث ہوتی تھی۔

ایک واقعہ: ایک مرتبہ آپ نے ایک سید کو دیکھا جو پولیس کی حراست میں تھا۔ ان کو چھڑانے کی غرض سے آپ نے اُن سید کی ضمانت کی۔ جب وہ سید رہا ہوئے تو آپ نے اُن سے کہا کہ وہ شہر سے باہر چلے جائیں اور آپ خود اُن کے بدلے سختی برداشت کریں گے۔ چنانچہ وہ سید فرار ہو گئے۔ آپ پر بحیثیت ضامن بہت سختی ہوئی۔ آپ نے ہنسی خوشی سب کچھ برداشت کیا۔

وفات: آپ نے ۹۴۹ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار جھنجانہ میں ہے۔

مریدین: آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سید علی لدھیانوی

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۴۶۹

آپ ہی کے مرید ہیں۔"

سیرت : آپ عبادت و مجاہدات کرتے کرتے مشاہدہ کے درجے تک پہنچے۔ آپ صابر شاکر اور بردبار تھے۔ آپ علم کے زیور سے آراستہ تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔

تعلیم : آپ فرماتے ہیں کہ:

"قریب تر راستہ ذکر ہے، اور اس سے بھی قریب تر صورت پیر و مرشد کے ساتھ مشغول ہونا ہے۔ حق سبحانہ، تعالیٰ جس کسی کے توفیق رفیق حال کرے کہ اس کو مشغولی واسطۂ پیر ہو جائے۔ اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی کام نہیں اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر اسی ملاحظہ میں مشغول رہے۔ اگرچہ کوئی اور ریاضت نہ کی ہو فقط یہی اس کو خدا تک پہنچا دے گی اور مبتدی کو پیر کی صورت میں مشغول ہونے کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کیوں کہ عالم الٰہی عالمِ معنی ہے اور اس کا دیکھنا ممکن نہیں ہے مگر صاحبِ کمال کی صورت میں کہ انسان کامل کی ذات، ذاتِ حق ہے اور کمال حق کی مظہر ہے۔"

باب ۴۷

حضرت شیخ حمزہ دھرسوی

حضرت شیخ حمزہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

خاندانی حالات : آپ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رح کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ حضرت سید محمد گیسو دراز رح سے ملتا ہے۔ آپ کے والدین نرہر میں تھے۔

ملازمت : آپ شاہی لشکر میں ملازم تھے۔

کایا پلٹ : ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپ شاہی محل کا پہرہ دے رہے تھے۔ یکایک آپ کے دل میں خیال آیا کہ "کسی ایسے شخص کی خدمت کرنی چاہیے" جو میری حفاظت کرے نہ ایسے کی جس کی میں حفاظت کروں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ آپ ملازمت چھوڑ کر تلاش حق میں چل نکلے۔

اجمیر میں آمد : آپ اجمیر آئے اور حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوتے اجمیر میں رہنے لگے۔

حضرت شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے بھی مستفید ہوئے۔

اجمیر میں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ ان کا نام پاین تھا۔ اُن سے بھی نعمت و برکت پائی۔

واپسی: اجمیر سے واپس اپنے وطن نرہر آئے۔ کچھ دنوں نرہر میں رہے۔
دمرسو میں قیام: نرہر سے سکونت ترک کر کے آپ دمرسو تشریف لائے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کے دمرسو میں رہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں جو سید رہتے تھے، اُن کی اخلاقی حالت خراب تھی۔ آپ ان لوگوں کو سدھارنا چاہتے تھے۔ آپ نے اُن کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام فرمایا۔
وفات: آپ نے ۲۵ ربیع الثانی ۵۷۰ھ کو وفات پائی[1] مزار دمرسو میں ہے۔
سیرت: آپ عبادت و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ خاندانِ سادات کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہر طرح سے ان کی امداد کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو نذرانے آتے آپ سب خرچ کر دیتے تھے۔ بیوی بچوں کے حصہ میں جو آتا وہ اُن کو دیتے۔ حصے سے زیادہ نہ دیتے۔ دُنیا سے کنارہ کش ہو کر عزلت میں دن گزارتے تھے۔ کسی دنیا دار کے گھر نہ جاتے تھے۔
فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ:
"دنیا آگ کے مثل ہے، یہ اتنی ہی کافی ہے کہ جس سے کوئی چیز پکا کر کھالیں اور سردی میں گرم ہو جائیں۔ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو جلا کر ہلاک کر دیتی ہے۔"

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صہ ۲۸۳۔

باب ۴۸

حضرت شیخ سلیم چشتی

حضرت شیخ سلیم چشتی نے اپنے سرچشمۂ فیض و ارشاد سے ایک عالم کو سیراب فرمایا۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد اجودھن سے ہجرت کر کے لدھیانہ آئے۔ کچھ عرصہ لدھیانہ میں رہے، پھر دہلی میں سکونت اختیار کی آپ کے والدین دہلی سے ترک سکونت کر کے فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔

آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد کا نام بہاء الدین ہے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ کا نام بی بی احد ہے۔

بھائی: شیخ موسیٰ آپ کے بڑے بھائی ہیں۔

نسب نامہ پدری: آپ کا نسب نامہ پدری حسبِ ذیل ہے۔

شیخ سلیم بن بہاء الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسیٰ بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ۔

لہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۵۲۱۔

ولادت مبارک : آپ دہلی کے اس وقت کے ایک محلہ۔ سرائے علاء الدین زندہ پیر میں۔ ۸۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سنِ ولادت میں اختلاف ہے بعض نے آپ کا سن ولادت ۸۹۷ھ لکھا ہے [1]

نام : آپ کا نام شیخ سلیم ہے۔

لقب : عرب میں آپ کو "شیخ الہند" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

بچپن کی کرامت : آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی میں دھان کا ایک دانہ چبھ گیا۔ اس دانے کا نشان پیشانی پر تمام عمر رہا۔ ایک بار اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دھان کے دانے چبھنے سے کافی تکلیف ہوتی تھی اس کو نکالنا چاہا۔ لیکن اس خیال سے نہیں نکالا کہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوگا۔

بچپن کا صدمہ : ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔

پرورش و تربیت : آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی کے سایے میں ہوئی آپ کے بڑے بھائی شیخ موسیٰ نے آپ کی تربیت پر کافی دھیان دیا۔

درخواست : سنِ بلوغ پر پہنچ کر آپ نے سفر کا ارادہ کیا۔ اپنے بڑے بھائی سے اجازت مانگی۔ آپ کے بڑے بھائی نے آپ کو اجازت نہیں دی اور کہا کہ اُن کے اولاد نہیں ہے۔ وہ حضرت سلیم ہی اُن کی اولاد ہیں اور انھوں نے ان کو اولاد کی طرح پالا ہے

یہ سن کر آپ نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ نا امید نہ ہونا چاہیے۔ ان کے یہاں لڑکا پیدا ہوگا، ان کا گھر روشن ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نو مہینے کے بعد شیخ موسیٰ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔

تعلیم : آپ کے بڑے بھائی کے یہاں جب لڑکا پیدا ہوا تو آپ نے رختِ سفر باندھا فتح پور سیکری سے سرہند تشریف لائے اور ملک العلماء شیخ مجد الدین سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ جس زمانے میں آپ کا قیام سرہند میں تھا، آپ کبھی کبھی قصبہ بدالی جاتے اور حضرت شیخ زین العابدین چشتی کے مزار سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔

سیر و سیاحت : آپ نے ۹۳۱ھ میں حرمین شریف کی زیارت کی۔ کچھ عرصہ

---

[1] اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صفحہ ۵۲۱

مکۃ معظمہ میں قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ میں پہنچ کر دربارِ رسالت پناہ میں رہنے لگے پھر عرب، عجم، خراسان، بصرہ اور شام کی سیر و سیاحت فرمائی[1] بعد ازاں عرب واپس آئے

واپسی: آپ ہندوستان واپس آتے اور فتح پور سیکری میں گوشہ نشین ہوکر عبادات، مجاہدات اور ریاضات میں مشغول ہوتے۔ خانقاہ تیار کرائی، باغ لگایا اور کنوئیں کھدوائے۔

بیعت و خلافت: سیر و سیاحت کے دوران آپ بہت سے بزرگوں اور درویشوں سے ملے اور اُن سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت شیخ ابراہیم چشتی کے دست حق پرست پر آپ بیعت ہوئے اور اُن سے خرقہ خلافت پایا۔

سفر حرمین شریف: ہیموں بقال کی فتنہ پردازی کی وجہ سے آپ کو دوبارہ وطن سے باہر جانا پڑا۔ آپ ۹۶۲ھ میں بیت اللہ پہنچے اور سیر و سیاحت کے بعد ۹۷۶ھ میں واپس ہوئے۔

سلاطین سے تعلقات: علاوہ امراء کے سلاطین بھی آپ کے معتقد تھے۔ خواص خاں جو امرائے کبار میں سے تھا۔ آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ کئی بادشاہ آپ کے معتقد تھے۔ شیر شاہ، سلیم شاہ اور اکبر آپ سے ارادت و عقیدت رکھتے تھے اور بہت خلوص، محبت اور عزت اور تعظیم و تکریم سے آپ سے پیش آتے تھے[2]

شادی اور اولاد: پہلے سفر سے واپسی کے بعد جب فتح پور سیکری تشریف لائے تو آپ نے شادی کی۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔ تاج الدین سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے[3] ان کا انتقال ڈھائی سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کے دو اور لڑکے تھے۔ شیخ بدرالدین، آپ کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور قطب الدین شہنشاہ جہاں گیر کے عہد میں اُونچے عہدے پر فائز ہوئے[4]

وفات: آپ نے ۲۹ رمضان ۹۷۹ھ کو وصال فرمایا۔ مزار فیض آثار فتح پور سیکری میں مرجع خاص و عام ہے۔

---

[1] تاریخ فرشتہ (جلد دوم، فارسی) صفحہ ۴۲۰ [2] تاریخ فرشتہ (جلد دوم، فارسی) صفحہ ۴۲۰

[3] معارج الولایت - [4] تاریخ فرشتہ (جلد دوم، فارسی) صفحہ ۴۰۲

خلفاء : آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ بدر الدین آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ عرب میں جب آپ کا قیام ہوا تو آپ نے سید محمد ولی، شیخ محمود شامی اور شیخ رجب علی کو خرقۂ خلافت سے ممتاز فرمایا۔ ان کے علاوہ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

شیخ عبدالواحد۔ شیخ امام سرہندی۔ امام سید حسین، شیخ رکن الدین۔
شیخ یعقوب۔ شیخ حماد۔ شیخ محمد غوری۔ شیخ کبیر، شیخ محمد بخاری۔ شیخ کمال الدین، شیخ فتح اللہ وغیرہ۔

سیرتِ مقدس : آپ صاحب علم و فضل، جامعِ شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ زہد و تقویٰ، ریاضت و مجاہدات، ترک و تجرید، تحمل و بردباری میں یگانۂ عصر تھے۔ جب تک آپ بہت کمزور و ضعیف نہ ہو گئے، آپ نے طے کے روزے نہیں چھوڑے۔ آپ کو پرانا سرکہ اور ٹھنڈی ترکاریاں بہت مرغوب تھیں۔ ٹھنڈے پانی سے روزانہ غسل فرماتے تھے کیسی ہی سردی ہو۔ آپ کے لباس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔ جاڑے کے موسم میں بھی باریک کرتا زیب تن فرماتے تھے۔ نمازِ اوّل وقت پڑھتے تھے۔ لوگوں کو ان باتوں سے جو خلاف شریعت ہیں روکتے تھے۔ جب آپ محفل میں رونق افروز ہوتے تو ہر شخص پر نگاہ رکھتے۔ کسی کو ڈانٹتے، کسی کو نصیحت فرماتے اور کسی کو تعلیم و تلقین فرماتے۔

فرمان : درویشوں کی ہڈیوں میں عشق الٰہی کے سبب بے شمار سوراخ ہوتے ہیں:

کرامت : شہنشاہ اکبر کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ آپ سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے مراقبہ کیا اور شہنشاہ اکبر سے کہا۔

"افسوس ہے کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے"

شہنشاہ اکبر نے یہ سن کر آپ سے عرض کیا:

"چونکہ میری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے اسی لئے تو آپ سے عرض کیا ہے۔ آپ دعا کیجئے"

آپ شہنشاہ اکبر کے اس جواب سے خوش ہوئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور پھر فرمایا۔

"اس ملک میں راجپوتوں کی حکومت بہت عرصے تک رہے گی۔ اچھا کل بادشاہ بیگم کو میری بیوی کے پاس بھیج دینا"

دوسرے دن جب بادشاہ بیگم آپ کے یہاں آئی تو آپنے اپنی اہلیہ محترمہ کو رانی کی پشت سے پشت ملا کر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی اہلیہ محترمہ رانی کی پشت سے پشت ملا کر بیٹھیں تو آپنے اپنی چادر دونوں پر ڈال دی۔ پھر اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ اپنا ہونے والا فرزند رانی کو دے دو۔ جب بادشاہ بیگم کے لڑکا پیدا ہوا تو اس لڑکے کا نام آپ نے اپنے نام پر "سلیم" رکھا۔ شہزادہ سلیم آپ کو "شیخو بابا" کہا کرتا تھا۔ شہزادہ سلیم اپنے والد شہنشاہِ اکبر کے انتقال کے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا اور "جہاں گیر" کے لقب سے مشہور ہوا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ حجرے سے نماز کے واسطے مسجد جا رہے تھے ایک فقیر کو دیکھا کہ سو رہا تھا۔ آپ نے اس کو جگایا اور اس سے فرمایا۔

"فقیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیئے"

وہ فقیر یہ سن کر شرمندہ ہوا اور اقرار کیا کہ واقعی وہ خواب میں لڑ رہا تھا۔

آپ نے فتحپور سیکری کے لوگوں سے شاہی عمارات تعمیر ہونے سے پندرہ سال قبل فرمادیا تھا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ مکانات کشادہ بنالیں ورنہ پھر جگہ نہیں ملے گی۔

لہ اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) صہ ۵۲۱، ۵۲۲ لہ معارج الولایت

باب ۴۹

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری گوہرِ دریائے فضل و کمال ہیں

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری و مادری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ پر منتہی ہوتا ہے۔[1] آپ کے آباواجداد بلخ کے رہنے والے تھے۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی محمود ہے۔

ولادت مبارک: آپ بلخ میں ۸۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام جلال الدین ہے۔

ہندوستان میں آمد آپ اپنے والد کے ساتھ سات سال کی عمر میں ہندوستان آئے اور تھانیسر میں سکونت اختیار کی۔

تعلیم و تربیت: آپ نے ہندوستان آنے سے قبل بلخ میں قرآن شریف حفظ کیا ہندوستان آکر تحصیل علومِ ظاہری میں مشغول ہوئے اور صرف و نحو، تفسیر، حدیث، فقہ منطق وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں تحصیلِ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس اور وعظ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ فتویٰ بھی دیتے تھے۔[2]

کایا پلٹ: آپ ایک عالم تھے علوم باطنی سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔ سماع کو ناجائز سمجھتے تھے اور آپ کی زندگی میں کایا پلٹ اس طرح ہوئی کہ تھانیسر کا حاکم حضرت عبدالقدوس

۱۔ سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۸۔ اقتباس الانوار ۲۔ سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۰، ۲۱۹۔

گنگوہی کا مرید اور معتقد تھا۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے ایک مرتبہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے تھانیسر کے حاکم سے فرمایا[1]

"ما شنیدہ ایم کہ پیر شما آمدہ است و برقص و سماع مشغول است
ما می خواہم کہ بوی ملاقاتی شدہ وجہ ارتکاب ایں امور منہیہ بپرسم
اکنوں آں پیرِ رقاص را سلام ما بگوئید"

ترجمہ: ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیر آئے ہیں اور وہ رقص و سماع میں مشغول ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُن سے مل کر ان امورِ منہیہ کے ارتکاب کی وجہ دریافت کریں۔
اب تم ان پیرِ رقاص سے ہمارا سلام کہنا"

تھانیسر کے حاکم نے آپ کا پیغام حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو پہنچایا۔ اُنھوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ:

"آں پیرِ رقاص خود می رقصد و دیگراں را می رقصد"
(وہ پیرِ رقاص خود رقص کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی رقص کراتا ہے)

اس نامہ و پیام کے بعد ایک دن حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی یادِ الٰہی میں مشغول تھے کہ انھوں نے ایک آواز سنی کہ:

"ہم نے جلال کو تمہیں بخشا۔ اس کو اپنے حلقہ میں لاؤ۔ اور ہمارے جمال سے آشنا کرو"

ان کے لئے یہ اشارہ کافی تھا۔ وہ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے آپ کے مدرسے میں پہنچ کر اور آپ کو سلام کر کے ایک طرف خاموش بیٹھ گئے۔ آپ تدریس میں مشغول رہے۔ آپ نے اُن کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ جب آپ پڑھا چکے اور طلباء چلے گئے، تو آپ نے ان (حضرت عبدالقدوس) سے پوچھا:

"میاں فقیر! کہاں سے آئے ہو؟"

حضرت عبدالقدوس نے جواب دیا:

"میں وہی فقیر رقاص ہوں"

---

[1] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۳۶۵

اُن کا یہی فرمانا تھا اور توجہ کا دینا تھا کہ از خود رفتہ ہوگئے۔ ظلمت دور ہوئی۔ تاریکی سے روشنی میں آئے۔ سرِ نیاز حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے قدموں پر رکھا۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اُنھوں نے کُلاہ چار ترکی اپنے سر سے اُتار کر آپ کے سر پر رکھی۔ آپ کو شغلِ نفی و اثبات تعلیم فرمایا اس کے بعد دیگر افکار و اشغال مثلاً شغلِ ہوا۔ سلطان الاذکار، شغلِ سہ پایہ وغیرہ آپ کو تعلیم فرمائے۔ بعدہٗ آپ کے پیر دستگیر نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

پیرومُرشد کی خدمت: آپ نے ایک عرصے تک پیرومرشد کی خدمت میں شاہ آباد رہ کر فیوض و برکات حاصل کیے۔

پیرومرشد سے خط و کتابت: آپ اپنے حالات و واقعات و ارادت کے متعلق اپنے پیرومرشد کو لکھتے رہتے تھے۔ آپ کے پیرِ روشن ضمیر کبھی جواب میں لکھتے: [1]

"دیگ مرداں دیر پختہ می شود خوش و خرم باد"

(مردوں کی دیگ دیر میں پکتی ہے۔ خوش و خرم رہیں)

اور کبھی لکھتے:

"خوف را بخود راہ مدہید۔ دلاور باشند"

(خوف کو خود میں راہ نہ دیں۔ بہادر رہیں)

اور کبھی تحریر فرماتے۔

"مبارک باد"

اکبر کی باریابی: شہنشاہ اکبر بروز شنبہ بتاریخ ۲۔ محرم ۹۸۰ھ کو مرزا محمد حکیم کی بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے پنجاب جاتے ہوئے تھانیسر میں رُکا اور اس نے آپ کی خانقاہ پر حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں گل ہائے عقیدت پیش کیے۔[2] اکبر کے خاص خاص درباری بھی آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے

---

[1] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۳۶۶ [2] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۳۴۶

شادی و اولاد : آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی شیخ نظام الدین رح بلخی سے ہوئی۔ [1]

وفات : آپ نے ۲۴ ذی الحجہ ۹۸۹ھ کو اس جہان فانی سے سفر دار الآخرت فرمایا۔[2] مزار تھانیسر میں واقع ہے۔

خلفاء : حضرت شیخ نظام الدین بلخی آپ کے سجادہ نشین ہیں - آپ کے مشہور خلیفہ حسب ذیل ہیں [3]

حضرت شیخ نظام الدین بلخی۔ شیخ عبد الشکور۔ قاضی سالم کیرانوی شیخ موسیٰ۔ شیخ عیسیٰ۔ سید فاضل توہانہ۔

سیرتِ مبارک : آپ اپنے زمانے کے قطب و غوث تھے۔ ترک و تجرید میں یگانہ اور خلق سے بیگانہ تھے۔ زہد و تقویٰ بے مثال تھا، عبادت، ریاضت و مجاہدہ میں ساری عمر گزار دی۔ اسّی سال کی عمر تک ایک قرآن روزانہ ختم کرنا آپ کا معمول تھا استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے کان میں حق حق کہا جاتا تو آپ ہوش میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔

علمی ذوق : آپ کی کتاب "ارشاد الطالبین" آپ کی علمی یادگار ہے [4] آپ کے مکتوبات کو شہرتِ دوام حاصل ہے۔

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہے۔

عشاق : آپ فرماتے ہیں کہ: [5]

"عشاق کو چاہئے کہ کشف و کرامات کی منازل پر توقف کو روا نہ رکھیں، اس سے ترقی کریں اور کسی چیز میں مقید نہ ہوں۔۔۔۔ خون پئیں اور کھو جائیں اور موت سے پہلے مر جائیں"۔

سوال اور جواب : فیضی آپ کی خدمت میں اکبر کے خانقاہ سے چلے جانے کے بعد حاضر ہوا ـــــ آپ محافہ میں سوار ہوئے جا رہے تھے، فیضی کی خاطر واپس آئے۔ فیضی نے آپ سے سوال کیا کہ:

---

[1] اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صفحہ ۵۲۵ ۔ [2] تذکرۃ العابدین۔ صفحہ ۳۶، ۳۷

"انسان کی سواری کے لئے حیوانات پیدا کئے گئے ہیں - پھر کیا بات کہ آپ آدمیوں پر سوار ہوتے ہیں ؟"

آپ نے جواب دیا کہ :

"اصل بات یہ ہے کہ بعضے آدمی مثل چارپایوں کے ہیں ، بلکہ حیوان اُن سے بہتر ہیں"

کشف و کرامات : آپ کے ایک مُرید کا واقعہ ہے کہ آپ کی خدمت میں چند سال رہا لیکن اس کو حالتِ جذب و کیف محسوس نہ ہوئی۔ جب اُس نے کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگا کہ پہلے زمانے میں نجم الدین کبریٰ ایسے صاحب عظمت اور صاحب حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچا دیتے تھے اور آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے۔

آپ بذریعہ کشف اس خطرے سے آگاہ ہوئے —— آپ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ : [1]

"آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ اُن کی ایک نگاہ سے مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے"

اسی وقت وہ مُرید بے خود ہوا اور اعلیٰ درجے پر پہنچا۔ تھوڑے دنوں میں اس کا انتقال ہو گیا۔

آپ کو جب اس کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا :

"ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے"

---

[1] سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۲۰۲

دلقت بچہ کار آید تسبیح و مُرقع
خود را از عمل ہائے مکوہیدہ بری دار
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست
دُرویش صفت باش و کلاہ ترزی دار

حصہ ششم

باب ۵۰

حضرت مادھولال حُسینؒ

حضرت مادھولال حُسین جمالِ معرفت اور کمالِ حقیقت سے آراستہ ہیں

خاندانی حالات: آپ کے آبا و اجداد کاستھ تھے۔

والد: آپ کے والد کا نام کلس رائے تھا۔ انھوں نے سلطان فیروز شاہ کے عہد میں اسلام قبول کیا اور ان کا نام شیخ عثمان رکھا گیا۔ وہ کپڑا بنتے تھے۔

ولادت: آپ ۹۴۵ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شیخ حُسین ہے۔ لیکن آپ مادھولال حُسین کے نام سے مشہور ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک برہمن لڑکے پر جس کا نام مادھو تھا، عاشق ہوئے عشق نے اپنا کام کیا۔ انتہائے عشق نے دونوں کے نام بھی یک جا کر دیئے اور بجائے شیخ حُسین کے آپ مادھولال حُسین کہلانے لگے۔

تعلیم و تربیت: آپ جب سات سال کے ہوئے، مکتب میں بھیجے گئے۔ حافظ ابوبکر سے چھ پارے حفظ کئے۔ آپ نے شیخ سعد اللہ سے تفسیر مدارک کا کچھ حصّہ پڑھا۔ آپ تعلیم زیادہ دن جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت بہلول سے ملاقات: ایک دن آپ مکتب میں درس لے رہے تھے کہ حضرت بہلول مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت بہلول قطب زماں تھے۔ وہ حضرت امام علی موسیٰ کے مزار سے لاہور تشریف لائے تھے۔ ان کو حضرت امام رضا کے مزار سے حکم ہوا تھا کہ وہ لاہور جا کر آپ (حضرت حُسین) کو توجہ دیں۔

چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور حافظ ابوبکر سے آپ کا نام معلوم کرکے آپ سے دریا سے وضو کے لئے پانی لانے کو فرمایا، آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت بہلول نے وضو کیا، اور دو رکعت نماز ادا کرکے آپ کے واسطے اس طرح دعا کی:

یاالٰہی! اس بچے پر کرم کر۔ اس کو عرفان کی دولت سے مالامال کر اور اپنا سچا عاشق بنا۔"

ختمِ قرآن: حضرت بہلول نے حافظ ابوبکر سے فرمایا کہ ماہ رمضان قریب ہے اس سال رمضان میں شیخ حسین قرآن سنائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے بہلول سے عرض کیا:

"یہ کیسے ممکن ہے! مجھے تو صرف چھ پارے حفظ ہیں"

حضرت بہلول نے فرمایا کہ:

"فکر کی کوئی بات نہیں ہے تم ضرور قرآن سناؤ گے۔ دریا جاؤ، اور وہاں سے ہمارے لئے پانی لاؤ۔ اور ایک بات کا خیال رکھنا۔ وہاں جو بزرگ تمہیں ملیں اُن کی ہدایت پر عمل کرنا"

آپ دریا پر جو گئے تو دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں آپ کے منتظر ہیں۔ ان بزرگ نے آپ سے فرمایا کہ لوٹے کا پانی ان کے ہاتھ پر ڈال دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اُن بزرگ نے خوش ہو کر آپ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اس کی برکت سے آپ نے اُس سال رمضان المبارک میں پورا قرآن شریف سنایا حضرت شیخ بہلول نے آپ کو امام بنایا۔

رخصت: حضرت شیخ بہلول نے آپ کو مرید کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اب اُن کا کام پورا ہو چکا تھا وہ آپ سے رخصت ہوئے۔

ہدایت: رخصت ہونے سے قبل حضرت شیخ بہلول نے آپ کو اس امر کی ہدایت فرمائی کہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پرانوار پر پابندی سے حاضر ہوا کریں۔

عبادت و ریاضت: آپ نے چھبیس سال عبادت، ریاضت اور مجاہدے میں گزارے۔ روزانہ ایک کلام پاک ختم کرنا۔ آپ کا معمول تھا۔ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر نہایت پابندی سے حاضر ہوتے۔

معمولات : رات تلاوت کلام پاک اور عبادت میں گزارتے - دریا کے کنارے اور حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر سکون، ایک سوئی پاتے - صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مکتب میں تفسیر کا درس لینے جاتے - وہاں عصر تک رہتے - عصر کی نماز کے بعد ذکر و فکر میں مشغول ہوتے مغرب کی نماز ادا کر کے عشا کی نماز تک نفل پڑھتے - بیماری کی حالت میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہیں آتا تھا -

عطیہ : آپ نے بارہ برس تک نہایت پابندی سے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دی - آخر اس حاضری کا صلہ آپ کو مل ہی گیا - ایک دن آپ حسبِ معمول مزار مبارک پر حاضر تھے کہ نورانی صورت نمودار ہوئی اور آپ سے فرمایا تم جانتے ہو میں کون ہو - پھر خود ہی بتایا کہ :

"میں علی ہجویری ہوں "

آپ کے حال پر نہایت لطف و کرم فرمایا - آپ کو نعمت باطنی سے مالا مال کر دیا آپ کو ولایت عطا فرمائی اور شراب وحدت سے مدہوش و سرشار کیا اور فرمایا کہ :

"یہ اس خدمت کا صلہ ہے جو تم نے بارہ سال کی ہے "

کایا پلٹ : ایک روز آپ شیخ سعد اللہ سے تفسیر مدارک کا درس لے رہے تھے - جب ایک آیت پر پہنچے جس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ اس جہان کی زندگی لہو و لعب ہے تو آپ نے شیخ سعد اللہ سے اس کی وضاحت اور تشریح بیان کرنے کی درخواست کی - انھوں نے فلسفیانہ اور عالمانہ طور پر آپ کو سمجھایا اور اس بات پر زور دیا کہ یہ تمام دنیا ہی لہو و لعب ہے -

یہ سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی - آپ اسی حالت میں رقص کرنے لگے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ جب خداوند تعالیٰ نے ساری دنیا کو بازی فرمایا ہے تو بس اس میں مصروف رہنا چاہیے - آپ نے کتابیں ایک کنوئیں میں ڈال دیں داڑھی مونچھ کے بار سے سبک دوش ہوئے - جام آپ کے ہاتھ میں ہوتا، اور آپ گلی کوچوں اور بازاروں میں نشے کی حالت میں پھرتے تھے - طوائفوں میں جاتے - ناچ گانے میں ہمہ تن مشغول رہتے اور محفلِ نشاط میں شریک ہوتے تھے - غرض آپ نے "ملامتیہ طریقہ اختیار کر لیا تھا "

امتحان: آپ کے پیر دستگیر حضرت شیخ بہلول کو چینوٹ میں معلوم ہوا کہ آپ (حضرت حسین) شراب پیتے ہیں، مدہوش رہتے ہیں اور جادۂ شریعت سے بھٹک گئے ہیں۔ وہ آپ کو دیکھنے کی غرض سے لاہور تشریف لائے۔ آپ کو دیکھا اور مطمئن ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

پیر و مرشد کا وصال: کچھ ہی عرصے کے بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ بہلول کا وصال ہوگیا۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ مستانہ وار رباب پر ناچتے تھے۔

تیرِ عشق: ایک روز شاھدرہ سے گزرتے ہوئے آپ کی نگاہ ایک نوجوان مسمی مادھو پر پڑی، مادھو برہمن لڑکے تھے اس وقت ان کی عمر کوئی سولہ سال کی تھی اُن کی شادی ہو چکی تھی۔ مادھو کو دیکھنا تھا کہ آپ اُن پر عاشق ہوئے۔ سولہ سال تک آپ نے مادھو کے مکان کا طواف کیا۔ مادھو نے کچھ التفات نہیں برتا۔

عشق کی فتح: آخر کار مادھو پر آپ کے سچے عشق کا اثر پڑا۔ مادھو آپ کی خدمت میں آنے جانے لگے اور آپ کے ساتھ ناب سے شغل فرمانے لگے۔ مادھو کے گھر والوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی۔ رفتہ رفتہ مادھو آپ سے قریب ہونے لگے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اُن کا نام میاں محبوب الحق رکھا گیا۔ لیکن وہ مشہور مادھو ہی کے نام سے ہیں۔

ایک واقعہ: ایک دفعہ بسنت کے تہوار کے موقع پر مادھو نے گلال لا کر آپ پر ڈالا۔ آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ ناچنے لگے۔ بعد ازاں آپ یہ تہوار منانے لگے۔

قاضی کو جواب: ایک دن قاضی لاہور نے آپ کو ڈھول پر ناچتے دیکھا۔ مخدوم الملک کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ اس نے چاہا کہ آپ کو سرزنش کرے۔ آپ نے قاضی لاہور سے فرمایا:

"کیوں قاضی صاحب - ارکان اسلام کے پانچ ہیں -
پہلا کلمہ توحید، اور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار - اس میں
تو ہم دونوں شریک ہیں :
دوسرا نماز اور تیسرا روزہ - ان دونوں کو میں نے ترک کیا -
چوتھا زکوٰۃ، پانچواں حج، ان دونوں کو تم نے ترک کیا -
پھر کیا بات ہے کہ حسین ہی کو فقط مستوجب سزا قرار دیا جائے"
قاضی صاحب یہ سن کر مسکرائے اور چلے گئے -
شاہی دربار میں : آپ کے قلندرانہ مشرب کی شکایت اکبر کے پاس پہنچی - اکبر نے
آپ کو دربار میں بلایا - اکبر نے آپ سے دریافت کیا :
"اے درویش ! سنا ہے تم خدا رسیدہ ہو"
آپ نے جواب دیا - اس میں کیا شک ہے -
اکبر نے پوچھا
اچھا یہ تو بتایئے کہ آپ خدا تک کس طرح پہنچے ؟"
آپ نے جواب دیا :
"اے بادشاہ ! میں خدا تک نہیں پہنچا بلکہ خدا مجھ تک
پہنچا ہے"
ایک درباری نے اس کا ثبوت مانگا - آپ نے اکبر سے مخاطب ہو کر فرمایا :
"اے ہندوستان کے سیاہ و سپید کے مالک ! موٹی سی بات ہے، اگر
آپ نہ چاہتے تو یہ گدا آپ تک کیسے پہنچتا"
اکبر آپ کا یہ جواب سن کر خوش ہوا اور آپ کو عزت و احترام سے رخصت کیا
شہزادہ سلیم جو "جہاں گیر" کے لقب سے تخت پر بیٹھا آپ کا معتقد تھا - اس
نے آپ کا روزنامچہ لکھنے کی خدمت بہادر خاں کے سپرد کی -
وفات : آپ نے ۱۰۰۸ھ میں وفات پائی - بوقت وفات آپ کی عمر تریسٹھ سال
کی تھی -
مزار لاہور میں واقع ہے - ہر سال میلہ چراغاں، بڑی دھوم دھام

سے منایا جاتا ہے۔
خلفاء: حضرت مادھو آپ کے سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ کے سولہ خلیفہ تھے۔
جس میں سے چار شاہ غریب کہلاتے تھے۔ چار دیوان کہلاتے ہیں ۔۔ یعنی مادھو دیوان۔ گورکھ دیوان۔ بخشی دیوان۔ الہ دیوان۔
تین خاکی کہلاتے ہیں یعنی مولا بخش خاکی، خاکی شاہ وزیر آبادی۔ حیدر بخش خاکی۔
چار بلاول کہلاتے ہیں یعنی شاہ زنگ بلاول۔ بدھو بلاول۔ شاہ بلاول اور شاہ بلاول دکنی۔
سیرت: آپ نے ملامتیہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ آپ کا مشرب قلندرانہ تھا۔ آپ کو ناچ گانے کا بہت شوق تھا۔ آپ لباس فقر میں اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔ روزانہ صبح کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ رات ہنسنے اور رونے میں گزار دیتے تھے۔ آپ نشیلی چیزوں کا استعمال بھی کرتے تھے۔
اقوال: جب علم کے ساتھ عمل نہ ہو تو اس علم سے ناچنا کودنا بہتر ہے۔
میں نہ مقیم ہوں اور نہ مسافر، نہ مسلمان نہ کافر۔
کشف و کرامات: آپ نے جب مکتب چھوڑا تو ساری کتابیں کنوئیں میں ڈال دیں۔ آپ کے ساتھیوں نے اپنی کتاب آپ سے طلب کی۔ آپ کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے اور کنوئیں سے کہا کتابیں واپس کر دے یکایک پانی اوپر آیا۔ کتابیں پانی میں تیر رہی تھیں۔ کتابیں ذرا بھی نہیں بھیگی تھیں۔ آپ نے کتابیں لے کر ساتھیوں کو دے دیں۔
حضرت مادھو کے والدین گنگا اشنان کے لئے گئے۔ وہ حضرت مادھو کو بھی اپنے ہمراہ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے حضرت مادھو کو اجازت نہیں دی آپ نے اُن سے فرمایا کہ جس دن اشنان ہو بتانا۔ جب حضرت مادھو نے آپ کو وہ دن یاد دلایا تو آپ نے حضرت مادھو سے آنکھیں بند کرنے اور اُن کے پاؤں پر پاؤں رکھنے کو کہا انھوں نے ایسا ہی کیا آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ گنگا کے

کنارے کھڑے ہیں۔ اپنے والدین کے ساتھ اشنان کر کے اسی طرح لاہور واپس آتے۔ حضرت مادھو کے والدین جب اشنان سے لاہور واپس آتے تو اُنھوں نے اس کا ذکر کیا۔

ایک مرتبہ موضع منڈیا کے لمبردار نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا جب تک بارش نہ ہوگی رہائی ناممکن ہے۔ آپ نے لمبردار سے فرمایا، کہ اچھی بات ہے لیکن نان اور مُرغ کھلاؤ۔ پھر دعا کریں گے۔ نان اور مُرغ کھانے کے بعد آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: "اب کیا دیر ہے"

آپ کا یہ کہنا تھا کہ ابر گھر کر آیا، اور خوب بارش ہوئی۔

باب ۵۱

حضرت شاہ ابو المعالی

حضرت شاہ ابو المعالی زبدۃ العارفین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت موسیٰ المرقعہ بن حضرت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے

آپ کے آبا و اجداد ساداتِ کرمان سے تھے۔آپ کے دادا کے دادا سید فیض اللہ اپنے لڑکے سید مبارک کرمانی کو ہمراہ لے کر کرمان سے ۹۶۰ھ میں ہندوستان آئے۔اوچہ میں قیام فرمایا[1] اوچہ سے سکونت ترک کر کے داؤ دجال میں جو ملتان کے قریب ہے اقامت گزیں ہوئے۔

والد : آپ کے والد سید رحمت اللہ داؤ دجال سے سکونت ترک کر کے سنگھرہ میں رونق افروز ہوئے پھر سنگھرہ سے شیر گڈھ میں آکر سکونت اختیار کی۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت شیر گڈھ میں ۱۰۔ذوالحجہ ۹۶۰ھ کو واقع ہوئی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۰۔ذوالحجہ ۹۲۰ھ کو پیدا ہوئے[2]

نام : آپ کا نام المعالی ہے۔آپ شاہ ابو المعالی کے نام سے مشہور ہیں۔

القاب : آپ کے القاب "اسد الدین" اور "شاہ خیر الدین" ہیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد کے سایہ عاطفت میں ہوئی آپ کے والد نے علومِ ظاہری آپ کو پڑھائے۔علومِ ظاہری سے جلد ہی فارغ ہوئے۔

---

[1] مقامات داؤدیہ۔روضۃ النوادر۔ [2] سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۹۲۔

تلاشِ حق : آپ کو علومِ باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ آپ کو اویسی طریقے پر غوث الاعظم محی الدین حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے عشق پیدا ہوا۔ شہر کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ کئی سال تک جنگلوں میں پھرتے رہے۔

کایا پلٹ : آپ ۹۸۰ھ میں دہلی پہنچے، دہلی کے قیام کے دوران ایک روز آپ کی ایک مجذوب سے سرائے میں ملاقات ہوئی۔ وہ مجذوب آپ کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور یہ الفاظ زبان پر لایا۔

"عالمیاں امروز برائے کسبِ سلوک طریقت وحصول دولت
بر درِ باب شیخ داؤد می روند و ایشاں آں چناں نعمت درون خانہ
گزاشتہ بیروں می روند"

ترجمہ آج لوگ سلوکِ طریقت وحصول دولت کے واسطے بابا شیخ
داؤد کے دَر پر جاتے ہیں اور یہ ایسی نعمت کو گھر میں چھوڑ کر
باہر جاتے ہیں۔

بیعت وخلافت : یہ الفاظ آپ کے لئے کافی تھے ۔ یہ اشارہ پا کر آپ دہلی سے شیر گڑھ روانہ ہوئے۔ شیر گڑھ پہنچ کر آپ حضرت شیخ داؤد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ داؤد آپ کو دیکھتے ہی آپ سے اس طرح مخاطب ہوئے

"معالی! پیش بیا۔ بارے بگو آں مجذوب را چوں دیدی چہ گفتی
وچہ شنیدی"

ترجمہ : (معالی! آگے آؤ۔ پھر بیان کرو کہ جب اس مجذوب کو دیکھا کیا
کہا اور کیا سُنا)

آپ نے سارا واقعہ حضرت داؤد کے گوش گزار کیا۔

حضرت شیخ داؤد نے آپ سے فرمایا:

"ہمیشہ میرے پاس رہو تاکہ تم کو وہ حاصل ہو جو دوسری جگہ ساری عمر
میں بھی حاصل نہ ہو"

آپ حضرت شیخ داؤد کے مرید اور ممتاز خلیفہ ہیں۔

پیر و مرشد کی حقیقت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حیران، پریشان اور رنجیدہ تھے۔ آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دیدار کے شوق نے بے چین کر رکھا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ داؤد کو بذریعہ کشف آپ کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ آپ کو تسلی دیتے ہوئے آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا:

"معالی! امروز یا فردا ترا بجانبِ جناب مقدس معلیٰ حاضری می کنم۔ منتظر ساعد و وقت باش۔"

"آج یا کل میں تجھ کو مقدسِ معلیٰ کی جانب حاضر کرتا ہوں۔ اس گھڑی کا انتظار کرو۔"

آپ اس نیک ساعت کا نہایت بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ ایک رات جبکہ آپ کچھ سوتے اور کچھ جاگتے تھے، آپ نے دیکھا کہ آپ کے پیر و مرشد تشریف لائے ہیں وہ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر حضرت غوث الاعظم کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کے سیدھے طرف ابو المعالی عراقی بیٹھے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد وہاں پہنچ کر حضرت غوث الاعظم کے بائیں طرف بیٹھے۔

آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا ابو المعالی عراقی جو حضرت غوث الاعظم کے سیدھی طرف بیٹھے ہیں آپ کے پیر و مرشد سے رُتبے میں زیادہ ہیں آپ کے دل میں اس خطرے کا آنا تھا کہ حضرت غوث الاعظم نے آپ کی طرف دیکھا اور عربی میں فرمایا جس کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

"اے ابو المعالی! تیرا شیخ میرا دل ہے اور دل بجانبِ چپ ہی ہوتا ہے۔"

لاہور میں سکونت: آپ ۱۰۱۱ھ میں اپنے پیر دستگیر کے وصال کے بعد لاہور میں آ کر رہنے لگے اور مخلوق کو رشد و ہدایت فرمانے لگے۔

وفات: آپ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ کو واصل بحق ہوتے [1]۔ آپ کا مزار لاہور میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

سیرت: آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ حضرت غوث الاعظم کے سچے عاشق

---

[1] سفینۃ الاولیاء۔ (فارسی) صفحہ ۱۹۶

تھے اپنے پیرو مرشد سے والہانہ عشق تھا۔ اور اپنے پیرو مرشد کی عنایات و الطاف وکرم کا اس طرح اعتراف کرتے ہیں ؎

به تختِ فقر بنشینم چو حاصل گشت مقصودم
سلیمانی کنم کز جان غلام شیخ داؤدم

آپ فنافی الشیخ کے درجے پر فائز تھے۔

علمی ذوق : آپ ایک خدا رسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسبِ ذیل ہیں۔

تحفۃ القادری۔ باغِ ارم۔ زعفران زار۔ رسالہ مونس جاں۔

شعر و شاعری : آپ ایک خوش گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص "غربتی" ہے کہیں آپ نے "مسلمے" اور کہیں "معالی" تخلص بھی استعمال کیا ہے۔

آپ صاحبِ دیوان تھے۔ ایک مشہور غزل کے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں ؎

تشنہ لب گویاں سوئے آں بحرِ عرفاں می روم
سر زدہ چوں سیلِ اشک خود بافغاں می روم

حاجیِ بغداد و گیلانم ز شوقِ خضر تش
گہ سوئے بغداد و گاہے سوئے گیلاں می روم

ہم عرب شد ہم عجم صیدِ تو اے ترکِ عجم
بر اسیرِ خویش رحمے کن کہ حیراں می روم

غربتی سرو قد خضرے مبارک پے کجا است
تا شود رہبر کہ سوئے آبِ حیراں می روم

آپ کی ایک مشہور رُباعی حسبِ ذیل ہے ؎

یارب بحقِ جمال عبد القادر — یارب بحقِ کمال عبد القادر
بر حال ابو المعالی زار ضعیف — رحمے کن و دہ وصال عبد القادر

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسبِ ذیل ہیں :

محبت کا تعلق : آپ اس خیال سے متفق نہیں کہ مرنے کے بعد عشق و محبت کا

تعلق بے کار ہے۔ آپ کے نزدیک ہر حالت میں عشق و محبت جائز اور روا ہے

مخالفتِ نفس: آپ فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیئے۔ باوجود نفس کی مخالفت کے محنت و ریاضت میں لگا رہنا چاہیئے۔ آپ کے نزدیک نفس کی مخالفت نیک فال ہے جس طرح کہ کوٹھے پر زاغ کی آواز مہمان کے آنے کی بشارت ہے۔ اسی طرح نفس کا پکارنا مراد پوری ہونے کی دلیل ہے۔

اقوال ۰ جب میں دل و جان سے محبوب کا عاشق زار ہوں اور جناب کی بھی کمال مہربانی میرے شاملِ حال ہے تو پھر مجھے کسی غیر کی کیا حاجت ہے۔

۰ یا الٰہی! مجھے اپنے پیر کی محبت کی توفیق عطا فرما تاکہ میرا مقصود حاصل ہو۔

کشف و کرامات: ایک مرتبہ ملا شاہ ایک عالم و عامل ملا نعمت اللہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو تسبیح نذر کی وہ تسبیح دیکھ کر اُن کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ آپ کی کرامت ہوگی اگر آپ اُن کی خواہش سے بذریعے کشف مطلع ہوں اور وہ تسبیح ان کو عطا کریں۔

وہ جب آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے وہ تسبیح ان کو دی اور تاکید فرمائی کہ ہر روز سو بار صلوٰۃ پڑھا کریں[1]

مُلا نعمت اللہ کو ایک دن یہ خیال آیا کہ ان کو جو اعتقاد، اور محبت غوث الاعظم محی الدّین حضرت عبدالقادر جیلانی رحہ سے ہے اس کی خبر غوث الاعظم کو بھی ہوگی یا نہیں۔

اُسی رات کو مُلا نعمت اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی کام میں درماندہ ہیں، اور ننگے سر ہیں۔

حضرت غوث الاعظم وہاں تشریف لائے، اور سفید دستار ان کو مرحمت فرمائی اور اُن سے فرمایا کہ:[2]

"ملا نعمت! ما درچنیں جاہا از شما خبرداریم"

"ملا نعمت! ہم ایسی جگہ (حالت میں) تمھارے حال سے خبردار ہیں"

دوسرے دن آپ نے ان کو بلایا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے

---

[1] سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۹۶ [2] سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۹۵

باب ۵۲

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی مخزنِ شریعت، معدنِ طریقت و حقیقت ہیں

خاندانی حالات : آپ کا نسب نامہ پدری ستائیس ۲۷ واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ پس آپ فاروقی ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد حضرت عبدالاحد نے عین عالمِ شباب میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت کی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی وفات کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت شیخ رُکن الدین نے ان کو فوائد و برکات سے مالامال کر کے طریقۂ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقۂ خلافت ۹۷۰ھ میں مرحمت فرمایا۔

انھوں نے حضرت شاہ کمال کیتھلی سے سلوک طریقۂ قادریہ طے کیا، اور حضرت شاہ کمال سے فوائد و برکات کے علاوہ نسبتِ فردیت حاصل کی رُہتاس میں حضرت شیخ عبداللہ داد سے اور جون پور میں حضرت سید علی قوام نظامی سے فیض رُوحانی حاصل کیا۔

آپ کی ولادت کے متعلق پیشین گوئیاں: حضرت غوث الاعظم میراں محی الدین جیلانی شیخ عبدالقادرؒ شیخ جام، حضرت داؤد قیصری۔ حضرت خلیل اللہ بدخشی، حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت نظام الدین نارنولی اور حضرت شیخ عبداللہ سہروردی نے آپ کی ولادت باسعادت کی خبر لوگوں کو دے دی تھی۔[1]

ولادت مبارک: سرہند میں آپ نے جمعہ کی ۱۴۔ شوال ۹۷۱ھ کو اپنے جمال جہاں آرا سے اس عالم کو روشن و منور فرمایا۔

ولادت کے بعد کے واقعات: آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد ماجد نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آں حضرت تشریف لائے ہیں اور آپ کے کانوں میں اذان و تکبیر کہی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ شیخ عبدالعزیز اس وقت سرہند میں مقیم تھے۔ انھوں نے ملائک کو دیکھا کہ سب آپ کے فضائل بیان کرنے میں مصروف ہیں۔

نامِ نامی: آپ کا نام 'احمد' ہے۔

لقب: آپ کا لقب بدرالدین ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت "ابوالبرکات" ہے

خِطابات: "خزینۃ الرحمت"، "قیوم الزماں"۔ اور مجدد الف ثانی، آپ کے خطابات ہیں۔

مجدّد الف ثانی کہلانے کی وجہ تسمیہ: آپ کے مجدد الف ثانی کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ آپ دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں۔

بھائی: آپ کے چھ بھائی تھے جن میں شیخ شاہ محمد۔ شیخ مسعود، شیخ غلام محمد اور شیخ فواد مشہور ہیں۔ آپ اپنے والد کے چوتھے صاحبزادے تھے۔

بچپن: آپ مختون پیدا ہوئے تھے۔ اور بچوں کی طرح روتے نہیں تھے۔ آپ کا بدن یا کپڑا کبھی ناپاک نہیں ہوتا تھا۔ آپ کو کسی نے برہنہ نہیں دیکھا۔

علالت: ابھی آپ دودھ ہی پیتے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد نے

---

[1] جواہر مجددیہ۔ صفحہ ۱۱-۱۰۔ [2] جواہر مجددیہ صفحہ ۱۳

حضرت شاہ کمال کیتھلی کو آپ کی علالت کی اطلاع دی اوران کو اپنے گھر لائے ۔
حضرت شاہ کمال کیتھلی نے آپ کو دیکھا، گود میں لیا اور آپ کے متعلق فرمایا[1]
اللہ تعالیٰ اس کی عمر درازکرے ۔ یہ عالم باعمل عارف کامل ہوگا، اور بہت سے بزرگ، آپ اور مجھ جیسے اس کے دامنِ عافیت میں تربیت سے مستفید ہوں گے تاقیامت اس کا نور روشن رہے گا ۔ اکثر اولیائے اُمّت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں ۔ باخبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے "
یہ فرما کر حضرت شاہ کمال کیتھلی نے اپنی زبان آپ کے منہ میں دے دی ۔ آپ نے اُس کو چوسنا شروع ہوا ۔
حضرت کمال کیتھلی بہت خوش ہوئے اور خوشی کی حالت میں فرمایا:
"ہمارے طریقہ، قادریہ کی تو تمام نعمت اس کو پہنچ گئی "
تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں ہوئی ۔ آپ نے بہت جلد قرآن شریف حفظ کیا ۔ اس کے بعد علمِ ظاہری کی تحصیل اپنے والد سے شروع کی ۔ بہت سی درسی کتب پڑھ کر جلد ہی فارغ ہوتے پھر مولانا کمال کے پاس سیالکوٹ گئے ۔ اور ان سے کچھ کتابیں پڑھیں ۔ جس میں تفسیر واحدی مع دیگر مولفاتِ واحدی، تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضا، صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ، مشکوٰۃ المصابیح، ترمذی شریف مع شمائل، جامع صغیر، قصیدہ بردہ قابل ذکر ہیں ۔
سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر مسندِ ہدایت پر رونق افروز ہوئے ۔
درس و تدریس : بہت دُور سے طلباء آپ کی خدمت میں آنے لگے ۔ آپ کا حلقۂ حدیث و تفسیر روز بروز وسیع ہوتا گیا ۔ درس و تدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا ۔
آگرہ میں آمد : آپ دو مرتبہ آگرے تشریف لے گئے ۔ ابوالفضل اور فیضی سے ملے آپ نے ان کو رشد و ہدایت اور تلقین فرمائی ۔
والد کا وصال : آپ کے وَالدِ ماجد نے ۱۷ ۔ رجب ۱۰۰۷ھ کو بعمر اسی سال

---

[1] جواہر مجددیہ صفحہ ۱۴

داعی اجل کو لبیک کہا۔

دہلی میں پہلی بار: اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ سرورِ عالم صلعم کے خیال سے ۱۰۰۸ھ میں سرہند سے روانہ ہوئے، دہلی پہنچ کر آپ اپنے پرانے دوست مولانا حسن کشمیری سے ملے جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے معتقد و منقاد تھے انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے کمالات و تصرفات کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی قدم بوسی کا شوق پیدا ہوا۔ آپ اپنے والد ماجد سے پہلے ہی سلسلہ نقشبندیہ کی تعریف سن چکے تھے۔

مولانا حسن کے ساتھ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

بیعت و خلافت: سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد حضرت عبدالاحد سے بیعت ہوتے، اور ان سے پندرہ سلاسل میں خلافت پائی۔ جب آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خواہش کے مطابق اُن کی خانقاہ میں مہمان ہوئے تو آپ دوسرے روز ہی حضرت خواجہ باقی باللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے کچھ ہی عرصہ میں درجۂ کمال کو پہنچے حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور سرہند جانے کی اجازت مرحمت فرمائی

دیگر سلاسل: آپ نے حضرت شیخ یعقوب صرفی سے سلسلہ کبرویہ سہروردیہ میں خلافت پائی۔

آپ نے حضرت حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی المعروف بہ حاجی رمزی سے مصافحہ کیا اور اُنھوں نے اپنے شیوخ سے۔

حضرت شاہ سکندر سے آپ نے خرقۂ خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ ساتھ طریقۂ قادریہ جذیہ میں خلافت پائی۔

واپسی: اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہو کر آپ سرہند تشریف لائے اور تربیتِ طالبین اور ہدایتِ سالکین میں مشغول ہوئے

دہلی میں دوسری بار: شوقِ دیدارِ جمال با کمال مرشدِ حق آپ کو دوبارہ دہلی لایا۔ آپ نے پیر و مرشد کی خانقاہ میں قیام کیا۔ کچھ عرصہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو نعمتِ باطنی اور نسبت ہائے عالیہ سے مالا مال کر کے سرہند رخصت کیا۔

سرہند میں آمد: آپ سرہند واپس تشریف لائے اور کچھ عرصے سالکین راہِ خدا اور طالبینِ طریق و صدق و صفا کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہ کر رختِ سفر باندھا۔

لاہور میں قیام: آپ سرہند سے لاہور تشریف لے گئے وہاں بہت لوگ آپ کی صحبتِ کیمیا خاصیت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے حلقۂ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے اور بہت سے مشائخ نے آپ سے فیوضِ باطنی حاصل کئے۔

خبرِ جاں کاہ: آپ جب لاہور میں مقیم تھے آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کے وصال کی خبر وحشت اثر ملی۔ آپ خبرِ جاں کاہ کے ملتے ہی دہلی روانہ ہوئے دہلی پہنچ کر آپ اپنے پیر و مرشد کے مزارِ پُر انوار کی زیارت سے مشرف ہوئے

وطن کو واپسی: کچھ دن دہلی میں قیام فرما کر آپ سرہند واپس تشریف لائے اور سرگرم حلقہ ذکر و فکر ہوئے۔ سرہند کو آپ نے اپنا مرکز رشد و ہدایت بنایا اور تعلیم و تلقین اور طالبان کی تربیت میں ہمہ تن مشغول ہوئے۔

سلاطین کے تعلقات: اکبر کے دینی عقاید سے آپ کو بنیادی اختلاف تھا۔ جہانگیر کو آپ کا بڑھتا ہوا اقتدار اور اثر پسند نہ آتا تھا۔ آپ کے خلیفہ بدیع الدین کے حلقۂ ارادت میں بہت سے امرائے سلطانی داخل ہو گئے تھے۔ خانخاناں، سید صدر جہاں، خان جہاں، خانِ اعظم، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں وغیرہ ان کے حلقہ بگوش تھے۔
بادشاہ نے اپنے وزیرِ اعظم آصف خاں کی رائے پسند کرتے ہوئے اُن امراء کو جو آپ سے عقیدت رکھتے تھے دُور دراز تقرر کر کے بھیج دیا۔

شاہی دربار میں: بادشاہ نے ایک فرمان سرہند کے حاکم کے نام روانہ کیا جس میں آپ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور آپ کو دربار میں آنے کی دعوت دی آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ آپ جب شاہی دربار میں تشریف لے گئے تو آپ نے آئینِ دربار کی پابندی نہ کی۔ نہ بادشاہ کو سلام کیا اور نہ سجدہ۔ درباریوں کو یہ دیکھ کر یہ حیرت ہوئی۔ آپ نے درباریوں کو حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا اس وقت تک یہ پیشانی غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی، اور نہ آئندہ اُمید ہے"

قید و بند: بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ وزیر نے مشورہ دیا کہ آپ کو نظر بند

کردیا جائے۔ چناں چہ آپ گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کردیا گیا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے قیدو بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اپنے خلفاء، مریدین و معتقدین کو تاکید فرمائی کہ وہ کسی قسم کی شورش نہ کریں۔

رہائی: آخرکار بادشاہ نے آپ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔ آپ سرہند تشریف لے گئے۔

شادی واولاد: آپ کے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔

لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق (۲) حضرت خواجہ محمد سعید (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم (۴) حضرت خواجہ محمد فرخ نے پندرہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا (۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ نے آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۶) حضرت خواجہ محمد اشرف نے دو سال کی عمر میں وفات پائی (۷) حضرت خواجہ شیخ محمد یحییٰ۔

آپ کی لڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) بی بی رقیہ بانو (۲) بی بی خدیجہ بانو (۳) بی بی کلثوم۔ تینوں صاحبزادیوں کا بچپن میں انتقال ہوا

وصال: آپ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ مزار فیض آثار سرہند میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کے سجادہ نشین ہیں آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ اور حضرت خواجہ محمد اشرف کے علاوہ آپ کے دیگر صاحبزادے آپ کے خلیفہ ہیں۔

مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی۔ مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی۔ مولانا شیخ طاہر لاہوری۔ مولانا صادق کابلی۔ شیخ بدیع الدین[۱]

---

[۱] جواہر مجددیہ۔ صفحہ ۶۳، ۶۵

سہارن پوری۔ مولانا یوسف، سمرقندی۔ شیخ احمد استنبولی
سیرت پاک: آپ جامعِ علوم شریعت و طریقت تھے۔ آپ نے وقائق علّیہ و اداتِ مرضیہ اور احوالِ شریفہ حاصل کئے۔ آپ کو نسبتِ مرادیت و محبوبیت حاصل تھی۔ آپ سُنتِ رسول کے سخت پابند تھے۔ ترک و تجرید، عبادت و مجاہدہ صبر و شکر، حلم و تواضع، زہد و ورع، توکل و قناعت، تسلیم و رضا میں یگانۂ عصر تھے۔ نعمت حاصل ہونے پر شکر اور تکلیف پہنچنے پر صبر کرتے تھے۔ آدھی رات کو بیدار ہوتے اور عبادت میں مشغول ہوتے۔ نماز تہجد پابندی سے پڑھتے۔
علمی ذوق: آپ ایک بڑے عالم بھی تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں آپ کی مشہور کتاب حسب ذیل ہیں:

اثبات النبوت۔ رسالہ ردِ روافض۔ شرح رُباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ۔ تعلیقات عوارف۔ رسالہ علم حدیث۔ رسالہ خواجگان نقشبند۔ رسالہ تہلیلہ۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ۔ رسالہ آداب المریدین۔ مبدء و معاد، معارفِ لدنیہ۔

کتابوں کے علاوہ آپ کے خطوط ہیں جن کی تعداد چھ سو چونتیس [۶۳۴] بتائی جاتی ہے۔
عقائد: آپ تعلیمِ دین کو تلقینِ سلوک کے مقابلہ میں بہتر سمجھتے تھے۔ بنوت کو ولایت سے افضل جانتے تھے۔ تمام اولیاء پر اصحابِ کبار کو فضیلت دیتے۔ طریقۂ نقشبندیہ کو اور طریق پر فوقیت دیتے تھے صحو کو سکر سے بہتر جانتے تھے۔ ذکرِ جہر کو خلاف ادب سمجھتے تھے۔ چلہ کشی آپ کے نزدیک بے ضرورت اور خلاف سنّت ہے۔ آپ قبروں کو سجدہ کرنا ناجائز سمجھتے تھے اور قبروں کا طواف کرنا اور بوسہ دینا آپ کے نزدیک مکروہ ہے۔ زیارت قبور کو مستحسن، اولیائے اللہ سے مدد چاہنے کو دُرست اور ایصال ثواب عبادات مالی اور بدنی کو جائز قرار دیتے تھے۔ سماع، رقص، صندل اور چراغاں عرس کو منع فرماتے تھے۔
تعلیمات: آپ کی تعلیمات عارفانہ ہیں۔

شریعت۔ طریقت۔ حقیقت: آپ فرماتے ہیں: [1]

"حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے، نہ یہ کہ حقیقت شریعت سے جُدا ہے۔ طریقت سے مُراد وہ راستہ ہے جو شریعت کی حقیقت تک پہنچانے والا ہے، نہ کہ شریعت اور حقیقت سے کوئی الگ امر ہے۔ پس شریعت کی حقیقت تک پہنچنے سے پہلے پہلے صرف شریعت کی صورت حاصل ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت تب معلوم ہوتی ہے جب نفس اطمینان کے مقام پر پہنچ جائے، اور درجہ ولایت حاصل کرے۔ نفس کے ولایت اور اطمینان کے درجے تک پہنچنے سے پہلے ایمان کی صورت حاصل ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہونے کے بعد ایمان کی حقیقت۔

موجودیت: آپ فرماتے ہیں: [2]

طالب کو چاہیے کہ اندرونی و بیرونی باطل معبودوں کی نفی کی کوشش کرے اور معبودِ حقیقی کے اثبات کے لئے جو کچھ اس کے وہم وخیال میں آئے اور اُسے بھی برطرف کر دے۔ صرف اس کی موجودیت پر اکتفا کرے، اگرچہ اس مکان میں وجود کی بھی گنجائش نہیں۔ اُسے وجود کے علاوہ تلاش کرنا چاہیے۔

ترکِ دُنیا: آپ فرماتے ہیں: [3]

"... سعادت مند وہ آدمی ہے جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو اور حق سبحانہٗ کی محبت کی گرمی سے گرم ہو گیا ہو۔ دنیا کی محبت تمام گناہو کی جڑ ہے اور اس کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سردار، کیوں کہ دنیا حق تعالیٰ کی مغضوبہ ہے، اور جب سے اس کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ دنیا اور دنیا دار طعن و ملامت کے داغ سے داغ دار رہے۔

... جب ذاکر بلکہ اس کے وجود کا ہر ایک رونگٹا اللہ کے ذکر سے پُر ہے تو وہ اس وعید سے خارج ہے، اور دنیا داروں کے شمار میں نہیں۔ کیوں کہ دنیا

---

[1] معارفِ لدنیہ (اردو ترجمہ) صفحہ ۳۰-۳۱۔ [2] مبدءٔ و معاد (اردو ترجمہ)، صفحہ ۱۱۔ [3] مکتوب ۱۹۷

وہ چیز ہے جو دل کو حق تعالیٰ کی طرف سے ہٹائے رکھے اور اس کے غیر کے ساتھ مشغول کر دے۔ خواہ وہ مال و اسباب ہو، خواہ جاہ و ریاست، خواہ ننگ و ناموس ....، جو کچھ دنیا کی قسم سے ہے وہ بلائے جان ہے۔

اہل دنیا، دنیا میں ہمیشہ کے لئے تفرقے میں ہیں اور آخرت میں حسرت و ندامت والوں میں سے دنیا کے ترک کی حقیقت سے مراد اس میں رغبت کا ترک کرنا ہے اور رغبت کا ترک کرنا۔ اس وقت ثابت ہوتا ہے۔ جب اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہو جائے۔

"اور اس مطلب کا حاصل ہونا جمعیت والے لوگوں کی صحبت کے بغیر مشکل ہے ....."

اقوال

- یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے۔
- فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے اور ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔
- اہلِ کرم کا طریقہ ایثار یعنی غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھنا ہے
- انسان مرکب ہے عالمِ خلق سے جو اس کا ظاہر ہے اور عالمِ امر سے جو اس کا باطن ہے۔
- کام کا مدار دل پر ہے اور اگر دل حق تعالےٰ کے غیر سے گرفتار ہے تو خراب اور ابتر ہے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

کشف و کرامات: آپ کے مرید کا ایک واقعہ ہے کہ اس کو ایک دن شیر نے جنگل میں گھیر لیا۔ اُس نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی۔ آپ وہیں ظاہر ہوئے عصا ہاتھ میں تھا۔ آپ نے شیر کو بھگا دیا اور پھر غائب ہو گئے۔ اس کے ساتھیوں نے اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے جو عصا لئے ہوئے آئے۔ اور شیر کو بھگا دیا۔ اُس شخص نے ان لوگوں کو بتایا کہ وہ اس کے پیر و مُرشد حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ تھے۔

آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنی وفات کے متعلق لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا وقت تک بتا دیا تھا۔

گوالیار کے قلعہ میں اپنی نظر بندی کے متعلق فرما دیا تھا۔

ایک جذامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دُعا کا طالب ہوا۔ آپ نے اس کی طرف توجّہ فرمائی۔ وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔

ایک درویش نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا، حِج بیت اللہ کا اِرادہ ہے۔ آپ نے کچھ سوچا اور فرمایا:

"تو عرفات میں نظر نہیں آتا۔"

اس درویش نے انتہائی کوشش کی لیکن نہ جا سکا۔

باب ۵۳

حضرت میاں میر

حضرت میاں میر قطبِ زمن ہیں۔ واقفِ سرِ وعلن ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضؓ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے دادا قاضی قلندر فاروقی ایک صوفی منش بزرگ تھے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام قاضی سائیں دتا ہے[1]۔

والدۂ ماجدہ : آپ کی والدۂ ماجدہ فاطمہ قاضی قادن کی صاحبزادی تھیں۔

بھائی : آپ کے چار بھائی تھے جن کے نام حسبِ ذیل ہیں[2]:
قاضی بولن، قاضی عثمان، قاضی طاہر۔ قاضی محمد۔

بہنیں : آپ کی دو بہنیں تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:
بی بی جمال خاتون۔ بی بی بادی۔

بی بی جمال خاتون رابعۂ عصر تھیں۔ آپ سے بہت سی کرامات کا اظہار ہوا[3]۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت "سیوستان میں جو ٹھٹھا اور بھکر کے مابین واقع ہے اور آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن ہے۔ ۹۳۸ھ میں ہوئی"[4]۔

---

[1] سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص۲۰۔ [2] سکینۃ الاولیاء ص۲۰۔ [3] سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص۱۰۱۔
[4] سکینۃ الاولیاء ص۱۹۔

نام: آپ کا نام میر محمد ہے۔

القاب: آپ "میاں میر"، "شاہ میر"، "میاں جیو" اور "بالا پیر" کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔

بچپن کا صدمہ: سات سال کی عمر میں والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تربیت: بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدۂ ماجدہ سے علم باطنی حاصل کرنا شروع کیا۔ اس سے فارغ ہو کر آپ دنیا اور دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہوگئے۔

تلاشِ حق: آپ والدہ سے رخصت ہو کر جنگلوں، بیابانوں اور باغوں میں گھوما کرتے تھے۔ تلاشِ حق میں آپ بے چین رہتے تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

بیعت و خلافت: آپ سیوستان کے پہاڑوں میں گھومتے گھومتے ایک دن حضرت خضرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خضرؒ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے ایک بلند پایہ بزرگ تھے وہ بارہ مہینے پہاڑوں میں رہتے تھے مخلوق سے دور اور یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک کوزہ اور ایک بوریا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ جاڑے کے موسم میں ایک تنور بنا کر اور لکڑیاں جمع کر کے اس تنور میں رات کو رہتے تھے۔

آپ حضرت خضرؒ سے اپنی ملاقات کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:[1]

"..... جب میں والدۂ ماجدہ سے رخصت لے کر بڑے شوق سے باہر نکلا تو بے اختیار جنگل کا رخ کیے جا رہا تھا، یہاں تک کہ میں سیوستان میں پہنچا۔ وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک کونے میں تنور ہے جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا۔ جب کھول کر دیکھا تو اس میں پتھر دیکھا اور تنور گرم تھا۔ میں حیران رہ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی بزرگ کا مقام ہے..... اور میں نے عہد کیا کہ جب تک اس بزرگ کی زیارت نہ کر لوں گا، یہاں سے نہیں جاؤں گا..... تین روز کے

---

[1] سکینۃ الاولیاء، ص ۲۱، ۲۲۔

بعد حضرت خضرؑ تشریف لائے۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب مع میرے نام کے دیا۔۔۔۔"

بعدہٗ آپ حضرت خضرؑ کے مرید ہوئے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

پیرومرشد سے رخصت: حضرت خضرؑ نے آپ کو رخصت فرمایا اور آپ کو ہدایت فرمائی کہ ان کے پاس رہنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں جی چاہے جائیں اور جہاں جی چاہے رہیں۔

لاہور میں آمد: آپ علوم ظاہری حاصل کرنے کے واسطے لاہور تشریف لائے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ پیرومرشد کی وفات کے بعد لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ لاہور میں مسجدوں میں قیام فرمایا۔ مولانا سعداللہ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور کچھ ہی مدت میں علوم معقول و منقول کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ مولانا نعمت اللہ سے بھی آپ نے علم حاصل کیا۔

آپ نے اپنی اصلی حالت کا کسی کو پتہ نہیں دیا۔ اس کے بعد سے آپ کا یہ طریقہ تھا کہ دن میں بزرگانِ دین کے مزارات پر جاتے اور مزارات سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔ پھر باغوں، جنگلوں اور غیر آباد مقامات پر جا کر یادِ حق میں مشغول ہوتے۔

سرہند میں قیام: لاہور میں کچھ عرصے رہ کر آپ سرہند تشریف لے گئے۔ سرہند میں آپ بیمار ہو گئے۔ گھٹنے کے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ حاجی نعمت اللہ سرہندی نے آپ کی بہت خدمت کی۔ آپ نے ان کی خدمت اور تیمارداری سے خوش ہو کر ان کو ایک ہی ہفتہ میں درجۂ کمال کو پہنچا دیا۔

بیماری کی حالت میں آپ ایک دن غوث الاعظم میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی رُوح پر فتوح کی طرف رجوع ہوئے۔ غوث الاعظم اور حضرت خضرؑ آپ کی مزاج پُرسی کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم سے صحت کی درخواست کی۔ حضرت غوث الاعظم نے اپنا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرا۔ اور پانی کا ایک پیالا دے کر اس کے پینے کی تاکید فرمائی۔ آپ تندرست و توانا ہو کر خداوند تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔

لاہور میں سکونت: ایک سال کے قریب سرہند میں رہ کر آپ لاہور واپس تشریف لائے اور باغبانوں کے محلے میں مستقل سکونت اختیار کی۔[1]

آپ عبادت، ریاضت، مجاہدہ، تعلیم وتلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول رہتے۔ لوگوں کو راہِ حق دکھاتے۔ آپ کا فیض عام تھا۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

سلاطین کی باریابی: آپ کے کمالات کا شہرہ سن کر شہنشاہِ جہانگیر کو آپ سے ملنے کا شوق ہوا۔ لاہور سے چلنے کے بعد اس نے ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ لاہور سے روانہ ہونے کے بعد اس کو آپ کا نام معلوم ہو سکا۔ اگر لاہور میں ہوتا تو وہ خود حاضرِ خدمت ہوتا۔ اب آپ خود ہی ازراہِ نوازش اس کے پاس تشریف لے آئیں۔

آپ نے جہانگیر کی درخواست منظور فرمائی۔ جہانگیر نے آپ کی بہت آؤ بھگت کی۔ بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ جہانگیر آپ سے بہت متاثر ہوا۔ اور اسی حالت میں آپ سے عرض کیا کہ:[2]

"جو کچھ سلطنت کا زر و مال اور جواہر وغیرہ ہے وہ میری نظر میں اینٹ پتھر کے برابر ہے۔ اگر آپ توجہ فرما دیں تو میں دنیاوی تعلقات کو چھوڑ دوں۔"

آپ نے یہ سُن کر جہانگیر سے فرمایا:

"تم پہلے اپنے جیسا خلقت کی نگہبانی کے لیے کوئی شخص مہیّا کر لو۔ پھر میں تمھیں اپنے ساتھ لے جا کر مشغول کروں گا۔"

جہانگیر یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیں۔ آپ نے بادشاہ سے وعدہ لیا کہ جو طلب کریں گے وہ دے گا۔ جہانگیر نے کہا "ہاں، ضرور دوں گا۔"

آپ نے فرمایا: "تو بس یہی چاہتا ہوں کہ مجھے رخصت دو۔" جہانگیر نے آپ کو نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔

---

[1] سکینۃ الاولیاء، ص ۲۶۔ [2] سکینۃ الاولیاء، ص ۳۷۔

شہنشاہ شاہجہاں دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے شاہجہاں کو نصیحت فرمائی کہ:[1]

"عادل بادشاہ کو اپنی رعیت اور سلطنت کی خبر گیری کرنی چاہیے۔ اور اپنی تمام ہمت اپنی تمام ولایت کو آباد کرنے میں صرف کرنی چاہیے۔ کیونکہ اگر رعیت آسودہ حال اور ملک آباد ہے تو سپاہ آسودہ اور خزانہ پُر ہوگا۔"

شاہجہاں آپ سے مل کر اتنا متاثر ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا کہ:

"ہم نے ترک و تجرید میں حضرت میاں جیو جیسا کوئی درویش نہیں دیکھا۔"

دوسری مرتبہ جب شاہجہاں آپ سے ملنے آپ کے درِ دولت پر گیا تو شال کی دستار اور کھجوروں کی تسبیح اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب اس نے وہ دونوں چیزیں آپ کو نذر کیں، تو آپ نے دستار واپس کر دی اور تسبیح قبول فرمائی۔ وہ تسبیح قبول تو کر لی لیکن بعد ازاں اپنے ایک مرید کو دے دی۔

آپ بادشاہ سے بات چیت کرتے جاتے تھے اور لونگ پکا کر پھینکتے جاتے تھے شیخ محمد لاہوری وہ لونگیں اٹھا کر کھا لیتے تھے۔ شیخ محمد لاہوری نے شاہجہاں کے جانے کے بعد آپ سے دریافت کیا کہ مجلس کیسی گذری۔ آپ نے جواب دیا کہ:[2]

"بادشاہ فردِ کامل اور مظہرِ خاص ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی آمد و رفت اور بات چیت سے مجھ میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا، کیونکہ میں جس کام میں مشغول تھا اسی میں مشغول رہا۔۔۔"

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ:[3]

وصیّت: "وفات کے بعد مجھے شورہ زمین میں دفن کرنا، تاکہ میری ہڈیوں تک کا نام و نشان باقی نہ رہے اور نہ ہی قبر کی صورت بنانا۔ کیوں کہ

موئے در قبر بعد از مرگ ویراں خوشتر است
نیستی مانند من با خاک یکساں خوشتر است

---

[1] سکینۃ الاولیاء ص ۳۸۔ [2] سکینۃ الاولیاء ص ۴۰۔ [3] سکینۃ الاولیاء ص ۵۱۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"میری ہڈیوں کو نہ بیچنا، اور میری قبر پر دوسروں کی طرح دوکان نہ بنا لینا۔"

وفات: آپ نے ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ کو اس دار فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ مزار فیض آثار لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

مرید: آپ کے مریدوں کی تعداد کافی ہے۔ خاص خاص حسب ذیل ہیں:[1] حاجی نعمت اللہ، میاں ننھا شاہ، حاجی مصطفےٰ سرہندی، ملا حامد گجر، ملا روحی مسمیٰ بہ ابراہیم، ملا خواجہ کلاں، حاجی صالح کشمیری، ملا شاہ صاحب، شیخ عبدالغنی، میاں محمد مراد، میرزا مداری عبدالرحمٰن، شیخ عبدالواحد، محمد شریف، ملا ابا بکر، ملا عیسیٰ سیالکوٹی، سید اشرف۔

سیرت: آپ تقوے، ورع، ترک، تجرید، تفرید، سیر و سلوک، فتوح، کشایش، اوضاع و افعال و اقوال اور اشغال میں ممتاز تھے۔ آپ شریعت حقیقت، اور طریقت سے آراستہ تھے۔ آپ حقائق و معارف کی وہ باتیں بیان فرماتے جو پہلے نہیں سنی گئی تھیں۔ آپ کل خوبیاں حوصلہ، استغراق، استغناء، فنا، وقت کی محافظت، احوال کا چھپانا، توحیدِ معارف، دلوں کو کھولنا، مریدوں پر مہربانی کرنا امتیازی شان رکھتی تھیں۔

آپ کی تجرید کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عصا لے کر دو تین قدم چلے ہوں گے، کہ عصا پھینک دیا، اور فرمایا:

"وہ شخص عصا پر کیوں سہارا لے جس نے حق سبحانہٗ تعالےٰ کا سہارا لیا ہے۔"

آپ کے توکل کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت کوزے کا پانی پھینک دیتے تھے۔ لوگوں سے الگ رہنا پسند فرماتے تھے۔ رات کو سوتے نہیں تھے۔ شروع شروع میں ایک سانس لے کر رات گزار دیتے تھے۔ پھر جب ضعیف ہو گئے تو چار سانس لے کر

---

[1] سکینۃ الاولیاء، ص ۱۰۳، ۱۷۲،

رات گذار دیتے تھے۔ آپ بہت کم لوگوں کو مرید کرتے تھے۔

آپ کے فقر وفاقہ کا یہ حال تھا کہ کئی کئی روز تک بھوکے رہتے۔ تیس سال تک آپ کے یہاں کچھ نہ پکا۔ آپ کی خوراک بہت کم تھی۔ ہر وقت استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔

آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ خرقہ اور مرقع زیب تن نہیں فرماتے تھے ایک معمولی کپڑے کی پگڑی سر پر رکھتے تھے اور موٹے کپڑے کا کرتہ پہنتے تھے۔

آپ کے گھر میں ایک پرانا بوریا بچھا رہتا تھا۔ دنیا اور دنیاوی چیزوں سے کسی قسم کا لگاؤ نہیں تھا۔

فرائض، سنن مؤکدہ، اور تہجد پابندی سے ادا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ اور کوئی روزہ نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی تھی۔

آپ کو سماع کا شوق تھا، لیکن سماع میں وجد اور رقص نہیں کرتے تھے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات حسبِ ذیل ہے:

آپ فرماتے ہیں کہ[1]

خطرہ: "جس طرح ظاہر میں یہ بات ہے کہ جب تک جُنبی شخص کا ایک بال بھی خشک رہ جائے تو جنابت قائم رہتی ہے اور پاک نہیں ہوتا اسی طرح خواہ اس نے تمام تعلقات کو چھوڑ دیا ہو اگر اس کے دل میں ایک خطرہ بھی باقی ہے تو بھی وہ تعلقات سے پاک نہیں ہوا۔ اور جنابتِ باطنی ابھی باقی ہے۔

ایک روز چند عالم آپ کی خدمت میں حاضر تھے التعظیم لامر اللہ والشفقة

نکتہ: علیٰ خلق اللہ امر الٰہی کی تعظیم اور خلقِ خدا پر شفقت ضروری ہے) کا مسئلہ زیرِ بحث تھا، آپ نے اس کی وضاحت اس طرح کی کہ:[2]

"امر سے مراد روح ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

"قل الروح من امر ربی"

---

[1] سکینۃ الاولیاء، ص ۲۹، ۳۰ [2] سکینۃ الاولیاء، ص ۳۵، ۳۶

"پس اس کی تعظیم یہ ہے کہ اسے یادِ الٰہی سے غافل نہ رکھا جائے۔ اور خطرات کو دور کیا جائے اور خلق سے مراد خلقت ہے یعنی اپنے اعضاء پس ان پر شفقت یہ ہے کہ ان سے کوئی فعل ناجائز خلافِ شرع ظہور میں نہ آئے اور دنیاوی لذتوں سے آسودہ نہ کرے، تاکہ وہ آخرت کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔"

دو طریقے: آپ فرماتے ہیں کہ:[1]

"اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے دو طریقے ہیں:

اوّل، جذبہ کہ اللہ تعالیٰ یکبارگی بندہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اور اس کو واصل بنا دیتا ہے۔ اور

دوسرا، سلوک جو ریاضت، مجاہدے، اور کسی بزرگ کا دامن پکڑنے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔"

سالک: آپ فرماتے ہیں کہ:[2]

"سالک کے لیے سلوک میں پہلا مرتبہ شریعت ہے۔ طالب کے لیے ضروری ہے کہ اس کے حفظِ مراتب کی کوشش کرے اور جب کوشش سے اس مرتبے کو قائم کرے گا تو شریعت کے ادائے حقوق کی برکت سے اس کے دل میں طریقت کی خواہش خود بخود پیدا ہو جائے گی اور جب طریقت کے حقوق کو بھی اچھی طرح سے ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ بشریت کے حجاب اس کی دِلی آنکھوں سے دور کر دے گا۔ اور حقیقت کے معنی اس پر منکشف ہو جائیں گے جو روح کے متعلق ہے۔"

اقوال:

- حق کی طلب آسان نہیں۔ جب تک تم اس کی طلب میں یگانہ نہ ہو جاؤ گے اسے نہیں پا سکو گے۔
- جس کا اللہ ہو وہ فقیر نہیں۔
- کامل صوفی وہ ہے کہ جس کی نظر میں پتھر اور جواہر یکساں ہوں۔

---

[1] سکینۃ الاولیاء ص ۴۰۔ [2] سکینۃ الاولیاء ص ۶۶۔

- صوفی جب کامل ہو جاتا ہے اور اس کا دل خطرے سے پاک ہو جاتا ہے، تو اسے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی۔
- شریعت کے معاملات کی نگہداشت مرتبۂ طریقت کے حصول کا سبب ہے اور طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے اور مرتبۂ حقیقت کے ادراک کا موجب ہے۔ اور حقیقت کیا ہے؟ وجود کو فال بنانا اور دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرنا۔
- انسان تین چیزوں، نفس، دل اور روح کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اصلاح خاص چیز سے ہوتی ہے۔ چنانچہ نفس کی اصلاح شریعت سے، دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے۔
- صوفی وجد کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق سے باقی۔
- اولیاء کی موت ان کے نفس کا مرنا ہے اور جب ان کا نفس مرجاتا ہے تو پھر وہ ابدالآباد تک زندہ ہی رہتے ہیں۔
- اولیاء اللہ کا تصرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے، بلکہ مرنے کے بعد زیادہ اور بہتر ہوتا ہے۔

کرامات: آپ فرماتے ہیں کہ[1]:

خوارق دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک اختیاری، دوسرے اضطراری۔

ایک روز آپ نولکھ باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ اس درخت سے پوچھو کہ کون سی تسبیح پڑھتا ہے، جب اس سرس کے درخت سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ "یَا نَافِعُ" کہتا ہوں۔

آپ کے ایک خادم غیاث الدین کے یہاں کوئی بچہ نہیں ہوا۔ اس نے دوسری شادی کرنا چاہی۔ آپ نے منع فرمایا اور اس کو یہ خوش خبری دی کہ اس کے یہاں کئی لڑکے پیدا ہوں گے۔

چنانچہ اسی بیوی سے دس بچے پیدا ہوئے[2]۔

---

[1] سکینۃ الاولیاء ص ۱۷، [2] سکینۃ الاولیاء ص ۸۹۔

باب ۵۴

حضرت شاہ بلاول

حضرت شاہ بلاول قبلۂ اہلِ تحقیق ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کے آباؤ اجداد ہرات کے رہنے والے تھے۔ شہنشاہ ہمایوں کے ہمراہ ہرات سے ہندوستان آئے[1] وہ شیخوپورہ میں آباد ہوئے۔ آپ کے دادا سیّد عیسیٰ ایک باکمال بزرگ تھے۔

والد : آپ کے والد کا نام سیّد عثمان ہے۔

ولادت : آپ ۹۷۶ھ میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام سیّد بلاول ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ کے دادا نے تعلیم حاصل کرنے کے واسطے آپ کو لاہور بھیجا لاہور میں آپ نے شیخ فتح محمد سے تعلیم حاصل کی۔ تھوڑے عرصے میں آپ تحصیلِ علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔

بیعت و خلافت : ایک دن دریا کے کنارے آپ کی حضرت شیخ شمس الدین سے ملاقات ہوئی انھوں نے فرطِ محبت سے آپ کا ہاتھ پکڑا

---

[1] محبوب الواصلین۔

اور آپ کو ان کی صحبت میں رہنے کی تاکید کی، اور آپ سے فرمایا کہ:

"تمہارا حصہ میرے پاس ہے۔ وہ امانت ہے۔ اس کو مجھ سے لو۔"

آپ حضرت شیخ شمس الدین کے مرید ہوئے۔ وہ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ ابو الحق کے تھے اور حضرت شیخ ابو اسحق مرید اور خلیفہ حضرت شیخ داؤد جہنی وال کے تھے۔[1] کچھ دن بعد خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

وفات: آپ نے ۲۸ شعبان ۱۰۴۶ھ کو وفات پائی اور آپ کا مزار اسی موضع میں لاہور کے قریب ہے جس میں آپ رہتے تھے۔[2]

سیرت: آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اور زہد اور ورع میں امتیازی شان رکھتے تھے آپ کے چہرے سے آثارِ ریاضت نمایاں تھے۔ ابتداء میں آپ کو جلال بہت تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد دریا کے کنارے ایک پیڑ کے نیچے سو رہے تھے اور آپ برابر میں کھڑے تھے۔ ایک شخص آیا اور لکڑیاں توڑنے لگا۔ آپ نے منع کیا کہ جب ان کے پیر و مرشد جاگ جائیں تب پیڑ پر چڑھنا اور لکڑیاں توڑنا۔ وہ شخص نہ مانا۔ آپ کو اس کی حرکت پر غصہ آیا۔ آپ نے جو اس کی طرف بغور دیکھا وہ شخص پیڑ پر سے نیچے گرا اور فوراً مر گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پیر و مرشد بیدار ہوئے۔ اس شخص کو مرا ہوا دیکھ کر سب حال پوچھا۔ آپ نے جو کچھ ہوا تھا وہ سب اپنے پیر و مرشد کے گوش گزار کیا۔

آپ کے پیر و مرشد نے سن کر فرمایا کہ یہ اچھی بات نہیں کہ جو اپنے کو فقیر کہتے ہیں وہ غصہ کریں۔ جلالی کیفیت سے باز آنے کی یہ ترکیب ہے کہ ایک حجرے میں تن تنہا رہ کر قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہو۔ چنانچہ کئی سال آپ ایک حجرے میں رہے، اور تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف رہے۔

آپ کی پوشاک مکلّف ہوتی تھی، آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ کی مرغوب غذا چولائی کا ساگ تھا۔ رات کو تین قرآن ختم کرتے۔ لوگ پانی کا کوزہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرتے۔ وہ پانی مریضوں کو پلایا جاتا۔ بہت

---

[1] سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۹۸، [2] سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۹۹ [3] سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۹۹

سے مریض اس کی برکت سے اچھے ہوتے رہے[1]

کرامات: ایک چور بہ نیت چوری آپ کے باورچی خانے میں داخل ہوا۔ داخل ہوتے ہی اندھا ہو گیا۔ صبح ہونے پر آپ نے داروغہ باورچی خانے سے فرمایا کہ ایک شخص باورچی خانہ میں چھپا بیٹھا ہے، اس کو دونا حصہ دو کہ وہ رات سے بھوکا ہے۔ جب وہ شخص آپ کے سامنے لایا گیا، معافی کا خواستگار ہوا۔ مرید ہوا اور اس کو دکھائی دینے لگا۔

ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید شیخ ابوطالب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ بارش نہ ہونے سے فصل خراب ہونے کا اندیشہ ہے وہ دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا کی۔ اس کے علاقے میں خوب بارش ہوئی۔

---

[1] سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۹۹

باب ۵۵

حضرت سیّدنا شاہ امیر ابوالعلیٰ

حضرت سیّدنا شاہ امیر ابوالعلیٰ قطبِ دوراں تھے۔

خاندانی حالات: آپ کے دادا حضرت خواجہ امیر عبدالسّلام مع اہل وعیال کے سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور نریلہ میں جو دہلی سے کچھ دور واقع ہے قیام فرمایا۔ حرمین شریف کی زیارت کے قصد سے وہ نریلہ سے مع متعلقین فتح پور سیکری آئے۔ یہاں سے آگے جانا چاہتے تھے کہ شہنشاہ اکبر نے ان سے فتح پور سیکری میں رہنے کی درخواست کی۔ وہ راضی ہو گئے اور فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔ کچھ عرصے فتح پور سیکری میں قیام فرما کر وہ حج کے لیے روانہ ہو گئے، وہیں ان کا وصال ہوا۔

والد ماجد: آپ کے پدر بزرگوار کا نام امیر ابوالوفا ہے۔ بعارضۂ دردِ قولنج ان کا وصال فتح پور سیکری میں ہوا اور دہلی میں ان کو سپردِ خاک کیا گیا۔[۱]

والدۂ ماجدہ: آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت خواجہ محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیض کی دختر نیک اختر تھیں۔ حضرت خواجہ محمد فیض بردوان میں ناظم

۱؎ اسرار ابوالعلیٰ ص ۹،

کے عہدہ پر فائز تھے۔

حسب ونسب: آپ والد ماجد کی طرف سے حسینی اور والدۂ ماجد کی طرف سے احراری ہیں۔

پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت نریلہ میں ۹۹۰ھ میں ہوئی۔[1]

نام: آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی امیر ابوالعلیٰ ہے۔

بچپن کے صدمات: ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنے شفیق دادا حضرت امیر عبدالسلام کی شفقت سے بھی محروم ہوئے۔ آپ کے دادا حرمین شریف کی زیارت کے لیے گئے تھے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔

تعلیم و تربیت: آپ کے دادا نے بیت اللہ شریف جاتے وقت آپ کو حضرت خواجہ محمد فیض کے سپرد فرمایا تھا۔ حضرت فیض بردوان میں ناظم تھے۔ وہ آپکو اپنے ہمراہ بردوان لے گئے۔ انہیں کی نگرانی میں آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ آپ بہت جلد تحصیلِ علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ جملہ علوم ظاہری و کمالاتِ باطنی میں ماہر ہوئے۔ فن سپہ گری میں بے مثل ثابت ہوئے۔

نانا کا وصال: ابھی آپ جملہ علوم و فنونِ متداولہ سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے نانا حضرت محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیضی نے ایک مہم میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

عہدۂ نظامت: آپ کے نانا حضرت خواجہ فیضی کے کوئی لڑکا نہیں تھا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کی یگانگت، مناسبت، لیاقت و قابلیت دیکھ کر آپ کے نانا کے عہدے پر آپ کا تقرر کر کے بادشاہ سے پروانۂ تقرری حاصل کرلیا۔ اب آپ اپنے نانا کے بجائے عہدۂ نظامت پر متمکن ہوئے۔ منصب سہ ہزاری ذات وسوار سے ممتاز ہوئے۔

---

[1] اسرار ابوالعلیٰ ص ۳۰۔

اشارتِ پُر بشارت: ایک شب آپ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں:[1]

"اے سید ابو العلیٰ! یہ کیا وضع اختیار کی ہے، اس کو قطع کر دو چھوڑ دو۔

ہماری طرح اختیار کرو۔ اگر فکرِ معیشت ہے تو

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(اللہ روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمینوں کو)

کو سمجھو۔ کوئی خطرہ یا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔"

اس کے بعد اُن بزرگوں میں سے ایک نے استرہ لیا اور آپ کے سر کے بال تراشے۔ دوسرے بزرگ نے آپ کو کفنی پہنائی اور تیسرے بزرگ نے آپ کے سر پر عمامہ رکھا۔

کایا پلٹ: دوسرے دن صبح کو آپ نے حجام کو بلا کر سر کے بال ترشوائے۔ پیرہن پہنا۔ دنیا سے اپنے آپ کو بیزار پایا کسی کام میں آپ کا جی نہیں لگتا تھا اب آپ نے عہدۂ نظامت سے سبکدوش ہونا چاہا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کا استعفیٰ منظور نہیں کیا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ سے کہا کہ چونکہ ایک مہم درپیش ہے اس لیے ان کا استعفیٰ اس کا حفظ ما تقدم و پس و پیش ہے۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کو یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ ترقی چاہتے ہیں تو ترقی بھی ممکن ہے، اور اگر اضافۂ منصب چاہتے ہیں تو وہ بھی کچھ دشوار نہیں۔

مہم میں شرکت: آپ راجہ مان سنگھ کا بہت خیال فرماتے تھے، چونکہ وہ آپ کے نانا کے پرانے رفقاء و دوستوں میں سے تھے۔ آپ امیر لشکر ہو کر جنگ میں شریک ہوئے۔ مینا پور کے میدان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آپ کی فتح ہوئی۔[2]

دوسرا خواب: کامیاب و کامراں آپ بردوان پہنچے۔ بردوان پہنچ کر آپ نے پھر ایک خواب دیکھا اس خواب میں آپ چار بزرگوں کی زیارت سے

---

[1] اسرار ابو العلیٰ ص ۱۲۱، [2] اسرار ابو العلیٰ ص ۱۲۳، اذکار الابرار۔

مشرف ہوئے۔ ان چار بزرگوں میں تین بزرگ تو وہی تھے جن کو آپ نے پہلے خواب میں دیکھا تھا، چوتھے بزرگ جن کو اس مرتبہ آپ نے دیکھا پیکر نور تھے۔ ان کا چہرۂ مبارک آفتاب سے زیادہ روشن، اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا۔ ان بزرگوں نے آپ سے فرمایا کہ:[1]

"اے فرزند دل بند، نور بصر بلند اختر، اپنا طریقۂ آبائی اختیار کرو۔"

آپ کو اُن بزرگوں کے نام جن کو آپ نے پہلے اور دوسرے خواب میں دیکھا تھا خاص لوگوں کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ:

"جن کی زیارت پیشتر خواب میں حاصل ہوئی، میں ان سے بے علم تھا ہاں دوبارہ جب زیارت سے فیض یاب و مشرف ہوا تو آگاہ ہوا کہ جن بزرگ کا چہرۂ مبارک نورانی، آفتاب سے زیادہ مجلیٰ اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا، وہ لاریب جناب رسالت مآب سرورِ عالم ﷺ تھے اور وہ تین بزرگ جو خواب اول و دویم میں تشریف لائے، ان میں سے جن بزرگ نے میرے سر کے بال تراشے وہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تھے اور دو صاحبزادگان حضرت امام حسنؓ مجتبیٰ اور حضرت امام حسینؓ شہیدِ کربلا تھے۔"

تبدیلی: اس خواب کے بعد آپ دنیا سے بہت دل برداشتہ ہو گئے۔ آپ عہدۂ نظامت سے سبک دوش ہونا چاہتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش۔

آگرہ کو روانگی: ابھی آپ بردوان ہی میں تھے کہ شہنشاہ اکبر کے انتقال کی خبر پہنچی۔ جہانگیر نے تخت پر بیٹھتے ہی یہ فرمان جاری کیا کہ سب امراء و ناظم دربار میں حاضر ہوں تا کہ ان کی قابلیت، لیاقت و وجاہت کا اندازہ ہو سکے۔ آپ تو خود ہی بردوان سے جانا چاہتے تھے۔ اس شاہی فرمان کو تائیدِ غیبی سمجھا اور آگرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں میز پڑتا تھا۔ آپ نے میز میں کچھ دن قیام کیا، وہاں ایک بزرگ رہتے تھے جو حضرت شیخ یحیٰی میز ی ؒ کی اولاد سے تھے۔ ان بزرگ نے

---

[1] اسرار ابو العلیٰ ص ۱۴،

آپ کو دیکھتے ہی فرمایا:[1]

"آؤ شاہ ابو العلیٰ آؤ۔ مرحبا۔ جزاک اللہ۔ یہ تم نے خوب کیا کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔

الدنیا جیفۃٌ وطالبہا کلاب۔

(دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے)

پہلے تو جیفہ پر گوشت بھی تھا، اور اب سوکھی ہڈی باقی ہے۔"

میتھر سے روانہ ہو کر آگرہ پہنچے۔ شہنشاہِ جہانگیر سے ملاقات ہوئی۔ جہانگیر آپ کے جمال و کمال سے بہت متاثر ہوا۔ آپ بلا روک ٹوک شاہی دربار میں آنے جانے لگے۔

ایک واقعہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ ساقی نے شہنشاہ جہانگیر کو جام پیش کیا۔ جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے وہ جام آپ کو دیا۔ آپ نے بہ پاس ادب جام لے تو لیا لیکن وہیں پھینک دیا۔ جہانگیر نے دوسرا جام آپ کو دیا۔ آپ نے لے کر پھر پہلے کی طرح پھینک دیا۔ جہانگیر تاب نہ لا سکا۔ نشہ کی حالت میں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"یہ خود نمائی۔ یہ بے اعتنائی۔ اُفوہ۔ کیا تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے؟"

آپ نے شہنشاہ جہانگیر کو جواب دیا:

"غضب سلطانی سے نہیں ڈرتا۔ قہرِ ربانی سے ڈرتا ہوں۔"

ترکِ دنیا: آپ اپنے مکان پر تشریف لائے۔ اپنا مال و متاع تقسیم کر دیا۔ نقد و جنس میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ جہانگیر نے ہر چند آپ کو بلایا۔ لیکن آپ نہیں گئے۔

شرفِ زیارت: اسی دن جب آپ مراقبہ میں تھے، آپ نے دیکھا کہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصورتِ مثالی تشریف لائے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں:[2]

"اے فرزندِ ارجمند! اکشود کار تمہارا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے مقدر ہے۔ یہ تساہل اس قدر کیوں ہے۔ اُٹھو، اجمیر جاؤ۔ دیر نہ لگاؤ، حصہ اپنا پاؤ۔"

---

[1] اسرارِ ابو العلیٰ ص ۱۵ [2] اسرارِ ابو العلیٰ ص ۱۷۔

دربارِ غریب نواز میں: اس فرمان کے پاتے ہی آپ نے جو کچھ باقی مال و متاع آپ کے پاس تھا اس کو بھی راہِ خدا میں لٹا دیا، چادر اوڑھ کر اور سفید تہہ بند باندھ کر اجمیر روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے اور ان بزرگان کے روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ دہلی سے اجمیر پہنچے۔ خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی آپ سے مخاطب ہوئے۔ آپ کو سامنے بٹھا کر آپ کو توجہ علینی فرمائی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ مزار پُر انوار کا طواف کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپ کو ایک سرخ رنگ کی گولی جو تسبیح کے دانے کی برابر تھی عطا فرمائی۔ وہ گولی کھاتے ہی آپ کا قلب روشن ہوا آپ کا کام پورا ہوا۔ خواجہ غریب نواز نے آپ کو آگرہ واپس جانے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے بیعت کی درخواست کی خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔

"۔۔۔۔ تمہارے چچا امیر عبداللہ ماشاءاللہ عبادت گذار ۔۔۔ موجود ہیں انہیں سے بیعت مناسب اور ان ہی کی صاحبزادی سے مناکحت واجب ہے۔"

بیعت و خلافت: حسبِ فرمان خواجہ غریب نواز آپ حضرت امیر عبداللہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر آپ کو پہنا دی بعد ازاں آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ازواج و اولاد: خواجہ غریب نواز کے حکم کے مطابق آپ نے اپنے چچا اور پیر و مرشد حضرت امیر عبداللہ کی صاحبزادی سے شادی کی۔ آپ کے دونوں لڑکے، حضرت امیر فیض اللہ اور حضرت امیر نور العلا زاہد، متقی و پرہیز گار اور صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے۔

وفات: آپ ۹ صفر ۱۰۶۱ھ کو جوارِ رحمت میں داخل ہوئے[1] مزار فیض آثار آگرہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ بوقتِ وفات آپ کی عمر ۷۱ سال کی تھی۔

---

[1] اسرار ابو العلی ص۸۴،

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نورالعلا آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہیں:

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امیر فیض اللہ اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نورالعلا۔

حضرت خواجہ محمدی عرف خواجہ فولاد۔ حضرت ملا ولی محمد۔ حضرت لاڈھاں۔ حضرت میر سید کالپوری۔ حضرت سید دوست محمد برہان پوری۔

سیرتِ مقدس: آپ صاحبِ نسبت اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ عبادت، ریاضات، مجاہدات، ترک و تجرید، صبر و تحمل، فقر و فاقہ، عفو و درگذر، قناعت و توکل میں یگانۂ روزگار تھے۔ سخاوت، عطا و بخشش کے لیے مشہور تھے۔ کمالاتِ صوری سے آراستہ تھے۔ علم ظاہر و باطن میں دستگاہ حاصل تھی۔ "رسالۂ فنا و بقا" آپ کی علمی یادگار ہے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

فنا فی الافعال: آپ فرماتے ہیں:[1]

"سالک کا اپنے اختیار سے، تمام عالم کے اختیار سے باہر آنا ہے۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ ایسے تمام حرکات و سکنات و افعال کہ جن کو وہ اس سے پہلے اپنے اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا اور ان کو اپنی طرف سے اور نیز دوسروں کی طرف سے جانتا تھا، ان سب کو وہ حق کی طرف نسبت کرے اور سب کو حق تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اپنے تمام افعال کو حق کی طرف ایسے خیال کرے جس طرح کنجی کی حرکت کو ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے اور مردہ کی جنبش کو غسل دینے والے کے ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے۔"

"کسی شے اور کسی چیز کو کسی غیرِ حق کی طرف نسبت نہ کرے کہ صوفیہ عالیہ کے گروہ کے نزدیک اس کا نام بھی شرک ہے۔"

---

[1] رسالہ فنا و بقا (اسرار ابوالعلی)، ص ۳۰۔

فنافی الصفات: آپ فرماتے ہیں کہ[1]

"فنافی الصفات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے تمام صفات کو و نیز دوسروں کی تمام صفات کو صفات حق جانے اور اپنی ہر صفت اور دوسروں کی ہر صفت کو کہ جس سے مراد علم اور ارادت اور مشیت اور قدرت اور سمع اور کلام وغیرہ ہے جس طرح اسے پہلے اپنی طرف اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا، اپنی ملکیت اور دوسروں کی ملکیت جانتا تھا سب کو حق کی طرف نسبت کرے اور حق کی صفات جانے، پھر کبھی اپنی طرف و نیز دوسروں کی طرف نسبت نہ کرے۔ کیونکہ یہ حالت بھی اس طائفۂ عالیہ کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

فنافی الذات: آپ فرماتے ہیں:[2]

فنافی الذات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ذات اور تمام عالم کی ذات کو ذاتِ حق جانے اور دیکھے۔ اس سے پہلے جس طرح کہ وہ اپنی ذات اور عالم کو عالم جانتا تھا اس مرتبہ پر پہنچ کر تحقیقی طور پر جانے اور نظر کرے کہ وہ سب حق ہے اور یقین سمجھے اور خیال کرے کہ وہ حضرت حق تعالےٰ جل شانہ نے مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان مختلف صورتوں میں اور انواع انواع شکلوں میں ظہور فرمایا ہے۔ وہی وہ ہے، اور اُس کا غیر موجود نہیں۔"

" اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

کہ جو شخص اپنی حقیقت کو اس طرح پہچانے کہ میں میں نہیں ہوں بلکہ حق ہے جو اس صورت پر ظاہر ہوا ہے۔ پس ایسا شخص اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ

اس سے غرض یہ ہے کہ جب تک میں اپنے آپ کو نہیں جانتا تھا میں نے حق کو نہیں پہچانا تھا۔ اور جب میں نے اپنے آپ کو بعد فنا حق جانا میں

---

[1] رسالہ فنا و بقا۔ [2] رسالہ فنا و بقا

اپنی ہستی سے الگ ہوگیا، اس وقت میں نے حق کو حق جانا۔

"اور جب تو خود فانی ہو جائے گا اس وقت خدا کا جلوہ تجھے نظر آئے گا لیکن اس مرتبۂ عرفان اور اس درجہ فنا کے لیے ایک خاص ترتیب ہے ... اور وہ ترتیب یہ ہے:

اوّل، سالک کو چاہیے کہ وہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے اور انوارِ جمالِ حق کو ہمیشہ آئینے میں دیکھتا رہے اور اس نسبت میں ایسا محو، منہمک و مقیدّ ہو جائے کہ یہ تصوّر کسی لحظہ و لمحہ دل سے دُور اور آنکھ سے اوجھل نہ ہو...

"بعدہٗ سالک کو چاہیے کہ اس مرتبے سے ترقی کر کے مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچے اور تمام عالم کو حق دیکھے....

"سالک کو چاہیے کہ وہ اس کے بعد اور ترقی کرے اور اس سے زیادہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے اور اپنے آپ کو تمام باقی حجابات سے دور رکھ کر اپنے وجود کی نفی کرے اور وجودِ حق کے اثبات میں خاص کوشش کرے اور اس سے غرض یہ ہے کہ چشمِ ظاہر کو پوشیدہ کر کے یہ خیال کرے کہ جس سے خود کو میں جانتا تھا وہ میں نہیں ہوں، وہ حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس صورت میں اس طرح کامل ہمیشگی و محویت پیدا کرے کہ وہ اپنے آپ اور تمام عالم کو قطعی فراموش کر کے محض ذاتِ حق دیکھے اور اسی کو حق جانے اور مانے...

"سالک کو جاننا چاہیے کہ باخدا ہونے کے معنی اپنی ہستی سے گذر جانے اور نیست ہونے کا مطلب یہی ہے اور جملہ طالبانِ خدا کا مقصود و مطلوب یہی ہے دنیز تمام فقراء کی انتہا اور اس مقام کے کمال پر پہنچ جانا فنا فی اللہ کا حاصل ہو جانا.... یہی وجہ ہے کہ دراصل صوفی ایسے شخص کو نہیں کہتے کہ وہ چلّہ کشی کرے، خلوتوں میں و ریاضتوں میں مشغول رہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو فنا کر دے اور جب صوفی اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو ان ہر سہ مقولات کے اثرات منکشف ہو جاتے ہیں....

اقوال: • قدرِ ولی کوئی نہیں جانتا، البتہ ولی اپنی قدر آپ ہی جانتا ہے۔"

- اہلِ دنیا پست ہمت، بے عقل، نادان، انجان، زندگی ان کی زر ومال، تسبیح، اُن کی دولت، ثروت، جاہ وجلال، دنیا مقام عبرت وذلت، دنیا شیطان العین کی میراث وملکیت قابلِ نفرت، دنیا دار مکار، روپے پیسے کی ذکر وفکر میں مستغرق وغلطاں وپیچاں، فقراء دیدارِ الٰہی میں متجسّس وپریشان۔
- انسان کو چاہیے کہ اپنی بہتری وبھلائی کو دوسرے کے مقابلے میں ترجیح نہ دے۔
- مشکلات کا حل تقویٰ ہے۔
- زندگی کا مقصد عبادتِ الٰہی ہے۔یہی دنیا کی کمائی ہے۔
- درویشی بادشاہی سے بدرجہا بہتر الاّ گرفتاریِ خلق مانع ومزاحم نہ ہو۔

صوفی وہ نہیں ہے جو چلّہ کشی کرے خلوت میں بیٹھ کر ریاضت ومشقت اختیار کرے بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے۔

اوراد ووظائف: آپ فرماتے ہیں کہ قلب کی صفائی کے لیے ذکر:

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

مفید ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ آگاہیِ دوام بھی ضروری ہے[1]

آپ فرماتے ہیں کہ مراقبے کے فوائد بہت ہیں۔

کرامات: ایک دن آپ اپنی خانقاہ میں رونق افروز تھے کہ یکایک آپ نے حضرت امیر نور العلاء سے فرمایا کہ "کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ کے دربار میں اس وقت خون ریزی ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب صداقت خاں کے قتل کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔[2]

حضرت ملا عمر کو سماع میں کیفیت ہوئی، انھوں نے اسی حالت میں اپنی جانِ شیرین جانِ آفریں کے سپرد فرمائی۔ جب ان کو آپ (حضرت سیدنا) کی خدمت میں لایا گیا، تو آپ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی۔ ملا عمر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور پھر حالتِ وجد میں رقص کرنے لگے۔

ایک بدمست ہاتھی لوگوں کو پریشان کرتا تھا۔ اس کے خوف سے لوگ چھپ جاتے

---

[1] اذکار الابرار، [2] اسرار ابو العلیٰ۔ صفحہ ،

تھے۔ ایک دن آپ جامع مسجد سے خانقاہ جا رہے تھے، آپ نے شور سنا، پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ ایک بدمست ہاتھی آ رہا ہے۔ اس سے بچنے کی تدبیر ضروری ہے۔ کسی گلی میں جانا مناسب ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

"بابا ابوالعلاء اپنی راہ جاتا ہے۔ وہ اپنی راہ جائے۔"

جب وہ مست ہاتھی سامنے آیا۔ آپ نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ ہاتھی ایک دم رک کر کھڑا ہو گیا۔ آپ اس بدمست ہاتھی کے برابر سے نکلے چلے گئے۔

کچھ دن کے بعد آپ کو اطلاع ہوئی کہ وہ بدمست ہاتھی خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے، اور اس سے فرمایا کہ مخلوق کو پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ راج گھاٹ جا کر لوگوں کو دریا پار کر۔ وہ ہاتھی راج گھاٹ گیا اور لوگوں کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر دریا پار اتارنے لگا۔ کچھ ہی دنوں میں وہ ہاتھی پیر صاحب کا ہاتھی کہلایا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ملاقات ایک جوگی سے جمنا پار ہوئی۔ اس جوگی نے ایک ڈبیہ آپ کو پیش کی۔ آپ نے جوگی سے دریافت کیا کہ ڈبیہ میں کیا ہے۔ جوگی نے جواب دیا کہ اکسیر ہے اور اکسیر کی صفت یہ ہے کہ ایک رتی بھر تانبے پر ملنے سے تانبا سونا ہو جاتا ہے۔ آپ نے وہ ڈبیہ جمنا میں پھینک دی اور جوگی سے فرمایا:

سادھو جی! انسان تو خود اکسیر ہے۔ ایسی صورت میں دوسری اکسیر کی تدبیر کرنا انسان کی تحقیر ہے۔"

جوگی کو رنج ہوا۔ آپ سے کہنے لگا کہ "افسوس میری ساری عمر کی کمائی آپ نے جمنا میں ملا دی۔"

آپ نے اس جوگی سے پوچھا: "اچھا، یہ تو بتاؤ۔ اکسیر کیسی ہوتی ہے؟" جوگی نے جواب دیا۔ "خاک سی۔"

پھر آپ نے جوگی سے فرمایا:

"خاک کی یہ دہاک، یہ افسوس اور یہ ملال! ادھر دیکھو، جمنا کی یہ ریت سب خاک ہے جتنی چاہے لو وہ تو ایک چھوٹی سی ڈبیہ تھی۔ بڑے شوق سے ڈبے بھر لو، اور بے تکلف اس سے سونا بنا لو۔"

سادھو کو یقین نہ آیا، پھر بھی اس نے تھوڑی سی ریت بطور آزمائش لے کر تانبے پر ملی۔ تانبا زرِ خالص ہو گیا۔ سادھو آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہوا۔

باب ۵۶

حضرت مُلّا شاہ

حضرت ملا شاہ عمدۃ الاسرار ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے آباؤ اجداد کا وطن موضع ارکساء (علاقہ روستاق بدخشاں) ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام ملا عبدی ہے۔ وہ موضع ارکساء کے قاضی تھے[1]۔

ولادت: آپ موضع ارکساء میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام شاہ محمد ہے۔

القاب: آپ کے پیر و مرشد حضرت میاں میر آپ کو "محمد شاہ" کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ آپ کے پیر بھائی آپ کو "اخوند" کہہ کر پکارتے تھے۔

خداوند تعالےٰ کی طرف سے آپ کا لقب "لسان اللہ" ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت موضع ارکساء میں ہوئی۔ دینی علوم کے حاصل کرنے میں آپ نے سخت محنت کی۔

ہجرت: اپنے وطن ارکساء سے سکونت ترک کر کے آپ کشمیر آئے، اور وہاں تین سال

---

[1] سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص۱۱۶؎

قیام کیا۔

تلاشِ حق: جب آپ کے دل میں طلبِ الٰہی کا جذبہ موجزن ہوا، کشمیر سے لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں اپنی جستجو میں کامیاب نہ ہوسکے۔ ناچار لاہور سے آگرہ روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں کامل و اکمل درویشوں کا ذکر آیا۔ اس شخص سے آپ کو حضرت میاں میر کا نام معلوم ہوا۔ آپ کو افسوس ہوا کہ لاہور میں حضرت میاں میر سے کیوں نہ ملے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کو خوشی بھی ہوئی۔ آپ نے سوچا کہ اب منزل دور نہیں ہے، لاہور واپس جانا چاہتے تھے کہ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ آگرہ میں بھی ایک درویش ہیں، اُن سے ملنا چاہیے۔

آگرہ پہنچ کر آپ اس شخص کے ہمراہ ان بزرگ کے پاس گئے۔ لیکن آپ کی تسکین نہیں ہوئی۔

آگرہ سے لاہور تشریف لائے۔

بیعت وخلافت: لاہور پہونچ کر حضرت میاں میر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میاں میر نے تین سال تک آپ کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ تین سال اسی طرح گذر گئے۔ تین سال کے بعد حضرت میاں میر نے آپ سے دریافت کیا کہ:

"کہاں رہتے ہو؟"

آپ نے جواب دیا کہ: "مسجد میں رہتا ہوں۔"

یہ سن کر حضرت میاں میر نے آپ سے فرمایا کہ مسجد میں رہنا مناسب نہیں یہ حکم پاتے ہی آپ نے مسجد میں رہنا چھوڑ دیا۔

پھر حضرت میاں میر نے آپ سے پوچھا کہ:[1]

"کیا کھاتے ہو؟"

آپ نے جواب دیا کہ "بازار کی روٹی کھاتا ہوں۔"

حضرت میاں میر نے آپ سے فرمایا کہ بازار کی روٹی نہ کھانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے

---

[1] سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص ۱۲۵،

بازار کی روٹی کھانا چھوڑ دی۔ فاقہ کرنا شروع کیا۔
آخر کار حضرت میاں میر نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور خرقۂ خلافت عطا کیا۔

پیرومرشد کی دعا: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے پیرومرشد نے دعا کی۔ حاضرین نے پوچھا کہ دعا کس کے واسطے کی، حضرت میاں نے فرمایا:
ملّا شاہ کے بارے میں، جس سے میرا طریقہ روشن ہوگا۔"

خدمت: آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں تیس سال رہے۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ ایک دن آپ کے پیرومرشد نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا کہ:[1]
"ملا شاہ! جو ریاضت کرنے کی ہے وہ مشائخ سابق میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔"
جب آپ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ اپنے پیرومرشد کی اجازت سے گرمی کے موسم میں کشمیر چلے جاتے تھے اور جاڑے کے موسم میں لاہور آکر اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہتے۔

وفات: آپ نے ۱۰۶۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار پُر انوار لاہور میں واقع ہے۔[2]

خلیفہ: شہزادہ داراشکوہ آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ کامل و اکمل درویش تھے۔ قادری سلسلے کے بزرگوں میں آپ کو نمایاں درجہ حاصل ہے۔ آپ نہایت عُسرت سے گذارتے تھے۔ آپ کے گھر میں نہ کھانا پکتا تھا اور نہ چراغ روشن ہوتا تھا۔ آپ بچپن ہی سے نماز روزہ کے پابند تھے۔ کم کھاتے تھے اور کم بولتے تھے۔ آپ نے کبھی نماز قضا نہیں کی۔
شروع شروع میں آپ نے سات سال تک اس طرح ذکر خفی کیا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک آپ حبسِ نفس اور پھر ذکر میں مشغول ہوتے۔ پوری رات

۱؎ سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص ۱۱۸، ۲؎ سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص ۱۱۹،
۳؎ سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) ص ۱۲۰،

دو سانس میں گذار دیتے تھے۔ تیس سال تک آپ مطلق نہیں سوئے۔

آپ ترک و تجرید، فقر، استغناء، قناعت و توکل، تسلیم و رضا، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔

شعروشاعری: آپ شاعر بھی تھے، آپ کا تخلص "شاہ" ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ آپ کی ایک غزل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

غزل

نہ چراغیست دریں خانہ ویرانہ ما | روشن از آتشِ عشقِ تو شدہ خانہ ما
آرے ایں راست کہ مرغیم ولے سیمرغیم | دام ما تا چہ بود، تا چہ بود دانہ ما
در پئے خانہ جانانہ ما شد ہمہ عمر | بودہ خانہ ما، خانہ جانانہ ما
صدقِ دیوانگیِ ما نگر اعجاز نمود | شدہ جانانہ ما، عاشقِ دیوانہ ما
نکند تا بہ ابد یاری ہشیاری ہیچ | گر بسہو آنکہ رسد بر درِ میخانہ ما
مدعی در پئے افسونِ گرفتاری خلق | آتشِ پنبہ گوشش شود افسانہ ما

رہ دیوانہ کیش شاہ نزد بے غلط
کیست دیوانہ ما عاقل و فرزانہ ما

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں:[1]

"..... امید ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ اپنے آشناؤں کو اپنے سے دُور نہیں کرے گا، جب کہ خود فرماتا ہے:

من تقرب الیّ شبرًا فقد تقرب الیه مصرولة"

جو شخص میری طرف بڑھے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں.....

پس خاطر جمع رکھو، کہ پہچان لینے کے بعد نہ پہچاننا محال ہے..... لیکن پھر بھی اپنی کوشش نہیں چھوڑ دینی چاہیے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، انسان کی طاقت اور قوت بھی اسی دن کے لیے ہے اور اسی کام کے لیے ہے۔ طاقت و قوت اسی طرح صرف

---

[1] مکتوب بنام شہزادہ داراشکوہ۔

کرنی چاہیے خصوصًا اس شخص کے لیے یہ بات ضروری ہے، جسے راہ مل گئی ہو۔ اگر وہ نہ کرے گا تو اس پر افسوس ہے کہ وہ دعوئے عاشقی کرے۔"

آپ فرماتے ہیں:[1]

"۔۔۔۔ طلب کا انجام یا علتِ غائی سلوک ہے اور سلوک کی انتہا معرفت لیکن معرفت کی کوئی انتہا نہیں۔ معرفت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور غارت کے لیے اس کا عبور ہر وقت جائز ہے۔۔۔۔ تجلی ہر وقت نئی سے نئی ہوتی ہے اور یہ تازگی اندازے باہر ہے۔ اس کا سمجھ لینا بڑے اعلیٰ درجے کی بات ہے۔

"مبارک سفر باطنی سفر ہے سو عمدہ طور پر سرانجام ہو چکا۔ رہا دنیا کا ظاہری سفر سو اس کے سرانجام ہونے میں کس کو کلام ہے۔ جس کو وجود اعظم کا یقین ہوگا، حاصل ہوگا، یقینًا اس کے اغیار کا لشکر بھی شکست کھائے گا۔ تمام کمالات عارف کے مسخر ہیں اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اسے موزونیت بھی حاصل ہوتی ہے۔

اقوال: • ہر ایک فردِ بشر میں عرفان کی استعداد ہے۔

• وحدت کا کام دید ہے جس کی برکت سے نظری علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ جو طالبانِ خدا کے لیے وحدت کی دور دراز راہ ایک ہی نظر میں طے کرا دیتے ہیں ان کو اللہ کی طرف سے وحدت کا علم حاصل ہے۔

کشف و کرامت: مرید ہونے سے قبل شہزادہ دارا شکوہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب آپ کی خدمت میں جائیں گے تو آپ سے عرض کریں گے کہ چونکہ دنیا میں آپ کے ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے اس لیے یہ امید کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ مہربانی فرما کر اور توجّہ کر کے آخرت میں بھی ایسا ہمسایہ بنائیں گے۔

---

[1] مکتوب۔

شہزادہ دارا شکوہ جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بغیر اُن کے کچھ کہے ہوئے اُن کا ہاتھ پکڑ کر ان سے فرمایا کہ:[1]

"اے عزیز! میں نے اپنے کسی مرید اور دوست سے اس قسم کا مصافحہ نہیں کیا، اور میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالےٰ آخرت میں بھی تیری مدد کروں گا...."

---

[1] سکینۃ الاولیاء (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۳۳،

باب ۵۷

حضرت سرمد شہیدؒ

حضرت سرمد شہیدؒ فرید دہر تھے اور وحید عصر۔

قومیت: شیر خاں لودی کا خیال ہے کہ "اصلش از فرنگستان و ارمنی بود"[1] وہ ایران کے کسی خاندان سے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ عیسائی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ یہودی تھے۔

وطن: آپ کا وطن "کاشان" تھا[2] ایران میں ارمنیوں کی کافی تعداد تھی، جس میں سے کچھ عیسائی تھے اور کچھ یہودی۔

مذہب میں تبدیلی: آپ نے اسلام قبول کیا۔

نام: آپ سرمد ہی کے نام سے مشہور ہیں۔ بعض کتابوں میں آپ کو "سعیدائے سرمد" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

تعلیم: آپ کے رقعات اور آپ کی رباعیات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم و فضل میں درجۂ کمال رکھتے تھے۔ فارسی زبان پر قدرت حاصل تھی۔ عربی زبان سے

---

[1] مراۃ الخیال۔ از شیر خاں لودھی۔ [2] ریاض الشعراء (قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

بھی واقف تھے۔

پیشہ: آپ تجارت کرتے تھے۔

زندگی میں کایا پلٹ: اس زمانے میں ایرانی مصنوعات کی ہندوستان میں بہت قدر تھی۔ قیمت بھی اچھی ملتی تھی۔ حضرت سرمد ایرانی مصنوعات لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ ان کا خیال تھا کہ ایرانی مصنوعات فروخت کرکے ہندوستان میں قیمتی جواہرات خریدیں گے اور ان جواہرات کو ایران میں فروخت کریں گے۔ اس زمانے میں ایران سے سیاح سندھ ہوکر ہندوستان آتے تھے آپ بھی اسی راستے سے آئے۔ جب ٹھٹھہ پہنچے ایک ہندو لڑکے پر عاشق ہوئے ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ نہ اپنا ہوش تھا اور نہ تجارتی سامان کی کوئی پرواہ۔

تذکرہ نویسوں میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا۔

علی قلی خاں داغستانی نے اس واقعہ کا سورت میں ہونا لکھا ہے[1]

آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ عظیم آباد پٹنہ میں ہوا۔

شیر خاں لودھی لکھتے ہیں:[2]

"در اثنائے تجارت بشہر تتہ افتاد، بر ہندو پسر عاشق است۔"

ترجمہ: دراثنائے تجارت میں شہر تتہ میں ہوا ہندو لڑکے پر عاشق ہوا۔

عشق نے آپ کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ تجارتی مال سے بے نیاز ہوگئے۔ دنیا سے دل سرد ہوگیا۔ راحت و آرام کا تخیل دل سے جاتا رہا۔ اب آپ حیران و سرگرداں پھرتے تھے۔ کچھ دنوں بعد کپڑے بھی بوجھ معلوم ہونے لگے۔ ان کو بھی اتار پھینکا۔ اب ننگے پھرتے تھے۔

دہلی میں آمد: اس حالت میں آپ دہلی میں تشریف لائے۔ شہزادہ داراشکوہ صوفی منش اور فقیر دوست تھا۔ جب اس کو آپ کے دہلی آنے کا حال معلوم ہوا، اس نے بہت ہی جلد آپ سے میل جول بڑھایا جب آپ کو قریب سے دیکھا آپ کی روحانی قوت سے سخت متاثر ہوا۔ آپ کی بہت عزت اور احترام کیا تھا۔ شہزادہ داراشکوہ آپ کا معتقد تھا۔ غرض شاہی دربار میں آپ کا کافی اثر تھا۔

---

[1] ریاض الشعراء از علی قلی خاں داغستانی۔ [2] مرآۃ الخیال۔

حکومت میں تبدیلی: اورنگ زیب نے دارا شکوہ کو شکست دی اور شاہجہاں کے بجائے خود عنانِ حکومت ہاتھ میں لی۔ دارا شکوہ صحرا صحرا بستی بستی پھرنے لگا۔ دارا شکوہ کے ہمدردوں، ساتھیوں اور ہم نشینوں کے لیے یہ زمانہ صبر آزما تھا۔ حضرت سرمد بھی ان میں سے ایک تھے۔ کچھ لوگ تو دارا شکوہ کے ساتھ چلے گئے تھے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ اپنے آپ کو خطرے میں پاتے تھے۔ حضرت سرمد نے باہر جانا پسند نہیں کیا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دہلی ان کا مدفن ہوگا۔

آپ پر الزامات: آپ پر جو فردِ جرم لگائی گئی وہ سیاسی آمیزش سے خالی نہ تھی۔

(۱) پہلا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ نے اپنی حسب ذیل رباعی میں معراجِ جسمانی سے انکار کیا ہے ؎

ہر کس کہ سرِ حقیقتش باور شد — او پہن تر از سپہر پہناور شد
مُلّا گوید کہ بر فلک شد احمد — سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

(۲) دوسرا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ دارا شکوہ کے ہمدرد اور بہی خواہ تھے۔

(۳) تیسرا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ ننگے رہتے تھے جو رسمِ شرع کے خلاف ہے۔

(۴) چوتھا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے آپ لَا اِلٰہَ سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔

آپ کا بیان: اورنگ زیب نے قاضی القضاۃ ملا قوی کو آپ کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم کریں کہ ننگے کیوں رہتے ہیں۔ ملا قوی نے جب ننگے رہنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے حسب ذیل رباعی پڑھی:

خوش بالائے کردہ چنیں پست مرا — چشمے بدو جام بردہ از دست مرا
او در بغل من است زمن در طلبش — دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

علماء کی مجلس: آپ کو ایک مجلس کے سامنے بلایا گیا۔ اس مجلس میں علاوہ اورنگزیب کے علماء و فضلائے عصر بھی موجود تھے۔ اورنگ زیب نے آپ سے دریافت کیا کہ:

"لوگ کہتے ہیں کہ تم نے دارا شکوہ کو مژدۂ سلطنت دیا تھا۔ کیا یہ سچ ہے؟"

آپ نے جواب دیا:

"ہاں سچ ہے۔ اور وہ مژدہ درست نکلا کہ اُسے ابدی سلطنت کی تاج پوشی نصیب ہوئی۔"

علماء نے پوچھا کہ:

"تم ننگے کیوں رہتے ہو؟"

اس کا جواب وہی دیا جو پہلے ملا قوی کو دیا تھا۔ علماء نے آپ سے کپڑے پہننے کو کہا لیکن آپ نے کچھ پرواہ نہ کی [1] اورنگ زیب نے علماء کو مخاطب کر کے کہا:

"محض برہنگی وجہ قتل نہیں ہو سکتی۔ اس سے کہو کہ کلمۂ طیبہ پڑھے۔"

آپ سے کلمۂ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا۔ آپ نے عادت کے موافق لَا اِلٰہ پڑھا۔ جب علماء نے یہ جملۂ نفی سنا تو سخت برہم ہوئے آپ نے جواب دیا کہ:

"ابھی تو میں نفی میں مستغرق ہوں۔ مرتبۂ اثبات تک نہیں پہنچا ہوں! اگر اِلَّا اللّٰہ کہوں گا تو جھوٹ ہوگا۔"

علماء نے آپس میں طے کیا کہ آپ کا یہ فعل کفر ہے، اس فعل سے توبہ لازمی ہے۔ آپ نے توبہ نہ کی۔

فیصلہ: علماء نے فتوےٰ دیا کہ قتل جائز ہے۔

دوسرے دن آپ قتل گاہ میں لے جائے گئے۔ جب جلاد چمکتی تلوار لے کر

شہادت: آپ کے پاس آیا۔ آپ اسے دیکھ کر مسکرائے، نظر اٹھائی اور نظر ملائی اور یہ تاریخی الفاظ فرمائے:

"فدائے تو شوم۔ بیا۔ بیا کہ تو بہر صورتے کہ می آئی من ترا خوب می شناسم۔"

ترجمہ: میں تیرے قربان ہوں۔ آ۔ آ کہ تو جس صورت میں بھی آئے میں تجھ کو خوب پہچانتا ہوں۔

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا: [2]

شعر

شورے شد و از خوابِ عدم چشم کشودیم

دیدیم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

---

[1] ریاض الشعراء۔ [2] مرآۃ الخیال۔

ترجمہ: شور ہوا، اور ہم نے خوابِ عدم سے آنکھ کھولی۔ دیکھا کہ شبِ فتنہ باقی ہے، سوگئے۔

یہ شعر پڑھ کر سرِ تسلیم خم کر دیا، اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی شہادت ۱۰۷۱ھ میں ہوئی۔

آپ کا مزار دہلی جامع مسجد کے نیچے فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

سیرتِ پاک: آپ ایک کامل مجذوب تھے۔ علم اور فضل میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت لوگ آپ کے منقاد اور معتقد تھے۔

علمی ذوق: آپ کے رقعات، جو رقعاتِ سرمد کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی علمی یادگار ہیں۔

شعروشاعری: آپ نے فارسی میں بہت سی رباعیات لکھی ہیں، جو رباعیاتِ سرمد کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ رباعیات شائع ہو چکی ہیں[1]

ذیل کی دو رباعیات آپ کے افکار و خیالات کی آئینہ دار ہیں ؎

سرمد غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند   سوزِ دلِ پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار   ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند

ترجمہ: اے سرمد غمِ عشق بوالہوس کو نہیں دیتے ہیں پروانے کے دل کا سوز شہد کی مکھی کو نہیں دیتے۔ ایک عمر چاہیے کہ دوست کا وصل حاصل ہو۔ یہ دولت سرمد ہر ایک کو نہیں دیتے۔

از منصبِ عشق سرفرازم کردند   وز منتِ خلق بے نیازم کردند
چوں شمع دریں بزم گدازم کردند   از سوختگی محرمِ رازم کردند

ترجمہ: مجھ کو منصبِ عشق سے سرفراز کیا اور لوگوں کی منت سے بے نیاز کیا۔ شمع کی مانند اس بزم میں مجھ کو پگھلایا۔ جلنے کی وجہ سے مجھ کو رازدار بنایا۔

کرامت: شہادت کے بعد آپ کے سر سے تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز سنائی دی۔ آپ کے سر نے صرف کلمہ ہی نہیں پڑھا بلکہ کچھ دیر حمدِ باری تعالیٰ میں بھی مصروف رہا۔

اورنگ زیب نے آپ کی شہادت کے بعد قریب اڑتالیس سال حکومت کی لیکن کبھی چین و سکون میسر نہ ہوا۔ دکن میں لڑائیوں میں کافی وقت گذارا، اور وہیں انتقال کیا۔

---

[1] رباعیات سرمد کا انگریزی میں ترجمہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے کیا ہے۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس اینڈ لیٹرس کا سلسلہ مطبوعات نمبر ۲ ہے۔ اسما پبلیکیشن۔ اجمیر و آگرہ نے شائع کیا ہے۔

باب ۵۸

حضرت میر سیّد محمد کالپوی

حضرت میر سیّد محمد کالپوی ابو العلائیہ سلسلہ کے بلند پایہ بزرگ ہیں۔

خاندانی حالات: آپ ترمذی سادات سے ہیں۔

تعلیم: آپ نے مولانا عمر جاجوئی سے کتبِ درسیہ پڑھیں۔ حضرت جمال باکمال کے درس میں شریک ہوئے، اور تعلیم مکمل کی۔ علم ظاہر میں آپ درجہ فضیلت کو پہنچے۔

بشارت: ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ نقش بند آپ سے فرماتے ہیں: [1]

"اے میر سید محمد! فی زمانہ ایک شیخ اپنے سلسلے کا صاحبِ مقامات عالیات اکبر آباد (آگرہ) میں ایسا فیض بخش عالم ہے کہ کئی سو برس سے اس مرتبہ و پایہ کا بزرگ پیدا نہیں ہوا۔ اب تم اکبر آباد جاؤ۔ اس سلسلہ کو بھی اخذ کرو۔" حضرت خواجہ نقشبندیہ نے اُن بزرگ کا نام نہیں بتایا۔

---

[1] اسرارِ ابو العلیٰ صہ ۱۴۰

آپ خواب سے بیدار ہوئے۔ آگرہ کا قصد کیا۔ آپ جب آگرہ پہنچے تو

آگرہ میں آمد: معلوم ہوا کہ آگرہ میں اس وقت دو بزرگ ہیں جن سے مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے۔ ایک بزرگ کا نام میر نعمان تھا جو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفہ تھے۔ دوسرے بزرگ جو آگرہ میں اس وقت رونق افروز تھے، ان کا نام امیر ابو العلیٰؒ تھا۔

آگرہ پہونچ کر آپ نے حضرت میر نعمانؒ کی خانقاہ میں جانا چاہا۔ پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے اور کہاروں کو حضرت نعمان کی خانقاہ پر چلنے کی تاکید فرمائی۔

کہار آپ کو بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ پر لے جانے کے حضرت امیر ابو العلیٰؒ کی خانقاہ پر لے گئے۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابو العلیٰ کی خانقاہ ہے تو آپ پالکی سے نہیں اترے، اور بیٹھے ہی بیٹھے پھر کہاروں کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت نعمان کی خانقاہ پر پالکی لے چلیں۔ کہار روانہ ہوئے لیکن بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ پر پہنچنے کے وہ پھر حضرت امیر ابو العلیٰؒ کی خانقاہ پر پہنچے، پالکی پھر واپس ہوئی، اسی طرح چند مرتبہ ہوا۔

اب آپ پالکی سے اترے۔ آپ نے سوچا کہ خداوند تعالےٰ کی مرضی یہی ہے۔ پالکی سے اتر کر آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔ حضرت امیر ابو العلیٰؒ اس وقت خانقاہ کے صحن میں تشریف رکھتے تھے۔

حضرت امیر ابو العلیٰؒ نے آپ کو دیکھ کر ایک نعرہ لگایا۔ اس نعرے سے

بیعت و خلافت: آپ کے جسم میں حرکت نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت امیر ابو العلیٰؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا، اور ایک نعرہ لگایا۔ اس وقت آپ ضبط نہ کر سکے۔ بدن میں جنبش ہاتھ میں لغزش اور قلب میں حرکت پیدا ہوئی۔ قلب کی اس حرکت کے ساتھ آپ میں نسبت ابو العلائیہ پیوست ہوئی۔

آپ کئی ماہ حضرت امیر ابو العلیٰؒ کی صحبت بابرکت میں رہے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت سے مفتخر ہوئے۔

اس سے قبل آپ حضرت مولانا عمر حاجوئی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور خاندانِ چشت میں منسلک ہوئے تھے۔

اب حضرت امیر ابو العلیٰؒ سے خرقۂ خلافت پا کر اور تکمیل طریقۂ عالیہ نقشبندیہ ابو العلائیہ کر کے کالپی روانہ ہوئے۔

پیرومرشد کا عطیہ: آپ کے پیرومرشد حضرت سیّد امیر ابوالعلیٰ نے آپ کو کالپی رخصت کیا اور بوقت روانگی حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ کی ایک تسبیح آپ کو عطا فرمائی۔

کالپی سے آمد: اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر آپ کالپی تشریف لائے اور مسند ہدایت وارشاد پر متمکن ہوئے۔

وفات: آپ کا وصال ۲۶ر شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہوا[1] مزار شریف کالپی میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت سیّد احمد آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ اور آپ کے دوسرے خلیفہ شیخ محمد افضل ولی کامل تھے۔

سیرت: آپ سلاسل اربعہ کے فیوضِ باطنی سے مستفید و مستفیض تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ جامع شریعت تھے۔

---

[1] اسرارِ ابوالعلیٰ ص ۱۴۱،

باب ۵۹

حضرت سیّد دوست محمد

حضرت سیّد دوست محمد مشاہیر اولیا سے ہیں۔

ولادت: آپ نے ۹۹۶ھ میں اس عالم کو رونق بخشی۔

تعلیم: آپ نے دہلی میں تعلیم پائی، تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر آپ تلاشِ حق میں نگری نگری، بستی بستی پھرنے لگے۔

بنگال میں قیام: اسی تلاش میں آپ بنگال پہنچے، اور ایک مدت تک بنگال میں قیام فرمایا۔ لیکن مقصد بر آری نہیں ہوئی۔

مژدہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ اکبر آباد (آگرہ) حضرت سیّد امیر ابوالعلیٰؒ ایک بلند پایہ بزرگ رشد و ہدایت میں مشغول ہیں۔ جو اُن کے پاس جاتا ہے رنگ جاتا ہے۔

آگرہ میں آمد: آپ کے لیے اتنا پتہ کافی تھا۔ بنگال سے آگرہ روانہ ہوئے۔ آگرہ پہونچ کر ایک کوزہ مصری لیا۔ والہانہ انداز میں حضرت امیر ابوالعلیٰؒ کی خانقاہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ آپ کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا حضرت سیّد امیر ابوالعلیٰؒ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے صحن میں معہ مریدین و معتقدین رونق افروز تھے۔ آپ حضرت سیّدنا کے قریب پہنچ کر قدمبوس ہوئے۔ کوزہ مصری پیش کیا

اور پھر ایک طرف بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا نے کوزہ مصری قبول فرمایا۔ پھر آپ سے آپ کا نام و پتہ دریافت فرمایا۔ آپ نے عرض کیا:[1]

"دوست محمد میرا نام ہے۔ حضور کا شہرہ تا بہ فلک طشت از بام ہے۔
ملک بنگال سے آیا ہوں۔ مئے وحدت کا پیاسا ہوں۔"

حضرت سیدنا یہ سن کر مسکرائے۔ کوزہ مصری میں سے تھوڑا خود کھایا اور باقی حاضرین کو تقسیم کیا۔ پھر آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"دوست محمد! تم نے ہمارا منہ میٹھا کیا۔ ہم کو تمہارا منہ میٹھا کرنا واجب ہے۔ آؤ۔ آگے آؤ۔ مجھ سے نظر ملاؤ۔"

نظر کا ملنا تھا کہ بے ہوش ہو گئے۔ حجابات سب دور ہو گئے۔

اتنے میں عصر کی اذان ہوئی۔ حاضرین نے آپ کو ہوشیار کرنا چاہا۔ حضرت سیدنا نے منع کیا اور فرمایا:

"نہیں نہیں۔ یوں ہی رہنے دو۔ اس وقت دوست محمد
"لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی"
کے مصداق ہیں۔"

عشا کی نماز کے وقت آپ ہوش میں آئے۔ عصر و مغرب کی نماز جو آپ سے قضا ہو گئی تھی، وہ ادا کی۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ اس رات کو مسجد ہی میں رہے۔

بیعت و خلافت: دوسرے دن بعد نماز فجر حضرت سیدنا ابوالعلیٰ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور اسی روز خرقہ، خلافت و اجازت و شجرۂ طریقت سے آپ کو ممتاز فرمایا۔

پیر و مرشد کا حکم: حضرت سیدنا نے آپ کو برہانپور میں قیام کا حکم دیا۔

درخواست: آپ نے چند روز پیر و مرشد کی صحبت بابرکت میں رہنے کی اجازت چاہی۔ حضرت سیدنا نے آپ کی درخواست منظور فرمائی۔

برہان پور میں آمد: ایک سال تک آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہتے رہے اور فیوض باطنی سے مستفید ہوتے رہے۔ ایک سال کے بعد آپ

---

[1] اسرار ابوالعلیٰ ص ۱۴۳،

برہانپور تشریف لے گئے، اور مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہو کر لوگوں کو راہِ حق دکھلانے لگے۔

وفات: آپ نے ۲۶ر جمادی الثانی ۱۰۹۰ھ کو رحلت فرمائی[1]۔ بوقت وفات آپ کی عمر چورانوے سال کی تھی۔ مزار مبارک اورنگ آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء: آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:
حضرت مسافر شاہؒ۔ حضرت محمود شاہؒ۔ حضرت شاہ محمد فرہادؒ۔

سیرت: آپ صاحبِ کمال، رفیع الحال، صاحبِ تخلیق و تصدیق بزرگ تھے۔ جب آپ پر جذبۂ شوق غالب ہوتا، آپ جنگل میں نکل جاتے۔ آپ کے نعرہ کی آواز سے درندے اور پرندے رقص کرنے لگتے۔

آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عشق تھا۔ پیر و مرشد کی جدائی آپ کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ اسی حالت بے قراری و اضطراری میں آپ نے ایک "پیم کہانی" لکھی ہے، جس کے چند شعر حسب ذیل ہیں:[2]

پیم کہانی

پیم کہانی کہت ہوں سنو سکھی تم آئے
پیا ڈھونڈھن کو ہوں گئی آئی آپ گنوائے
پیم کہانی بِس بھری کوئے مت سینو رآئے
باتوں باتوں بس جھری دیکھت ہے گھر جائے
پیم گلی ات سانکری پی بن کچھ نہ سہائے
تن من چھوڑ جو آسکے تو پیم ایا جائے

---

[1] اسرارِ ابو العلیٰ ص ۱۳۳،
[2] نجاتِ قاسم۔

بیم نگر سوں آئے کے سدھ بدھ سے رہی کون
سدھ بدھ یوں گھل جات ہے جیون بائیں لون
بیم لگو موہے آئے کے جیو را نکسا جائے
اے ری سکھی کچھ بمیہ کی بات کہو ٹک آئے

کرامات: آپ جب حالتِ ذوق وشوق میں جنگل میں نعرہ لگاتے تو آپ کے نعرے سے جنگل میں آگ لگ جاتی۔[1]

---

[1] اسرارِ ابو العلی۔ ص ۱۴۳۔

گر تو سنگِ خارہ مَرمَر شوی
چُوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

حصّہ ہفتم

باب ۶۰

حضرت سلطان باہُو

حضرت سلطان باہو منظور جناب کبریا ہیں۔

خاندانی حالات: آپ قبیلۂ اعوان سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اُنتیس واسطوں سے امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر منتہی ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام بایزید محمد ہے۔ وہ شہنشاہ شاہجہاں کی طرف سے کوہستان میں منصب دار تھے[1] وہ حافظ قرآن تھے، اپنے زمانے کے ایک عالم تھے۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔

کوہستان سے ملتان آکر اقامت گزین ہوئے۔ ان کو دوبارہ کوہستان بھیجے جانے کے احکام نافذ ہوئے لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ ملتان سے وہ شور کوٹ تشریف لائے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ شور کوٹ میں ان کو جاگیر ملی[2] اور وہیں وفات پائی۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا۔ وہ اپنی بزرگی اور پرہیزگاری کے لئے مشہور ہیں۔

ولادت: آپ شور کوٹ میں ۱۰۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام باہو ہے۔ آپ اپنے نام پر فخر کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ آپ کے نام میں ہُو آتا ہے۔ آپ اپنے نام پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :[3]

---

[1] مناقب سلطانی [2] مناقب سلطانی [3] عین الفقر زبدۃ العارفین

"میری والدہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انھوں نے میرا نام "باھو" رکھا — جو ایک ہی نقطے سے "یاھو" ہو جاتا ہے"۔

بچپن: ایامِ طفولیت سے ہی آپ سے کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ شیر خوارگی کے زمانے میں رمضان میں آپ نے دن کو دودھ نہیں پیا۔ گویا دن کو روزہ رکھتے تھے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کی والدہ کی نگرانی میں ہوئی۔

سرورِ عالمؐ کی زیارت: سنِ رشد کو پہنچنے کے بعد ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو دربارِ نبوی میں پیش کیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ آپ خود اس کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ وہ مقامات اور درجات حاصل ہوئے جو بیان سے باہر ہیں۔ پھر غوث الاعظم میراں محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد فرمایا۔[1]

تلاشِ حق: اس کے بعد آپ میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ ہر وقت خود مستغرق رہنے لگے۔ مشاہداتِ حق میں مست اور ذاتِ مطلق کے جمال میں غرق نظر آنے لگے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو کسی باکمال شیخ سے بیعت ہونے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد کسی اور سے بیعت کرنا نہیں چاہیے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ یہ دنیا عالمِ اسباب ہے اور اس دنیا میں بھی کسی کامل شیخ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنا ضروری ہے۔

یہ سن کر آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے تو "پھر آپ میرے لیے مرشد کافی ہیں۔"

آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ عورتوں کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو بیعت کریں آپ نے عرض کیا تو پھر مرشد کو کہاں تلاش کیا جائے اور کہاں جایا جائے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

اب آپ نے گھر چھوڑا اور تلاشِ مرشد میں نکل کھڑے ہوئے۔ آپ حضرت شاہ

---

[1] عین الفقر۔

حبیب اللہ کے کمالاتِ صوری و معنوی کا شہرہ سُن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے جب حضرت شاہ حبیب اللہ سے اپنا مدعا ظاہر کیا تو انھوں نے آپ سے فرمایا کہ طالب حق کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کو یکسوئی و یک جہتی حاصل ہو۔ اگر اس کی دو طرف توجہ ہوگی تو مقصد برآری مشکل ہے۔ پس یہ ضروری ہے کہ طالب حق پہلے مال و متاع سے فارغ ہولے، پھر اس راہ میں قدم رکھے۔

یہ سن کر آپ کافی متاثر ہوئے۔ گھر آئے۔ مال و متاع سے فارغ ہوئے۔ پھر حضرت شاہ حبیب اللہ نے بخوبی سمجھ لیا کہ آپ طالب صادق ہیں اور سچی طلب آپ کو لائی ہے۔ ایک دن انھوں نے آپ سے فرمایا کہ:

"جس نعمت کے تم مستحق ہو وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ ہم تم کو منزل کا نشان بتائے دیتے ہیں۔ وہاں جاؤ گے مقصد پاؤ گے۔ تم میرے شیخ حضرت شیخ عبدالرحمٰن قادری کی خدمت بابرکت میں جاؤ اور ان کا دامن تھام لو۔ یہ تمھارے لیے کافی ہے۔"

دہلی میں آمد: حضرت شاہ حبیب اللہ کی ہدایت کے مواقف آپ دہلی تشریف لائے۔ حضرت سید عبدالرحمٰن قادریؒ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی اطلاع ہوتی۔ انھوں نے ایک شخص آپ کے لینے کے لیے روانہ کیا۔

بیعت و خلافت: آپ اس شخص کے ساتھ حضرت سید عبدالرحمٰن قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ کو خلوت میں لے گئے اور مدارج سلوک ذرا دیر میں طے کرا دیے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور آپ کو وہ نعمت حاصل ہوئی جس کی آپ کو تلاش تھی۔

سوال اور جواب: اب آپ کا یہ طریقہ تھا کہ دہلی کے بازاروں میں گھومتے اور جس پر نگاہ ڈالتے اس کو ذرا دیر میں خدارسیدہ بنا دیتے تھے۔ آپ کا فیض عام تھا۔ دہلی میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ کسی نے آپ کے پیر و مُرشد سے بھی اس بات کا ذکر کیا۔ آپ کے پیر و مُرشد نے آپ کو طلب فرمایا۔ جب آپ حاضر ہوئے تو آپ کے پیر و مُرشد نے آپ سے فرمایا:

"ہم نے تمھیں خاص نعمت عطا کی اور تم نے اس خاص نعمت کو عام کر دیا۔"

آپ نے جواب دیا:
"حضرت سے جو خاص نعمت مجھے حاصل ہوئی اس کی آزمائش منظور تھی کہ مجھے کس قدر نعمت گراں مایہ حاصل ہوئی اور اس کی ماہیت کیا ہے"

مزید نعمت: آپ کے پیرومرشد اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور مزید نعمت سے آپ کو مالا مال کیا۔

واپسی: دہلی سے شورکوٹ تشریف لائے اور تعلیم و تلقین اور رُشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

ازواج و اولاد: آپ کی چار بیویاں تھیں۔ ان چار بیویوں سے آٹھ لڑکے پیدا ہوئے۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے سلطان حیات محمد نے بچپن میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دیگر صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں[1]:

سلطان نور محمد، سلطان ولی محمد، سلطان لطیف محمد، سلطان صالح محمد، سلطان اسحاق محمد، سلطان فتح محمد، سلطان شریف احمد۔

وفات: آپ یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ آپ کا مزار شورکوٹ میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت نورنگ (کھتران)۔ حضرت ملا معانی بلوچستانی۔ حضرت مومن شاہ گیلانی (سندھ) ان خلفاء سے آپ کا سلسلہ پھیلا۔

آپ کے طریقے کا نام "قادریہ مسروریہ" ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔[2]

آپ مادرزاد ولی تھے۔

سیرت: آپ مشاہدۂ حق میں مسرور، جمال دوست میں محو اور انوارِ الٰہی کی تجلیات میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ معاش کی طرف سے بے پرواہ تھے۔ بظاہر آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ دو مرتبہ جاگیر والی زمین پر کھیتی باڑی کی لیکن فصل نہیں کاٹی۔ توکل پر گذارہ کرتے تھے۔

---

[1] مناقبِ سلطانی ص ۴۳، ۴۴۔ [2] مناقبِ سلطانی

علمی ذوق: آپ لکھے پڑھے نہیں تھے۔ اس کے باوجود آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں:

عین الفقر۔ گنج الاسرار۔ کلید التوحید۔ نور الہدیٰ۔ محبت الاسرار۔ شمس العارفین۔ اورنگ شاہی۔ سرارِ قادری۔ توفیق ہدایت۔ مجالستہ النبی۔ محبت الاسرار۔ تیغ برہنہ۔ رسالہ روحی۔ قرب دیدار۔ کلید جنت۔ محک الفقر کبیر۔ محک الفقر صغیر۔ مفتاح العاشقین۔ کشف الاسرار۔ امیر الکونین۔ جامع الاسرار۔ عین النجات۔ قطب الاقطاب۔ محکم الفقراء۔ کلید التوحید۔ حجۃ الاسرار۔

شعر و شاعری: آپ شاعر بھی تھے "دیوان باہو" اور "ابیات باہو" آپ کی یادگار ہیں۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعریف میں آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

شاہ میراں ہست ثانی شہ امیر — شہسوار معرفت و روشن ضمیر
چوں نباشد سیدے قادر قوی — چوں نباشد سید اولادِ علی
چوں نباشد سیّد پاک نسل — چوں نباشد سید اصل واصل
ہر کرا پدرش بود عارف مقیم — چوں نباشد سید راہِ سلیم
شرف زاں لعل، بہا دل باوصال — نظر بر قبرش بکن شوریدہ حال
تارک و فارغ زنفس و دز ہوا — دائما شو مست وحدت با خدا
اصل جیلانی زباطن مصطفےٰ — ایں مراتب قادری قدرت الٰہ

شو مرید از جان باہو بالیقیں
خاکپائے شاہ میراں راہِ دیں

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں:

دنیا: آپ فرماتے ہیں [1]

"ان لوگوں پر تعجب اور افسوس ہے کہ خدا فرماتا ہے" فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہ"

---

[1] گنج الاسرار (اردو ترجمہ) ص

لوگو خدا کی طرف آؤ، مگر انھیں خدا کی طرف آنا کیا معنی۔ وہ اس سے بھاگتے اور گریز کرتے ہیں۔ گو ان پر معرفت الٰہی کی جھلک نہ پڑی ہو مگر وہ اپنے آپ کو عارف اور صاحب حضور جانتے ہیں۔ لیکن وہ در حقیقت بے معرفت اور مقام حضور سے کوسوں دور اپنی کشف و کرامات و بدعت و استدراج میں مغرور رہتے ہیں۔ دنیائے دوں اور زر و سیم میں شب و روز خراب اور پریشان ہوتے ہیں۔

مرشد کے اقسام: آپ فرماتے ہیں:[۵۲]

.... مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں:

اوّل مرشد کامل۔ طالب کے حق میں رحمت۔

دوم مرشد ناقص۔ اس کے حق میں زحمت ہوتا ہے۔

سوم مرشد جو کہ دنیاوی مراتب و مناصب میں کمال حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی اس ترقی سے مرتبۂ فرعون کو پہنچتا ہے۔

اور جو مرشد کہ نہ مراتب دنیا ہی حاصل کرتا ہے اور نہ مقاماتِ معرفت کو طے کرتا ہے وہ دونوں جہاں کی رسوائی اور ذلت اپنے سر لیتا ہے۔

فقیر: آپ فرماتے ہیں:[۵۳]

".... فقیر کو چاہیے کہ ان دونوں مقامات کو طے کر کے آگے بڑھے، اور اطمینان اور دل جمعی حاصل کرے جو دانائی اور ہوشیاری سے حاصل ہوتی ہے ہوشیار کی نظر ہمیشہ روز قیامت اور خدائے تعالیٰ کے حساب و کتاب پر رہتی ہے، اس لیے وہ خلق اللہ کو نفع پہنچاتا اور ان کی ضرر رسانی سے گریز کرتا اور دنیائے دوں کے پیچھے اُن کے حقوق پر پانی نہیں پھیرتا۔"

سماع: آپ فرماتے ہیں:[۵۴]

".... جو شخص کہ راگ سنتا ہے اس کا دل مُردہ اور نفس زندہ ہوتا ہے.... اہل سرود مُردہ دل زندہ نفس ہوتے ہیں۔"

آپ فرماتے ہیں:[۵۵]

---

۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ گنج الاسرار ص۹۔ ص۲۰۔ ص۲۱۔ ص۲۶

ذکرِ دوام: "ذکرِ دوام سے ذکرِ خفی مراد ہے جو بظاہر معلوم نہیں ہوتا اور اسم اللہ سے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے جس طرح نمک ماکول و مشروب میں سرایت کر جاتا ہے اور بظاہر معلوم نہیں ہوتا۔ مگر درحقیقت موجود ہوتا ہے، جو کھانے پینے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ذکر خفی اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ صاحبِ ذکرِ خفی تصور برزخ اسم اللہ سے ایسی لذّت اور حلاوت پاتا ہے کہ اس کا ایک ذرہ مشرق تک کل مخلوق کو ملے تو وہ ایسا بیہوش اور مست ہو جائے کہ بجز قیامت کے دن کے وہ بیدار ہی نہ ہو..... صاحبِ ذکرِ خفی دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتا....."

آپ فرماتے ہیں:[۵۱]

فقر: "فقر کے تین حروف ہیں: ف۔ق۔ر۔ ف سے فنائے نفس۔ ق سے قہر بر نفس۔ ر سے راضی بہ خدا مراد ہے اور ف سے فخر۔ ق سے قُرب اور ر سے رازِ مُراد ہے۔ یہ مراتب فقر محمّدی صلی اللہ ... وسلم کو حاصل ہوتے ہیں نہیں تو ف سے فضیحت ق سے قہرِ خُدا اور ر سے رد ہے۔"

آپ فرماتے ہیں:[۵۲]

سرورِ عالم کی مطابعت: "جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت کے بغیر اپنی شیخ زادگی کے بھروسے رہبری اور پیشوائی کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہو گا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔"

اقوال:
- اگر اس کا ایک فعل بھی شرع محمّدی کے خلاف ہے تو وہ صوفی نہیں بلکہ شیطان ہے۔ اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیئے۔
- سخاوت کرنے سے خلق اللہ کا حق ادا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ مال کو خدا کے مقابلہ میں اپنے مال کی کہاں تک محبت ہے۔

---

[۵۱] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص۱۵۔ [۵۲] کشف الاسرار ص۱۶۔

- فقر و معرفت الٰہی دریائے رحمت کی موجیں ہیں۔ اور سخاوت اور کرم ایسی صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ سے ملاتی ہیں۔
- جو پیر و مرشد قوت باطنی نہ رکھے۔ ہر وقت مرید کی خبر گیری نہ کرے اسے گناہ و معصیت سے روک نہ سکے اور مرید کی جاں کنی کے وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا اور عرض نہ کرے۔ اس نازک وقت سے صحیح و سالم پار نہ گزارے اُسے پیر و مُرشد نہ کہنا چاہیے۔ ۔ ۔ ۔ ۔“
- پیری و مرشدی کوئی معمولی کام نہیں۔ وہ ایک راز و نیاز و ستر و اَسرار ہے۔ حرص و حسد کا انجام آخر خواری و ذلت ہے۔
- اہل دُنیا، دُنیا اور سیم و زر کے غلام ہیں اور دنیا اور سیم و زر، فقیر عارف باللہ کے غلام ہیں۔
- چاروں نفسوں کے چاروں پرند ذبح کرے۔ یعنی شہوت کا مُرغ، حرص کا کوا، زینت کا مور، اور حرص کا کبوتر۔

اَوراد و وظائف : بعض اَوراد و وظائف حسب ذیل ہیں :

سُورہ مزمّل : آپ فرماتے ہیں[1] : ”سورہ مزمّل کی دعوت کا علم مشکل ہے۔ اگر تمام جہاں کی مشکلوں کے لیے بالترتیب ایک مرتبہ پڑھے تو قیامت تک اس کا عمل باز نہیں رہتا بشرطیکہ پڑھنے والا مع علم ناظرات اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کا منظور نظر بنائے اور علم حاضرات سے اپنے تئیں حضور میں پہنچاتے اور ختم قرآن دَورِ مدوّر حفظ مع اللہ پڑھے۔

”سورہ مزمّل کے شروع میں اسم ذات کے تصور سے اپنے تئیں حضوری مجلس میں پہنچائے اور قرآن مجید دَورِ مدوّر حفظ مع محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھے۔ ۔ ۔ ۔ جو شخص سورہ مزمل کو مندرجہ بالا طریق کے موافق پڑھتا ہے اس کے لیے وسیلہ شروع ہو جاتا ہے۔

”جو شخص اس طریقے کے موافق سورۂ مزمّل کو مع علم حاضرات پڑھے گا اس کے تصرف میں دونوں جہان آجائیں گے بشرطیکہ پڑھنے والا دم در دم، دل در دل،

---

[1] کشف الاسرار صد۳۔ ۴۔

نفس در نفس، قلب در قلب، اور امر روح در روح شریعت لطیف کے لباس کی خلعت کا پُر نور جامہ پہنے۔"

دُعائے سیفی: آپ فرماتے ہیں:[1] "دعائے سیفی اور سورۂ مزمل کا صاحب دعوت عرش و کرسی، لوح و قلم اور نور آسمان اور سات زمینیں اس طرح ہلا دیتا ہے کہ انبیأ اور اولیاء کی روحیں عبرت کھاتی ہیں اور فرشتے حیران رہ جاتے ہیں۔"

کشف و کرامات: آپ کی وفات کے ستر سال بعد جب چناب میں طغیانی آئی تو آپ کا تابوت قبر سے نکالا گیا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ پورا جسم مبارک صحیح و سالم تھا۔

ایک شخص آپ سے کچھ لینے کی غرض سے آپ کے پاس آیا۔ آپ کو ہل چلاتے دیکھ کر واپس ہونے والا تھا کہ آپ نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ دور دراز سے تکلیف اٹھا کر آئے ہو اور بغیر لئے جاتے ہو، یہ کیا بات ہے۔ جب وہ قریب آیا تو آپ نے اس سے ہل چلانے کو فرمایا اور خود پیشاب کرنے چلے گئے۔ واپس آکر آپ نے وہ ڈھیلے جن سے طہارت کی تھی، زمین پر دے مارے۔ زمین سونا ہو گئی۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا جتنا سونا چاہو لے جاؤ۔ وہ بہت سونا لے کر کامیاب و کامران واپس ہوا۔

---

[1] کشف الاسرار (اردو ترجمہ) صنا

باب ۶۱

حضرت میران سیّد شاہ بھیکہ

حضرت میران سیّد شاہ بھیکہ شیخِ وقت تھے اور قطب زماں تھے

حسب و نسب: آپ کا نسب نامہ پدری کئی واسطوں سے حضرت امام حسینؑ پر منتہی ہوتا ہے [1] پس آپ حسینی ہیں۔ آپ کا سلسلۂ مادری سیّد زید لشکر سے جا ملتا ہے۔

خاندانی حالات: سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے زید کو جو آپ کے اجداد سے تھے ہندوستان جانے کی بشارت دی۔ حسبِ اشارت پر بشارت حضرت زید مع متعلقین ترمذ سے ہندوستان آئے اور سیانا میں قیام فرمایا۔ سیانا کو ایک برہمن رئیس نے اپنے نام پر آباد کیا تھا اور وہ ہی اس شہر کا حاکم تھا۔

حضرت زید نے معرکۂ جنگ میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد سیّد سلیمان نے سیانا پر چڑھائی کی۔ سیانا کو فتح کرنے کے بعد اس کا نام سیوانہ رکھا [2]

والد ماجد: آپ کے والد کا نام سیّد یوسف ہے۔ وہ سیّد قطب الدین کے صاحبزادے تھے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ملکو ہے [3]

ولادت: آپ ۷۔ رجب ۸۶۰ھ کو پیدا ہوئے [4]

---

[1] [2] [3] انوار العارفین (فارسی) ص۱۳۴ [4] بستانِ معرفت ص۱۰۹

نام : آپ کا نام محمد سعید ہے۔

کنیت آپ کی کنیت "میران سید شاہ بھیکہ" ہے، اور آپ اسی کنیت سے مشہور ہیں۔

بچپن کا صدمہ آپ کی عمر جب سات سال کی ہوئی، آپ کے والد نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ترکِ سکونت : آپ کے والد کے انتقال کے بعد خاندانی جھگڑوں اور اہلِ خاندان کے حسد کے باعث آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر سیوانہ سے کہرام آئیں، اور کہرام میں سکونت پذیر ہوئیں۔

تیرِ عشق : آپ کی والدہ نے کہرام پہنچ کر آپ کو ایک مکتب میں داخل فرمایا۔ وہاں آپ کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہوگئی۔ محبت چھپنے والی چیز نہیں۔ مکتب میں چرچا ہونے لگا۔ ایک دن مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور اس سے کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں ہے[1]۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ کو ان کا یہ کہنا ناگوار گذرا۔ آپ نے ایک لڑکے کے جو سب کا سرغنہ تھا۔ ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبڑے ٹوٹ گئے۔

سزا : معلم کے پاس آپ کی شکایت گئی۔ معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا۔

کھیل کود : مکتب سے نام کٹ جانے کے بعد آپ نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ دن بھر لڑکوں کے ساتھ گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے۔

غیبی امداد : آپ اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے کہ ایک دن شاہ جلال جو شاہ فاضل مجذوب کے بھائی تھے۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے کہرام میں تشریف لائے۔ انھوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت فرمایا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ آپ سید یوسف کے فرزند ہیں تو ان کو آپ سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ بہت محبت سے آپ سے پیش آئے۔

انھوں نے آپ کو سمجھاتے ہوئے فرمایا:[2]

---

[1] انوار العارفین ص ۴۱۲۔ [2] انوار العارفین (فارسی) ص ۳۴۴۔

”میاں صاحبزادے! یہ وقت کھیل کود کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ لکھنے پڑھنے کا ہے۔“

آپ نے جواب دیا:

”اس سے قبل میں پڑھتا تھا، اب کیا کروں کہ معلم نے مجھ کو مکتب سے نکال دیا۔“

حضرت شاہ جلال نے یہ سُن کر آپ کی تسلی وتشفی کی اور آپ سے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کریں گے اور معلم کو بھی آپ کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرمائیں گے۔

اسی رات کو انھوں نے اپنے چار مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح کی خبرگیری سے غافل نہ ہوں اور آپ کے خورد ونوش، پوشش اور خرچ کاغذ وغیرہ کا معقول انتظام کریں اور آپ کی تعلیم سے کسی طرح کی غفلت نہ برتیں۔

آپ کو بلا کر حضرت شاہ جلال نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تھوڑا کھانا آپ کو دیا کہ اپنی والدہ کو جا کر دیں۔ اس پر آپ نے شاہ جلال سے کہا کہ:

”اُن کا رزاق حق تعالیٰ ہے۔“

دوسرے دن علی الصبح حضرت شاہ جلال مٹھائی، کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے یہاں آئے۔ آپ سو رہے تھے۔ آپ کو جگایا۔ کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب میں لے گئے۔

سفارش: وہاں پہنچ کر انھوں نے معلم سے فرمایا کہ:

”تمھارے پاس ایک سفارش لے کر آیا ہوں:

معلم سمجھ گیا کہ کس کی سفارش کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ اس نے شاہ جلال سے عرض کیا:

”جو کچھ آپ فرمائیں، دل وجان سے قبول ہے لیکن سید شاہ بھیک کے بارے میں سفارش نہ کریں۔“

اس پر شاہ جلال کو غصہ آیا اور انھوں نے معلم سے فرمایا:

"تو مردود ہے کہ پیر کے حکم سے سرتابی کرتا ہے۔"

معلّم نے معافی مانگی اور حضرت شاہ جلال کا حکم بجالانے پر آمادہ ہوگیا۔

حضرت شاہ جلال نے معلّم کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ تمھارے پاس قرآن مجید، "گلستاں" اور "بوستاں" پڑھیں گے اور کچھ ہی دنوں میں خلیفۂ مکتب ہوجائیں گے۔"

پھر انھوں نے معلّم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ:

"تم نہیں جانتے ہو کہ سیّد زادہ قطب زماں ہے تم کو چاہیے کہ اس کی خدمت خوب کرو، اور اس کی تعلیم میں کسی قسم کی غفلت یا تغافل نہ برتو۔"

تعلیم: اسی روز سے معلّم نے آپ کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔ آپ نے چھ مہینے میں کلام اللہ، "گلستاں" اور "بوستاں" ختم کرکے خلیفۂ مکتب کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیے۔ [1]

معلّمی: کہرام کے ایک شخص کا عہدۂ فوجداری پر تقرر ہوا۔ جب وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کی غرض سے کہرام سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے آپ کو اپنے ہمراہ لیا ——— کچھ عرصے تک آپ اس لڑکے کو پڑھاتے رہے۔ لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ آپ ہر مذہب وملت کے فقیروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے طالب ہوتے ہیں تو اس شخص کو یہ خیال ہوا کہ کہیں معرفت الٰہی کے شوق میں آپ ان فقیروں میں سے کسی کے ساتھ نہ چلے جائیں اسلئے آپکو آپ کی والدہ کے پاس کہرام پہنچادیا۔

ملوی میں قیام: کہرام سے پندرہ کوس کے فاصلے پر موضع ملوی واقع ہے وہاں ایک درویش مسمّی بے نوا شاہ قاسم رہتے تھے۔ آپ ان کے پاس موضع ملوی چلے گئے اور وہاں قریب ایک سال قیام فرمایا آپ کے سپرد یہ خدمت تھی کہ بھاڑ کے لیے لکڑیاں جمع کیا کریں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ بے نوا شاہ قاسم نے اپنے گھر کی چھت پاٹنے کے لیے شہتیر بنوایا۔ انھوں نے اپنے مریدوں سے اس شہتیر کے اٹھانے کے لیے فرمایا۔ وہ شہتیر اتنا

---

[1] انوار العارفین (فارسی) ص۳۱۵

وزنی تھا کہ کسی سے نہیں اُٹھا۔ سب زور کر کے رہ گئے۔ آپ نے اس شہتیر کو تن تنہا اُٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔ وہ شہتیر کسی قدر چھوٹا تھا۔ آپ کا ہاتھ لگنے سے وہ پورا ہو گیا۔

یہ بات بے نوا شاہ قاسم کے مریدوں کو ناگوار گذری۔ انھوں نے شکایت کی کہ وہ اتنے دنوں سے ہیں، انھیں کچھ حاصل نہیں ہوا، اور آپ کے متعلق کہا کہ اس شخص کو اتنی کم مدّت میں صاحب تصرف کر دیا۔

حضرت شاہ قاسم نے ان لوگوں کو اس طرح سمجھایا کہ : [1]

"قاسم حقیقی حق تعالیٰ ہے۔ یہ خود سیدزادہ ہیں۔ باپ دادا اُن کے صاحبِ کمال تھے۔ مجھ کو کچھ دخل اس میں نہیں ہے۔"

رخصت : اتفاق سے بے نوا شاہ قاسم کے پیر و مرشد بھی وہاں مقیم تھے۔ انھوں نے بے نوا شاہ قاسم سے فرمایا کہ:

"ہم اور تم مانند حوض صغیر کے ہیں اور میراں جی مانند دریائے عظیم کے ہیں اس کی سیرابی ہم سے نہ ہوگی، ان کو رخصت کر دو۔"

بے نوا شاہ قاسم نے اپنے پیر و مرشد کا اشارہ پا کر رخصت کیا۔

رہنمائی : اب آپ کے سامنے یہ سوال تھا کہ کہاں جائیں ــــ شاہ بھاول نے آپ کی رہنمائی کی، اور آپ سے حضرت شاہ ابوالمعالی کے پاس چلنے کو کہا۔ آپ نے شاہ بھاول کا مشورہ قبول کیا اور آپ اور شاہ بھاول انیٹھہ روانہ ہوئے جہاں حضرت شاہ ابوالمعالی رہتے تھے

بیعت : جب انیٹھہ کے قریب پہنچے آپ ایک جگہ بیٹھ کر حقہ پینے لگے اور شاہ بھاول آپ سے پہلے حضرت شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی نے ان سے پوچھا :

"رفیق کو کہاں چھوڑا ؟"

انھوں نے عرض کیا کہ پیچھے آ رہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد شاہ بھاول آپ کو لینے کی غرض سے وہاں سے اٹھے آپ راستے میں مل گئے۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے حضرت شاہ ابوالمعالی کے پاس

---

[1] انوار العارفین (فارسی) ص ۴۵۔ بستانِ معرفت ص ۱۱۱

روانہ ہوئے۔ راستے میں شاہ بھاول نے آپ کو بتایا کہ حضرت شاہ ابوالمعالی بطرف پائیں چارپائی پر بیٹھے ہیں۔

آپ جب حضرت شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا:

"بیا میرانِ من۔ رفیق تو کجاست یعنی حقہ۔"

(آؤ میرے میران۔ تمھارا رفیق کہاں ہے یعنی حُقّہ)

آپ نے عرض کیا کہ اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ اس وقت سے آپ نے حقہ پینا چھوڑ دیا۔ بعد ازاں حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو مرید کیا۔ آپ کو تعلیم فرمائی، اور ذکر کی تلقین کی۔

آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو رخصت کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر

واپسی: آپ ملوی پہنچے اور وہاں تین دن بے ہوش رہے۔ آپ کے منہ سے کف جاری تھا۔ تین دن کے بعد آپ کو ہوش آیا۔

وہاں سے روانہ ہو کر آپ کہرام پہنچے اور محمد فاضل قانون گو کی مسجد میں رہنے لگے کچھ عرصے اس میں قیام کیا۔ پھر ایک دوسری مسجد میں جو آپ کے مزار کے قریب ہے رہنا شروع کیا۔

آپ نے ایک شخص سے کھانے کے واسطے فرمایا وہ روزانہ آپ کے واسطے کھانا لاتا تھا۔ لیکن آپ چھ سات روز کے بعد ایک روٹی پانی میں تر کر کے تناول فرماتے تھے۔

کشف: ایک دن آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ ابوالمعالی کی داڑھی کا ایک بال بوریہ پر گرا ہے، آپ اس بال کو لینے کی غرض سے انبیٹھہ آئے۔ تلاش کر کے وہ بال بوریہ پر سے اٹھا کر اپنے پاس رکھا۔

آپ کے پیر و مرشد کو آپ کی اس بات سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس قسم کی مکشوفات میں الجھ کر رہ جائیں اور مقصد حقیقی سے دور رہ جائیں۔ چنانچہ آپ

۱؎ انوار العارفین (فارسی) ص۴۶۶۔

کے پیرومرشد نے آپ سے فرمایا کہ :[1]

"میران! یہ فقر نہیں ہے۔ فقر دوسری چیز ہے۔"

آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ایک مرغ مرغن تین روز تک بھون کر کھلایا۔ اس کے کھانے سے آپ کو صفائی قلب حاصل ہوئی۔ پھر انھوں نے آپ کو رخصت کیا اور آپ کو خدا کے ساتھ مشغول رہنے کی ہدایت فرمائی۔

پس آپ کہرام آئے اور یادِ حق میں مشغول ہوئے

طلبی : چند دنوں کے بعد آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ایک رقعہ بھیجا۔ آپ کو اینٹھہ طلب فرمایا تھا۔ آپ کثرتِ مجاہدہ، ریاضت اور کم کھانے اور کم سونے کی وجہ سے اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ آپ کا سفر کرنا دشوار تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے پیرومرشد کو یہی لکھا تھا کہ کمزوری اتنی ہے کہ سفر کی ہمت نہیں۔ البتہ جلد ہی خدمت بابرکت میں حاضر ہوں گے

آپ کے رقعہ کا جواب لے کر جب آدمی روانہ ہوگیا تو آپ کو خیال آیا کہ پیرومرشد کے بلانے پر ضرور جانا چاہیے تھا۔ اس خیال کے آتے ہی آپ اس آدمی کے پیچھے اینٹھ روانہ ہو گئے، اور آفتاب غروب ہونے سے ذرا پہلے آپ اینٹھ پہنچ کر اپنے پیرومرشد کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

آپ کے پیرومرشد نے آپ سے دریافت فرمایا کہ کہرام سے کب چلے تھے۔ آپ نے سب قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ آج ہی دوپہر کہرام سے روانہ ہوئے تھے۔

پھر آپ کے پیرومرشد نے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ دریا کس طرح پار کیا؟

آپ نے عرض کیا۔

"پانی کے اُوپر چلا آیا اور پاؤں میرے تر نہیں ہوئے۔"

سوال وجواب ختم ہوئے۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کیا اور آپ سے فرمایا :[2]

"اسبابِ ظاہر کی رعایت ضروری ہے۔"

---

[1] انوار العارفین فارسی ص ۳۱۶۔ [2] انوار العارفین (فارسی) ص ۳۱۷

عبادت و مجاہدہ : اینٹھہ سے کہرام واپس ہوتے ہوئے کشتی سے دریا پار کیا۔ کہرام پہنچ کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ رات کو کنوئیں پر ایک تختہ بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے۔ اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر سویا تو کنوئیں میں گرے گا۔ پوشاک کا یہ حال تھا کہ پرانے کپڑے گلیوں میں سے اٹھا کر پانی سے دھو کر اور سی کر پہنتے تھے۔

خرقۂ خلافت : آپ کے پیر و مرشد نے رخصت کرتے وقت آپ کو ہدایت فرمائی تھی کہ اینٹھہ نہ آئیں۔ جب مناسب ہوگا وہ خود ہی کہرام آئیں گے۔ کچھ عرصے کے بعد آپ کے پیر روشن ضمیر کہرام میں رونق افروز ہوئے اور آپ کو پیراہن، کلاہ، جامہ اور چادر عنایت فرمائی۔

آپ نے بصد عاجزی عرض کیا :[1]

"بندہ کو اس لباس کے پہننے کی لیاقت نہیں ہے۔"

آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ :

"میں کہتا ہوں اور تم عذر کرتے ہو۔"

بحکم پیر و مرشد آپ نے وہ لباس پہنا۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

شاہی دربار سے تعلقات : محمد شاہ کے عہد میں ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے مخلوق بہت پریشان تھی۔ بادشاہ کو آپ کا نام بتایا گیا کہ اگر آپ دعا کریں تو یقیناً بارش ہو۔ محمد شاہ نے سرہند کے حاکم کے نام ایک فرمان جاری کیا جس میں اس نے اپنے آپ کو دہلی لانے کی تاکید کی اور ایک عریضہ آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے معذرت چاہی۔ جس وقت آپ کو خط ملا، وہاں خوب بارش ہوئی۔ محمد شاہ نے آپ کو نذرانہ بھیجا جو آپ نے بمشکل قبول فرمایا۔

ایک مرتبہ محمد شاہ نے نواب روشن الدولہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کی خدمت میں کچھ مٹھائی اور کچھ کپڑے محتاجوں کو تقسیم کرنے کے لیے بھیجے اور آپ سے اس امر کی دعا چاہی کہ اس کی اولاد میں ہمیشہ سلطنت رہے۔ آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ محمد شاہ کو

---

[1] انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۴۶۷

حضرت نظام الدین اولیاء کی سفارش سے سلطنت ملی ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء نے دو پشت کی سفارش کی تھی۔ اس میں کس کی مجال کہ دخل دے۔

وفات : آپ ۵۔ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ کو واصل بحق ہوتے مزار پُر انوار کہرام میں حاجت روائے خلق ہے۔

خلفاء : آپ کے بیالیس خلیفہ تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں : [۱]

شاہ محمد باقر۔ شاہ نظام الدین۔ سیّد فاضل۔ سید عبدالمومن۔ شیخ نعمت اللہ ——— میاں شاہ اورنگ۔ خواجہ مظفر۔ غلام محمد۔ میاں افضل شاہ لطف اللہ جالندھری۔ سیّد محمد سالم ترمذی روپڑی۔

سیرت : آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ نذرانہ جو آتا اس میں سے خادموں کے خرچ کے واسطے نکال کر باقی اپنے پیرومرشد کو پیش کرتے۔ آپ کا لنگر عام تھا۔

تعلیمات : ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں آیت کریمہ : لَا يَمَسُّهُ الْمُطَهَّرُوْنَ

کے معنی و مضمرات پر بحث شروع ہوئی۔ ایک عالم جو وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ :

"اس جگہ معنی انشاء میں ہے (یعنی یہ معنی ہیں) "چاہیے کہ نہ چھوئیں قرآن شریف کو لیکن پاک لوگ" (جو حدث اکبر و اصغر سے پاک ہوں)"

آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ "کیا ضرورت ہے کہ اخبار کو معنی انشاء میں حمل کریں۔ یہ کیوں نہیں کہتے مس نہیں کرتے (قرآن وادراک معنی واسرار اسکے کو) مگر پاک لوگ (کہ پاک ہوں آلائش بشری سے۔" [۲]

آپ اپنے مریدوں کو آدھی رات سے زیادہ سونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

فرمان : پیر کو مرید شناسی چاہیے۔

ورد وظیفہ : آپ اپنے مُریدوں کو ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ :

۱۔ انوار العارفین ص ۴۱۲ ص ۴۳۰۔ ۲۔ بستان معرفت ص ۱۱۲۱

"فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات کیا کرے۔ اگر چالیس مرتبہ ہر روز نہ کرے تو اس کو لقمۂ درویشی و دلق حرام ہے۔"

کشف و کرامات

آپ کے پیر و مرشد کے حجرے کی چھت خراب ہو گئی۔ سب مریدوں نے چھت کی مرمت کی، لیکن چھت ٹھیک نہیں ہوئی۔ آپ کے پیر و مرشد نے مسکرا کر فرمایا کہ "میراں جی سے چھت درست ہو گی۔ آپ اس زمانے میں چلّہ میں تھے۔ آپ کو بلایا گیا۔ آپ چلّہ سے باہر آئے اور چھت درست کرنے میں مصروف ہوئے۔ آپ نے گھاس اکھاڑی۔ پھر مٹی اور پانی ڈال کر چھت کو کوٹنا شروع کیا۔ جتنی بار کوٹتے تھے ہر بار ہر ضرب پر ایک مقلم ظاہر ہوتا تھا۔

آپ کا ایک مرید موضع نوندمن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا جس کی عمر دس سال کی تھی۔ ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ اتفاق سے اسی دن آپ اس موضع میں رونق افروز ہوئے۔ اس مرید کو جب یہ معلوم ہوا، آپ کو اپنے گھر لایا اور لڑکے کی نعش کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔ جب آپ کے سامنے کھانا لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا: جب تک اس کا لڑکا نہ آئے گا اور کھانا نہ کھائے گا، آپ بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ مرید نے بہانہ کیا اور عرض کیا کہ لڑکا کہیں کھیلتا ہو گا معلوم نہیں کب آئے۔ اس کا انتظار بیکار آپ نے فرمایا کہ وہ جب بھی آئے گا تب ہی کھانا کھائیں گے۔ اب اس مرید نے مجبور ہو کر عرض کیا کہ "لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت پہلے مر گیا۔ اس کی نعش کوٹھری میں رکھی ہے۔" آپ نے فرمایا "لڑکا مرا نہیں ہے۔ جا کر دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا کر لاؤ۔" وہ شخص جب کوٹھری میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لیتا ہے۔ اس کو ہلایا۔ وہ اٹھ بیٹھا اور اپنے باپ کے ساتھ باہر آ کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

باب ۶۲

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی مصدرِ جودِ یزدانی ہیں

خاندانی حالات : آپ کی نسبت نسبی بواسطہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کئی واسطوں سے امیرالمومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ حضرت مولانا فخرالدین فخر جہاں نے سلسلۂ حدیث میں اپنے کو صدیق لکھا ہے[1]۔
آپ کا وطن مالوف قصبہ نگراؤں (کاکوری) ہے۔ آپ کے خاندان کے بزرگ باہر سے تشریف لاکر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

ولادتِ باسعادت : آپ نے سنہ ۱۰۶۰ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔

نام : آپ کا نام نظام الدین ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے وطن میں ہوئی۔

دہلی میں آمد : دہلی کے اہل کمال کا شہرہ سن کر آپ بقصد انصرام بقیہ تحصیل علم دہلی تشریف لائے۔

دربارِ کلیمی میں باریابی : دہلی میں آپ نے حضرت شیخ شاہ جہاں آبادی رح کا شہرۂ فضل و کمال سُنا۔ آپ نے چاہا کہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی کی خدمتِ فیضِ درجات میں حاضر ہوں اور ان سے فیوض و برکات حاصل

---

[1] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۹۴

کریں - ایک دن آپ حضرت شیخ رح کی خانقاہ میں حاضر ہوئے دروازہ پر دستک دی اس وقت مجلس سماع گرم تھی - دروازہ بند تھا - حضرت کا یہ دستور تھا کہ اجنبی شخص کو مجلس سماع میں شرکت کی اجازت نہیں دیتے تھے -

دستک کی آواز سن کر حضرت شیخ نے حاضرین میں سے ایک کو حکم دیا کہ دروازہ پر جاکر دیکھے کہ کون ہے - اس شخص نے آپ کا نام نامی و احوالِ گرامی معلوم کر کے حضرت شیخ سے جاکر عرض کیا - حضرت شیخ نے آپ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی[1] حاضرین کو تعجب ہوا - انھوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا [2]

"دخل اجنبی در مجلسِ سماع دستورِ حضور نیست -"

(اجنبی کو مجلس سماع میں داخل کرنا حضور کا دستور نہیں ہے -")

حضرت شیخ نے فرمایا کہ : [2]

"ایں مرد عزیز است اجنبی نیست -"

(یہ شخص عزیز (آشنا) ہے، غیر نہیں ہے)

آپ جب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آداب بجالائے - حضرت شیخ نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور آپ سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی - آپ نے عرض کیا کہ "تحصیل علم کی خواہش حضور کے قدموں میں لائی ہے -" حضرت شیخ نے آپ کی درخواست منظور فرمائی اور آپ کو خدمت عالی میں رہنے کی اجازت دی -

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی کی خدمت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے - اکثر آپ حضرت شیخ کے مریدوں کا ذوق و شوق، شغف و سکر و شورش دیکھتے تو آپ کو بڑا تعجب ہوتا - ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کا ایک مُرید مدینہ منورہ سے آیا اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو حضرت شیخ کو دیکھتے ہی اس پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور وہ بیہوش ہوگیا -

آپ کو اس کے اس حال سے حیرت ہوئی - آپ نے معلوم کیا کہ کیا بات تھی کہ جو وہ شخص اس طرح مست و بے خود ہوا - جب آپ کو اس کی تفصیل اور مضمرات سے

---

[1] مناقب فخریہ (فارسی) ص۱۲ - [2] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص۹۵ -

آگاہ کیا گیا تو آپ کے دل میں بھی اس راستے پر چلنے کا شوق موجزن ہوا[1]۔ آپ کے افکار و خیالات میں تبدیلی پیدا ہوئی جس کا لازمی نتیجہ اعتقاد، اظہارِ ارادت اور آئین خدمت گذاری تھا۔

ایک دن حضرت شیخ رح جب مکان جانے کے لیے اُٹھے تو آپ نے حضرت شیخ کے جوتے اٹھا کر اُن کے سامنے رکھے۔ حضرت آپ کی اس بات سے خوش ہوئے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ[2]:

"توجہ بکسب علوم باطنی اولیٰ واحسن است۔"

(علوم باطنی حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنا اعلیٰ اور بہتر ہے۔)

آپ نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ[3]:

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی رح نے جب یہ شعر سُنا تو آپ کو اپنے دستِ حق پرست پر بیعت کیا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ جب اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح سے بیعت و خلافت واجازت سے سرفراز ہو کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو حضرت شیخ یحییٰ مدنی نے حضرت شیخ سے فرمایا تھا کہ اس شکل و شباہت وصورت کا ایک شخص اُن کے (حضرت شیخ کے) پاس آئے گا۔ اس کا نام نظام الدین ہوگا۔ اور وہ عین دعوت الی اللہ کے وقت مندرجہ بالا شعر پڑھے گا، اور ہماری "بست" کا مالک ہے[4]۔

آپ کی حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی رح سے بیعت ہونے کی تفصیل اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز آپ قطب حضرت شاہجہاں آبادی کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک کتاب جو اصول پر تھی پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص جو حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کے مریدوں میں سے تھا، حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کے وصال کے بعد مدینہ سے آیا اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادیؒ کو دیکھتے ہی وہ شخص بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کو ہوش آیا۔ آپ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا۔ آپ نے حضرت شیخ سے اس کے متعلق عرض کیا۔

---

[1] مناقب فخریہ (فارسی) ص۴ [2] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص۹۵ [3] مناقب فخریہ (فارسی) ص۴
[4] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص۹۵۔

حضرت شیخ نے:

"یہ بھی ایک علم ہے، اور یہ علم تم کو بھی تعلیم کیا جائے گا۔"

آپ کو اس علم کے حاصل کرنے کا شوق ہوا اور حضرت شیخ سے اس علم کے حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آخر کار ذوق و شوق نے اپنا کام کیا۔ آپ نے اس علم کا پڑھنا شروع کیا۔ نہایت خلوص و صدق دل سے حضرت شیخ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے[1] حضرت شیخ نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا

فرمانِ مرشد: آپ کچھ عرصہ تک حضرت شیخ شاہجہاں آبادی رح کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری سے فارغ ہوئے پھر ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور بہت جلد درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی نے دکن کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ اورنگ آباد میں جاکر مستقل سکونت اختیار کریں۔

اورنگ آباد میں قیام: آپ اورنگ آباد میں تشریف لائے اور ذکر و فکر و مراقبہ میں مشغول رہے۔ تا دم واپسیں رشد و ہدایت فرماتے رہے۔

شادی اور اولاد: آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان سے تھیں۔ آپ کے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے تھے۔ آپ کے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں: [2]

محمد اسمٰعیل۔ غلام معین الدین۔ غلام بہاؤ الدین۔ غلام کلیم اللہ۔ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں۔

وفات شریف: آپ ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ کو نماز عشاء کے بعد جوار رحمت میں داخل ہوئے[3] بوقت وفات آپ کی عمر بیاسی سال کی تھی۔ مزار اقدس اورنگ آباد میں زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

خلفاء: آپ کے ایک لاکھ سے زیادہ مرید تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں آپ کے سجادہ

---

[1] خلاصۃ العوائد [2] مناقب فخریہ (فارسی) ص۵۔ [3] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص۱۰۶ [4] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص۱۰۷

نشین ہیں۔

آپ کے چند مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں ۔ خواجہ کامگار خاں ۔ سید شاہ شریف۔ شاہ عشق اللہ ۔ شاہ محمد علی ۔ خواجہ نور الدین ۔ غلام قادر خاں ۔ محمد یار بیگ۔ محمد جعفر ۔ شیر محمد ۔ کرم علی شاہ۔

سیرتِ پاک: آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ سنّتِ رسول کے سخت پابند تھے، ریاضت، مجاہدہ اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔

جب آپ استغراق میں ہوتے تھے تو کسی بھی بے شغل شخص کو چاہے وہ آپ کا مرید ہی کیوں نہ ہو نہیں پہچانتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ہر آنے والے کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے تھے۔

پوشاک آپ کی معمولی ہوتی تھی قیمتی کپڑا زیب تن نہیں فرماتے تھے۔ اکثر کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ خوراک بہت کم تھی۔ معمولی غذا پر اکتفا کرتے تھے۔ ہر شخص کی جہاں تک ممکن ہوتا حاجت پوری کرتے تھے۔ چلتے وقت ہر شخص کو کچھ نہ کچھ دیتے۔ جمعہ کے علاوہ جو نذرانہ آتا وہ آپ محتاجوں کو دیدیتے تھے۔

علمی ذوق: آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں "نظام القلوب" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

سجع مہر: آپ کے ایک نگیں پر یہ عبارت کندہ تھی:[1]

ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ

دوسرے نگیں پر حسب ذیل عبارت تھی:

در رعایت دلہا بکوش نظام دیں بدنیا مفروش

تعلیمات: آپ کی کتاب "نظام القلوب" اذکار و اشغال کے متعلق ہے۔

ذکرِ جہر: آپ فرماتے ہیں:[2]

"ذکر جہر کسی وقت بھی منع نہیں ہے، بلکہ ہر وقت ماٴمور و ماجور ہے۔"

---

[1] تکملہ سیر الاولیا (فارسی) ص ۹۶ [2] نظام القلوب۔

کمالِ عشق آپ فرماتے ہیں کہ :
"اے عزیز! کمال عشق چاہیے تاکہ اس مقام پر پہنچے، کیوں یہ مقام عاشقوں کا ہے کہ بغیر کمالِ عشق کے ہرگز حاصل نہ ہوگا۔"

اقوال :
- جو فائدہ میں نے ذکر جہر میں دیکھا کسی چیز میں نہیں پایا۔
- ذکر یعنی پاس انفاس سے کسی وقت بھی غافل نہ رہنا چاہیے تاکہ غیر کا دل میں شائبہ نہ گذرے۔
- ذکر خلو معدہ کے وقت کرنا چاہیے، خصوصاً مبتدی کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

جب پیر کلاہ مُرید کو عطا کرے۔ اس راہ میں صادق وہ ہے کہ جو تاقہ کی قدر جانے۔

اَوراد و وظائف : آپ پاسِ انفاس کی بہت تاکید فرماتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ سوتے وقت سو مرتبہ تہلیل پڑھے اور اپنے اہل شجرہ کی اَرواحِ پاک کو فاتحہ کا تحفہ پیش کرنا چاہیے۔

کشف و کرامات : ایک روز آپ کی خانقاہ میں عرس ہو رہے تھے۔ قوال عربی کے اشعار گا رہے تھے اتنے میں ایک اجنبی شخص آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے ایک شعر پر بحث و مباحثہ کرنا شروع کیا۔ دو ایک جواب دے کر آپنے اس شخص سے فرمایا کہ وقت بحث کا نہیں ہے، سماع سننے کا ہے، جب آپ نے اس کا نام دریافت فرمایا تو اس شخص نے اپنا نام عبدالغنی بتایا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ فقیروں سے جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں۔ دوبارہ اُس نے اپنا نام "عبداللہ" بتلایا۔

تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ شخص پھر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ پچھلی مرتبہ جب وہ آیا تھا تو سماع ہو رہا تھا اور اس وجہ سے اس کی تسلی و تشفی نہ ہو سکی۔ اب جو کچھ اس کے شک و شبہات ہوں بیان کرے۔

اس شخص نے عرض کیا کہ اس کی تسلی اسی دن ہو گئی تھی اور اب تو معافی مانگنے کے لیے آیا ہے۔

آپ مسکرائے اور فرمایا کہ "نہ تمہارا نام عبداللہ ہے اور نہ عبدالغنی" پھر آپ نے اس کا اصلی نام، اور اس کی جائے رہائش اور اس کی تعلیم کے متعلق جو فرمایا تو وہ شخص شرمندہ اور حیران ہوا اور آپ کا معتقد و منقاد ہوا۔

نواب نظام الملک آصف جاہ کو دکن پہنچے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ مبارز خان نے بغاوت کردی اور شکر کھیڑہ پر فوج لے کر مقابلہ کے واسطے گیا۔ نواب آصف جاہ آپ کے پاس آئے اور دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے نواب آصف جاہ کو مژدہ فتح و کامرانی سنایا۔ لیکن نواب آصف جاہ کی تسکین نہیں ہوئی۔

انھوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کوئی علامت بتائیں تو اطمینان و تشفی ہو۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ کل صبح بروز پنجشنبہ ان کے ڈیروں پر پنجہ صندل کا نشان ظاہر ہوگا۔ یہ اشارہ ان کے لیے کافی ہے۔ یہ فتح کی علامت ہے۔

ایسا ہی ہوا، اور نواب آصف جاہ فتح و کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

آپ کے ایک مرید سعید بیگ ایک جوگن پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے۔ آپ کے پاس بھی آنا جانا کم کردیا۔ کئی روز کے بعد جو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے غیر حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔ سعید بیگ نے سارا حال گوش گذار کیا کہ:

"حضور! ہنگامِ دستگیری وقتِ عنایت ست۔"

حضرت کے اور مریدوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کسی بہانے سے آپ کو وہاں لے جائیں، جہاں جوگن مقیم ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہ جوگن آپ کے سامنے پیش کی گئی۔

آپ نے وہاں سے واپس آکر سعید بیگ کو دوسرے دن اس جوگن کے پاس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مقصد حاصل ہوگا۔ سعید بیگ دوسرے روز حسب الحکم اس جوگن کے پاس گئے۔ جوگن ان کے نزدیک آئی اور ان سے کہا کہ وہ حضرت کی خانقاہ جانا چاہتی ہے۔ سعید بیگ اس کو اپنے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ جوگن آپ سے بیعت ہوئی، اور اس کی خواہش کے مطابق اس کا نکاح سعید بیگ سے کردیا۔

باب ۶۳

حضرت بلّھے شاہ

حضرت بلھے شاہ قدوۂ کاملاں تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد سید سخی درویش محمد اُچ میں رہتے تھے۔ اُچ سے سکونت ترک کر کے ملکوال میں تشریف لائے۔ پھر ملکوال سے پانڈو میں جاکر اقامت گزیں ہوئے۔

نام: آپ کا نام عبداللہ شاہ ہے۔

کنیت: آپ کی کنیت بلھے شاہ ہے اور آپ کنیت سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والد ماجد اپنے زمانے کے ایک عالم تھے۔ عربی و فارسی میں ان کو دستگاہ حاصل تھی۔ چنانچہ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد کی نگرانی میں ہوئی۔ پھر قصور پہنچ کر حافظ غلام مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے مزید تعلیم حاصل کی تحصیل علوم ظاہری سے جلد فارغ ہوئے۔

تلاشِ حق: تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو علوم باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ تحصیل علوم باطنی بغیر مرشد کامل کے ممکن نہیں۔ آپ اسی تگ و دو میں رہتے تھے۔

جدِ امجد کی زیارت: ایک دن ایک درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے آپ کو نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سید عبدالحکیم جو

پانچویں پشت کے آپ کے جدامجد ہیں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہوا میں اُڑ رہے ہیں۔ ان کا تخت نیچے اترا۔ انھوں نے آپ کو دیکھ کر آپ سے دریافت فرمایا کہ "تم کون ہو؟" آپ نے جواب دیا کہ "میں سیّد ہوں" انھوں نے آپ کا حسب نسب دریافت فرمایا۔ آپ نے اپنا اور اپنے والد کا نام ان کو بتایا۔

انھوں نے آپ سے کہا کہ "ہمیں پیاس لگی ہے۔" آپ نے ان کو دودھ پیش کیا۔ انھوں نے وہ دودھ سے بھرا پیالا لے کر تھوڑا خود نوش فرمایا اور باقی آپ کو دیا۔

آپ نے باقی دودھ پی لیا۔ دودھ پیتے ہی آپ ازخود رفتہ ہو گئے۔ آپ کا سینہ روشن ہو گیا۔

رخصت ہوتے وقت حضرت سیّد عبدالحکیم نے آپ سے فرمایا کہ:

"ہمارے پاس تمہاری امانت تھی جو آج ہم نے تمہارے سپرد کر دی۔ آج سے تم کو دس روپیہ روز ملا کریں گے۔ اب یہ ضروری ہے کہ تم مُرشد کامل کی تلاش کرو تاکہ اس کی وساطت سے تم جلد ہی معرفت اور سلوک کے مقامات طے کرسکو۔

والد کا مشورہ: گھر آکر اپنا خواب اپنے والد سے بیان کیا۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ انہی بزرگ سے کہنا چاہیے تھا کہ وہ بیعت کرلیں۔ آپ نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ اب ان کو کہاں تلاش کیا جائے۔ آپ کے والد نے مراقبہ کر کے آپ کو بتایا کہ وہ بزرگ موضع سانڈہ میں رونق افروز ہیں۔

سانڈہ کو روانگی: آپ اسی وقت سانڈہ روانہ ہوئے۔ سانڈہ پہنچ کر حضرت سیّد عبدالحکیم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انھوں نے آپ سے فرمایا کہ "جو تمہاری امانت ہمارے پاس تھی ہم نے تم کو دے دی۔ تمہارا حصہ حضرت شاہ عنایت اللہ قادری رح کے پاس ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور اپنا حصہ لو۔"

لاہور میں آمد: آپ گھر واپس آئے اور اپنے والد کو سب حال سنایا اور حضرت عنایت اللہ قادری رح سے بیعت کی اجازت چاہی۔

آپ کے والد نے بخوشی آپ کو اجازت دی۔ کچھ روپے اور دستار آپ کو دی۔ حضرت عنایت اللہ قادری کی خدمت میں پیش کریں۔

لاہور پہنچ کر آپ حضرت عنایت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

شرط: حضرت عنایت اللہ قادریؒ نے آپ سے فرمایا کہ اس شرط پر بیعت کریں گے کہ پہلے وہ پانسو روپیہ نقد، پانسو روپیہ کا ایک گھوڑا، پانسو روپیہ کے طلائی کنگنوں کی ایک جوڑی اور پانسو روپیہ کی ایک پوشاک لے کر آئیں۔

غیبی امداد: یہ شرط سن کر آپ کی امیدوں پر پانی پڑ گیا۔ آپ نے سوچا کہ شرط کا پورا کرنا ان کے بس کی بات نہیں نا امید ہو کر دریا کی راہ لی۔ راوی کے کنارے بیٹھے ہوئے اسی سوچ بچار میں تھے۔ آخر کار عالم نا امیدی میں دریا میں ڈوب کر مرجانا طے کیا۔

ابھی آپ نے یہ طے کیا ہی تھا کہ ایک شخص نقاب ڈالے گھوڑے پر سوار وہاں پہنچا، اس سوار نے آپ سے کہا کہ: "میاں صاحب!۔ ایک کام کرو گے۔ میں دریا میں نہانا چاہتا ہوں تمہیں تکلیف تو ہوگی۔ جب تک نہاؤں تم میرا گھوڑا تھاموا اور میرے سامان کی حفاظت کرو۔"

آپ نے ایسا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس شخص نے ایک تھیلی جس میں پانچ سو روپیہ تھے، طلائی کنگنوں کی جوڑی، پوشاک اور گھوڑا آپ کے سپرد کیا اور خود دریا میں نہانے چلا گیا۔

آپ اس شخص کے انتظار میں بہت دیر وہاں بیٹھے رہے۔ جب وہ دریا سے باہر نہیں آیا تو آپ یہ سوچ کر کہ وہ شخص دریا میں ڈوب گیا۔ وہاں سے شہر روانہ ہوئے۔

شہر میں جب داخل ہوئے تو لوگ پوشاک اور گھوڑے کو دیکھ کر بے اختیار کہہ اُٹھے کہ یہ پوشاک اور گھوڑا تو حضرت شاہ عنایت اللہ کا ہے۔

بیعت و خلافت: آپ خوشی خوشی وہ سارا سامان لے کر حضرت شاہ عنایت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ عنایت اللہ آپ کو دیکھ کر مسکرائے۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور بعدہٗ خرقۂ خلافت عطا کیا۔ کچھ عرصہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر اور اُن کے فیوض و برکات سے مستفید ہو کر چناب کے کنارے رہنے لگے، اور عبادت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔

قصور میں سکونت : آپ نے پھر قصور میں سکونت اختیار کی۔ تعلیم و تلقین و تبلیغ میں مصروف ہوئے۔ رشد و ہدایت فرماتے اور لوگوں کو راہ حق دکھاتے۔

گوالیار میں آمد : آپ کے پیر و مرشد آپ سے کسی بات پر خفا ہو گئے۔ انھوں نے آپ کی ولایت سلب کر لی۔ آپ گوالیار پہنچے۔ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری کے مزار پر حاضر ہوئے اور روحانی فیوض حاصل کیے۔ فن موسیقی میں کمال حاصل کیا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کے پیر و مرشد آپ سے خوش ہو گئے اور ولایت آپ کو عطا کی۔

وفات : آپ کا وصال ۱۱۷۱ھ میں ہوا۔ مزار قصور میں واقع ہے۔

سیرت : آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ فن موسیقی سے بخوبی واقف تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص بھی بلھے شاہ تھا۔ اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عشق تھا۔

کرامت : آپ اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے جنگل لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حسب دستور اپنے مویشیوں کو چرانے جنگل لے گئے۔ آپ ایک پیڑ کے نیچے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے آپ کو نیند آگئی۔ مویشی چرتے چرتے ایک شخص کے کھیت میں چلے گئے۔ اتنے میں کھیت کا مالک وہاں آپہنچا۔ اس نے جب مویشیوں کو اپنے کھیت میں دیکھا تو بے چین ہو کر آپ کو تلاش کرنے لگا۔ پیڑ کے پاس آکر دیکھا کہ آپ محو خواب ہیں اور ایک ناگ سانپ اپنے پھن کا سایہ کیے ہوئے آپ کے پاس کھڑا ہے۔

کھیت کا مالک جیوں خاں یہ دیکھ کر کچھ متعجب بھی ہوا اور پریشان بھی۔ وہ بھاگا

ہوا آپ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ :

"اُن کے مویشیوں نے ان کا کھیت اُجاڑ دیا ہے۔ ان کا لڑکا پیڑ کے نیچے مُردہ پڑا ہے اور سانپ ان کے برابر میں کھڑا ہے۔"

آپ کے والد کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ کچھ آدمیوں کو لے کر فوراً وہاں پہنچے۔ سانپ غائب ہو گیا۔ آپ اُٹھ بیٹھے، آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ لوگ شاکی ہیں کہ تمہارے مویشیوں نے کھیت اجاڑ دیا ہے

یہ سن کر آپ نے اپنے والد سے کہا کہ ایسا تو نہیں ہے۔ آپ خود دیکھ کر رائے قائم کیجیے کہ کھیت اُجڑا ہے یا نہیں

واقعی کھیت پہلے سے زیادہ شاداب تھا جیوں خاں نے وہ سارا کھیت آپ کے والد کو نذر کر دیا۔

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملِ پامال شو

حصّہ ہشتم

باب ۶۴

حضرت خواجہ نور محمّد مہاروی

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کھرل قوم سے ہیں۔[۱]

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام ہندال ہے[۲]۔ انھوں نے مہار میں سکونت اختیار کی۔

ولادت : آپ ۱۴۔ رمضان ۱۱۴۲ھ کو چوتارا میں پیدا ہوئے۔[۳]

نام : آپ کا نام "سہیل" ہے۔[۴]

لقب : آپ کا لقب "نور محمد" ہے۔ یہ لقب آپ کے پیرو مرشد حضرت مولانا فخر الدینؒ نے آپ کو عطا کیا تھا۔[۵]

تعلیم و تربیت : آپ نے حافظ محمد مسعود مہاروی سے قرآن شریف حفظ کیا جب سن شعور کو پہنچے تو لاہور تشریف لے گئے اور وہاں تعلیم حاصل کی۔ لاہور سے دہلی آئے اور تحصیل علم ظاہری میں مشغول ہوئے۔

حضرت مولانا فخر الدینؒ کی دہلی میں آمد کی خبر سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کچھ مدت تک علم ظاہری حاصل کی۔

بیعت و خلافت : حضرت مولانا کی صحبت میں رہ کر آپ کو تحصیل علم باطنی کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ

---

[۱] تکملہ سیر الاولیاء، (فارسی) ص ۱۲۱۔ [۲] [۳] انوار العارفین (فارسی) ص ۴۵۵۔ [۴] مناقب المحبوبین۔ [۵] تکملہ سیر الاولیاء ص ۱۲۱

کے عرس کے روز آپ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے[1] سب سے پہلے دہلی میں حضرت مولانا سے بیعت کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔

تحصیل و تکمیل کمالات باطنیہ کے حضرت مولانا نے خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔

پیرو مرشد کی خدمت : آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ حضرت مولانا نے چونتیس سال دہلی میں قیام فرمایا۔ آپ چھ ماہ اپنے وطن مہاروں میں اور چھ ماہ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ دہلی میں رہتے تھے۔ حضرت مولانا کے ساتھ آپ پاک پٹن گئے تھے۔

شادی اور اولاد : آپ کے تین لڑکے تھے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں :[2]

نور الصمد۔ نور احمد۔ نور حسن۔

وفات : آپ ۲۔ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو جوار رحمت میں داخل ہوئے۔[3] مزار فیض آثار مہاروں میں واقع ہے۔

خلفاء : حضرت محمد عاقل صاحب کے علاوہ آپ کے دیگر ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں[4]

حضرت خواجہ محمد سلیمان۔ شیخ نور محمد نارووالہ۔ حافظ محمد جمال ملتانی۔ مولوی خدا بخش جیو۔ حافظ غلام حسن جیو۔ مولوی محمد مسعود جیو۔ حافظ غلام محمد جیو۔

سیرت : آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ ترک و تجرید آپ کا شعار تھا۔ تحمل و بردباری، قناعت و توکل سے آراستہ تھے۔ ریاضت، عبادت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی خدمت کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد آپ پر بہت مہربانی فرماتے تھے

---

[1] انوار العارفین (فارسی) ص ۴۵۵۔ [2] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ [3] انوار العارفین (فارسی) ص ۴۵۶۔ تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۲۹۔ [4] تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۳۱۔ ص ۱۳۶۔

چنانچہ حافظ شرف الدین کو اپنا مُرید کرایا اور فرمایا [1]

"بیعتِ ایشاں بیعتِ من است۔"

(ان کی بیعت، میری بیعت ہے)

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں:

علماء اور اہل اللہ: ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہل اللہ ہر مومن اور کافر کی تعظیم کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت اور حقیقت میں اختلاف نہیں ہے۔ پھر ایسا کیوں؟

آپ نے جواب دیا۔ [2]

"وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر ان کے کفر پر پڑتی ہے اور اہل اللہ کی نظر مظہریت اور حقیقت پر پڑتی ہے نہ کہ کفر پر۔"

مسئلۂ نفی وجود: ایک دن مسئلۂ نفی وجود پر بحث ہوئی۔ آپ نے سلطان باہُو کے عشق کا قصہ بیان فرمایا کہ سلطان باہو ابتدائے حال میں ایک زمیندار کے لڑکے پر عاشق ہوئے۔ اس کے مکان کے دروازے پر ایک جھونپڑی میں رہنے لگے۔ ایک روز آدھی رات کے وقت سلطان باہو اس لڑکے کو دیکھنے کے لیے بے چین ہوئے۔ لڑکا اپنے گھر میں سو رہا تھا۔ بظاہر اس کو اس وقت دیکھنے کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آئی۔ سلطان باہو نے ایک تدبیر سوچی کہ اگر جھونپڑی کو آگ لگادی جائے تو لوگ آگ کو دیکھنے کے لیے جمع ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ وہ لڑکا بھی گھر سے باہر نکل آئے۔ چنانچہ سلطان باہو نے ایسا ہی کیا۔ جب جھونپڑی میں آگ لگی تو لوگ جمع ہو گئے اور وہ لڑکا بھی گھر سے باہر نکل آیا اور سلطان باہو نے اس بہانے سے اپنے محبوب کو دیکھ لیا۔

اقوال: ● جس کسی کو زن و فرزند و زراعت و تماشہ کے تعلقات مزاحم ہوں اس کو چاہیے کہ خطرات کو ترک کرے۔

---

[1] [2] انوار العارفین (فارسی) ص ۵۵

- کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے۔
- ولی کو احوال ماضی و مستقبل بشرط توجہ معلوم ہوتا ہے۔
- انسانِ کامل عالم کی جان ہے اور اس کی موت عالم کی فنا

کشف و کرامات : ہر آنے جانے والے کے مافی الضمیر کو آپ بتا دیتے تھے۔

آپ کے ایک مرید غلام حسین کا آپ سے سو کوس کے فاصلہ پر انتقال ہوا۔ آپ کو مولوی غلام حسین کے جنازہ کے ہمراہ لوگوں نے دیکھا۔

باب ۶۵

حضرت سیّد عبداللہ قادری

حضرت سید عبداللہ قادری موردِ فیضِ ایزدی ہیں۔

خاندانی حالات: آپ غوث الاعظم میران محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی اولاد میں سے ہیں۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام سید عبدالجلیل ہے[1]

بیعت: آپ کی نسبت باطن و نسبت ظاہر گیارہ واسطوں سے حضرت سید عبدالعزیز بغدادی فرزند حضرت غوث الاعظم تک پہنچتی ہے۔

ہندوستان میں آمد: ہندوستان میں آپ کے تشریف لانے کی دو وجوہات بتائی جاتی ہیں۔ آپ کے صاحبزادے کا انتقال آپ کے لیے صدمۂ جانکاہ تھا۔ اس کے رنج و غم میں آپ نے دور دراز کا سفر اختیار کیا اور سفر کی تکالیف کو برداشت کیا۔[2]

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے آپ کو حضرت شاہ نیاز احمد کو قادری سلسلہ میں بیعت کرنے کی غرض سے ہندوستان بھیجا۔[3]

دہلی میں قیام: آپ نے دہلی پہنچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا، دہلی میں آپ کو بہت شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہید، ظفر علی شاہ، شاہ

---

[1] کراماتِ نظامیہ ص۲۱ [2] انوار العارفین (فارسی) ص۵۲۲ [3] کراماتِ نظامیہ ص۱۹-۲۰

آبادانی، میران ناتواور میر فتح علی ایسے بزرگ اور باکمال ہستیوں نے آپ کی انتہائی تعظیم وتکریم کی۔ آپ کی پالکی کو ان بزرگوں نے اپنے کاندھے پر رکھا۔

رام پور میں قیام : دہلی سے آپ رام پور میں رونق افروز ہوئے۔ نواب فیض اللہ خاں صاحب والیٔ رامپور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہوکر انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ آپ رامپور ہی میں مستقل سکونت رکھیں۔ نواب صاحب کے اصرار پر آپ راضی ہوگئے۔ نواب صاحب نے آپ کو جاگیر پیش کی۔ آغا پور گاؤں آپ کو نذر کیا[1]

مسجد کی تعمیر : رامپور میں آپ نے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی۔ مسجد تعمیر ہورہی تھی کہ ایک دن آپ کو الہام ومکاشفہ حضرت غوث الاعظم کی طرف سے اس بات کا ہوا کہ مسجد جو زیر تعمیر تھی گر جائے گی۔ آپ فوراً خلوت سے باہر آئے اور معماروں اور مزدوروں کو باہر آنے کی تاکید فرمائی۔ جب معمار اور مزدور باہر آگئے مسجد گر گئی۔

آپ نے ازسرِ نو مسجد کی تعمیر کی۔ نواب فیض اللہ صاحب نے مسجد کی تعمیر کے واسطے روپیہ نذر کرنا چاہا، لیکن آپ اس بات پر راضی نہ ہوئے، اور نواب صاحب کی نذر قبول نہیں فرمائی۔

وفات : آپ نے ۱۴ محرم ۱۲۰۷ھ کو عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا[2] مزار فیض آثار رامپور میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے مزار مبارک کے دروازے پر آپ کی تاریخ وفات کنندہ ہے۔ اشعار حسب ذیل ہیں:[3]

دریغا حسرتا قطب معظم | چراغ دودمانِ غوث اعظم
گرامی گوہرِ دریائے پُرنور | کہ نامش سید عبداللہ مشہور
بیکشنبہ دہ وچار از محرم | بروں زد خیمہ از آفاقِ عالم
دریں غم باہزاراں آہ وحسرت | طلب کردم ز دل تاریخ رحلت
بدل گفتا سروشِ رحمتِ حق | جناں را روحِ پاکش داد رونق ۱۲۰۷ ہجری

---

[1] [2] انوار العارفین (فارسی) ص۵۲۲۔ [3] کراماتِ نظامیہ ص۲۷

آپ کی وصیت کے مطابق جو قدم شریف آپ بغداد سے اپنے ہمراہ لائے تھے وہ آپ کے مزار پر نصب کر دیا گیا۔

خلفاء : آپ کے تین خلیفہ تھے جو حسب ذیل ہیں: [۱]
مولوی امجد علی۔ حضرت نیاز احمد بریلوی۔ شمس الضحیٰ اکبر آبادی۔

سیرتِ پاک : آپ قادری سلسلہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کی روحانیت آپ کی معاون و مددگار تھی۔ آپ غوث پاک کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔ امور دینی و دنیوی آپ پر منکشف ہوتے رہتے تھے۔ فتوحات بکثرت آتی تھیں۔ آپ اس میں کچھ نہیں بچاتے تھے، سب غرباء، فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتے۔ آپ بزرگی اور عظمت کے مالک تھے۔ جس شہر میں آپ تشریف لے جاتے وہاں کے لوگ آپ کی پالکی کو کاندھا دینا اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔[۲]

آپ رام پور میں مسجد تعمیر کرا رہے تھے۔

کرامت : بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و متاع نہ تھا۔ جس مصلے پر آپ بیٹھا کرتے تھے اس کے نیچے سے جب خرچ کی ضرورت ہوتی نکال کر دیتے تھے۔ ایک مزدور کو خیال ہوا کہ شاہ صاحب کا سارا روپیہ مصلے کے نیچے دفن ہے۔ رات کو اس مزدور نے زمین کھودی لیکن کچھ برآمد نہیں ہوا۔ زمین کو پھر اس نے برابر کر دیا اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دوسرے دن پھر مصلے کے نیچے سے نکال کر خرچ کیا۔ شام کو سب مزدوروں کا حساب کیا۔ اس مزدور کو دوگنی مزدوری یہ کہہ کر دی کہ آدھی مزدوری دن کی ہے اور آدھی مزدوری رات کی ہے۔

اس مزدور نے جب یہ سُنا بہت شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

---

[۱] انوار العارفین (فارسی) ص ۲۳۳ [۲] انوار العارفین فارسی ص ۲۳

باب ٦٦

حضرت شاہ نیاز احمد

حضرت شاہ نیاز احمد مخلوق سے بے نیاز ہیں

حسب ونسب : آپ والد کی طرف سے علوی سید ہیں اور والدہ کی طرف سے حسینی رضوی ہیں

خاندانی حالات : آپ کے اجداد شاہان بخارا سے تھے۔ان کا دار الخلافہ اندی جان تھا۔آپ کے اجداد میں حضرت شاہ ایت اللہ علوی تاج وتخت چھوڑ کر ملتان تشریف لائے۔اُن کے پوتے شاہ عظمت اللہ ملتان سے سرہند میں آکر رہنے لگے۔ وہاں سے حضرت شاہ رحمت اللہ علوی دہلی تشریف لائے

والد : آپ کے والد ماجد کا نام شاہ محمد رحمت اللہ ہے۔

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی لاڈو ہے۔ان کو بی بی غریب نواز کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ وہ صاحبزادی سید مولانا سعید الدین کی تھیں، جو شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کے خلیفہ تھے۔ وہ قادری سلسلہ میں حضرت شیخ محی الدین کی مُرید تھیں۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۳ھ میں سرہند میں ہوئی۔

نامِ نامی : آپ کا نامِ نامی راز احمد ہے۔

لقب : آپ نیاز احمد کے لقب سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم و تربیت میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بہت دل چسپی لی صِغرسنی میں آپ اپنے والدین کے ساتھ دہلی آئے اور دہلی میں آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔
سعید الدین رضوی نے آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ آپ کی تعلیم جاری رہی۔ پندرہ سال کی عمر میں تحصیلِ علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ اور دستار فضیلت حاصل کی۔

بَیعت و خلافت: آپ کی والدہ ماجدہ کی استدعا پر حضرت مولانا فخرالدین فخرِ جہاں نے آپ کو اپنی تربیت میں میں لیا لیکن بیعت نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی بسم اللہ کے وقت آپ کے نانا مولانا سعید الدین رضوی نے آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا اور حضرت مولانا فخرالدین فخرجہاں آپ کے نانا مولانا سعید الدین رضوی کا بہت احترام کرتے تھے۔

آپ نے جب بیعت ہونا چاہا اور بہت اصرار کیا تو حضرت مولانا فخرالدین فخرجہاں نے آپ کو اس طرح سے بیعت کیا کہ ہاتھ پر ہاتھ تو نہیں رکھا بلکہ اپنا دامن پکڑا کر بیعت فرمایا اور اس کا نام "بیعت طالبی رکھا۔
دہلی میں جب آپ کے کمال کا شہرہ ہوا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں بعض نے کہا کہ وہ کسی سے بیعت تو ہیں نہیں کمال کیا ہوگا۔ یہ سُن کر آپ کو صدمہ ہوا اس کے کئی روز کے بعد حضرت مولانا فخرالدین فخرجہاں نے آپ سے فرمایا کہ: [1]

"میاں! آج شب میں حضرت جناب پیران پیر قدس سرہٗ العزیز نے تمہاری بیعت اپنے دست مبارک پر قبول فرمائی اور مجھ کو ایک صورت دکھلائی ہے اور فرمایا کہ اپنی خاص اولاد میں سے اُن کو بھیجتا ہوں

بظاہر اُن کے ہاتھ پر تکمیل کرا دینا۔"

اس بات کو ہوئے عرصہ قریب چھ ماہ گزر گیا لیکن وہ بزرگ تشریف نہیں لائے ایک دن صبح حضرت مولانا فخرجہاں نے آپ کو یہ مژدہ سنایا کہ: [1]

---

[1] کرامات نظامیہ ص۔

حضرت پیران پیر قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمارے فرزند مسلہ کو آج تین روز دہلی پہنچے گزرے اور تم اُن سے غافل ہو۔"

حضرت مولانا فخر جہاں نے ان بزرگ کی تلاش کے لیے لوگوں کو ہر طرف بھیجا۔ ایک شخص نے حضرت مولانا فخر جہاں کو ایک بزرگ کا پتہ دیا کہ وہ بغداد کے رہنے والے ہیں اور جامع مسجد دہلی میں مقیم ہیں۔ دریافت کرنے پر اس شخص نے اُن بزرگ کا جو حلیہ اور ان کی وضع وقطع بیان کی تو حضرت مولانا فخر جہاں کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت غوث الاعظم نے عالم رویا میں فرمایا تھا۔

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے مٹھائی لانے کا حکم دیا۔ مٹھائی کو خوان میں رکھا۔ خوان کو اپنے سر پر رکھا اور داہنے ہاتھ سے آپ (حضرت شاہ نیاز احمد) کا ہاتھ پکڑا۔ اس طرح سے جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ بیچ کے در میں رونق افروز ہیں۔ حضرت مولانا فخر جہاں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہی بزرگ ہیں جن کی صورت آپ کو دکھلائی گئی تھی۔ ان بزرگ سید عبداللہ بغدادی نے آپ (حضرت شاہ نیاز احمد) کو دیکھتے ہی فرمایا۔ [1]

"انھیں کی صورت مجھے دکھلائی گئی تھی جن کے لیے میں بھیجا گیا ہوں۔"

حضرت مولانا فخر جہاں نے خوان سر سے اُتار کر حضرت سید عبداللہ بغدادی کے سامنے رکھا اور انھوں نے (حضرت سید عبداللہ بغدادی) آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو تعلیم و تلقین فرمائی۔ ذکر نفی و اثبات کے باون طریقے آپ کو بتائے۔ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ عربی میں خلافت نامہ لکھ کر آپ کو دیا اور اپنی دستار آپ کو مرحمت فرمائی۔

ازواج و اولاد: آپ کی پہلی شادی حضرت سید عبداللہ بغدادیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی جو لاولد فوت ہوئیں۔ اُن کے انتقال کے بعد آپ نے دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی سے ایک لڑکی اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لڑکی کا انتقال صغر سنی میں ہو گیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام نظام حسین ہے اور چھوٹے صاحبزادے کا نام نصیر الدین حسین ہے۔ [2]

---

[1] کراماتِ نظامیہ صہ ۲۰۔ [2] کراماتِ نظامیہ صہ ۲۸۔

وفات شریف: آپ نے ۶ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ کو جان شیریں جان آفریں کے سپرد فرمائی۔ مزار فیض آثار بریلی میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ نظام حسین آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے متعدد خلفاء حسب ذیل ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین حسین۔ مولوی عبداللطیف خاں علوم سمرقندی۔ مولوی نعمت خاں بخاری (کابل)، مولوی محمد حسین (مکہ معظمہ)، میر محمد سمیع بدخشانی۔ ملا عیوض محمد بدخشانی محمد فخر عالم شاہجہاں پوری۔ مولوی عبدالرحمٰن خاں ساکن جاورہ۔ مولوی مستاں خاں شاہجہانپوری۔ شاہ شمس الحق (مزار لکھنؤ) مخدوم جی بدخشانی۔ شاہ نور حسین بریلوی۔

سیرتِ پاک: آپ مشاہیر اولیاء سے تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ آپ بڑے عالم فاضل و کامل درویش تھے۔ صاحب مقامات و عالیات تھے۔ عشق الٰہی میں سرشار تھے۔ عجز و انکساری اور حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے وابستگاں سے لگاؤ اور محبت کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا فخر جہاں کی پالکی اٹھانے والوں میں سے ایک کہار آپ کی خانقاہ میں آیا، آپ اس کو لینے کی غرض سے خانقاہ کے صحن تک تشریف لے گئے۔ اس کہار کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس کو اپنی مسند کے پاس بٹھایا۔ اس کو نذر پیش کی اور رخصت کیا[۱]۔

آپ خاندان رسالت کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مجلس وعظ میں آپ رونق افروز تھے۔ آپ کی نگاہ ایک صاحب پر پڑی جو سید تھے۔ وہ نہایت شکستہ حال تھے اور سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کو دیکھتے ہی اُٹھے اور اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:[۲]

"سب لوگ گواہ رہیں کہ اگر خدا کے یہاں مجھ سے یہ سوال ہوگا کہ تو اس مجلس وعظ میں گیا تھا تو میں یہی عرض کروں گا کہ میں نے وہاں بھی تیرے رسول کی اولاد کے قدموں پر سر رکھا تھا۔"

۱، ۲۔ کرامت نظامیہ ص ۳۲-۳۴

دستور العمل: آپ رات کو بارہ بجے کے قریب اُٹھتے، وضو کرتے اور تہجد پڑھتے۔ تہجد سے فارغ ہو کر خاندانی وظیفہ پڑھتے بعد ازاں بارہ تسبیح ضرب کی ادا کرتے۔ صبح کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر آرام کرتے۔[1]

علمی ذوق: آپ ایک بلند پایہ عالم تھے۔ آپ صاحبِ تصنیف بھی تھے

شعر و شاعری: آپ کو صوفی شعراء کی بزم میں ایک عام درجہ حاصل ہے۔ آپ کا تخلص "نیاز" ہے۔ دو دیوان، ایک فارسی کا، اور دوسرا، اردو کا۔ آپ کی شاعری کی یادگار ہیں۔ آپ کا کلام فصاحت پیتام حقائق و معارف کا آئینہ ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ نے اپنی ایک غزل جس کا مطلع یہ ہے۔

امشب آنست کہ زد حلقہ جہاں بر در ما
نیّر نورِ خدا کرد طلوع از بر ما

حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہیدؒ کو سنائی تو حضرت مرزا صاحب پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔

آپ کے چند اشعار ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

چشم دل نیاز کہ تابان است چوں صدف
از آب روشنی در بے بہائے اوست

اگرچہ میں سیرِ بتاں دیکھتا ہوں — دلے جلوہ حق عیاں دیکھتا ہوں
یہ جو کچھ کہ پیدا ہے سب عین حق ہے — کہ اک بحرِ ہستی رواں دیکھتا ہوں
ازل سے ابد تک جو کثرت ہے پیدا — سو وحدت کا دریا عیاں دیکھتا ہوں

کشتۂ شمشیرِ عشق از مرگ باشد در اماں — زندۂ جاوید باشد مردۂ بے جانِ عشق
آب حیواں مرگ باشد در مذاق عاشقاں — زندۂ جاوید ہستند ایں کساں از جانِ عشق
چشم ادراک خرد را بہرہ نبود نیاز — از تماشائے کہ بینید دیدۂ حیرانِ عشق

تعلیمات: ایک مرتبہ جنابِ مولوی اکبر علی بریلی آئے اور آپ سے چند باتیں دریافت کیں۔ ان کے سوالات اور آپ کے ہر سوال کا جواب حسبِ ذیل ہے۔[2]

---

[1] کراماتِ نظامیہ ص ۳۶
[2] کراماتِ نظامیہ ص ۳۹-۴۰

پہلا سوال ۔ سماع کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے ؟

آپ نے جواب دیا: "ڈھولک کی آواز ایسی کان میں بھری ہے کہ دوسری بات سنائی نہیں دیتی ۔

دوسرا سوال ۔ تعزیہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں ؟

آپ نے فرمایا کہ: "اگر بنا نہیں ہوگا تو میں اجازت تعزیہ بنانے کی نہیں دوں گا۔ اس واسطے کہ کماحقہٗ اس کی تعظیم نہ ہو سکے گی اور جو بن گیا ہوگا تو جتنا ممکن ہوگا تعظیم کروں گا۔"

تیسرا سوال ۔ یزید کے لعن کے متعلق کیا خیال ہے ۔

آپ نے جواب دیا کہ "آج تک اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو اس نام خبیث سے بچایا ہے ۔ میری رائے میں ایک مرتبہ یہ نام زبان سے نکل جائے دن بھر زبان کی نجاست نہیں جاتی ۔ میں تو لعن یا غیر لعن اس کا نام ہی نہیں لیتا ۔ اتنی دیر حسین حسین کیوں نہ کہوں کہ قلب کو نور ایمان سے ترقی ہو ۔"

اقوال: • موت کا وقت بہت سخت ہے ۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ خاردار درخت پر باریک کپڑا ڈال کر ایک جانب سے کھینچا جائے اور اس کے تار تار ہو کر کھنچیں ۔

• یہی حالت روح کی ہے کہ ہر رگ و ریشہ بدن سے کھنچ کر آتی ہے ۔

اذکار و اشغال: مروجہ اذکار و اشغال کے علاوہ اور اذکار و اشغال آپ کو مشائخ سے پہنچے وہ حسب ذیل ہیں: [1]

ذکر نفی اثبات ۱۵ طریقے سے

(۱) اشغال خاندان قادریہ (۲) ذکر اثبات ۔ ایک طریقے سے ۔ (۳) ذکر اسم ذات ایک طریقے سے (۴) ذکر سرہا ۔ ایک طریقے سے (۵) پاس انفاس کئی طریقوں سے (۶) ذکر جاروب ۔ ایک طریقے سے (۷) ذکر ارہ ایک طریقے سے (۸) ذکر حدادی ۔ ایک طریقے سے (۹) ذکر منشاری ۔ (۱۰) محو الجہات (۱۱) ذکر کلیت (۱۲) ذکر قربیت (۱۳) ذکر روح (۱۴)

---

[1] کمالات نظامیہ ص ۲۹-۳۰ ۔

ذکر محیط۔ ہر ایک ایک طریقے سے (۱۵) ذکر سلطان الاذکار۔ ایک طریقے سے (۱۶) ذکر جہر (۱۷) ذکر آورد و برد (۱۸) ذکر صنوبری (۱۹) ذکر صفات (۲۰) ذکر اقرب محیط (۲۱) ذکر ہو (۲۲) ذکر صرہ (۲۳) ذکر ضمائر (۲۴) ذکر سرمدی (۲۵) شغل غوثیہ (۲۶) شغل عینیت (۲۷) شغلِ کشف القبور والقرآن (۲۸) شغل انا انا (۲۹) شغل غوطہ (۳۰) شغلِ فوارہ (۳۱) شغلِ طاقچہ (۳۲) شغلِ سرگوشی (۳۳) شغلِ مبدءَ و معاد (۳۴) شغلِ کاسہ (۳۵) شغلِ سفر در وطن (۳۶) شغل ادراک۔ (۳۷) شغل بحر (۳۸) شغل جامع (۳۹) شغلِ بارش (۴۰) شغل عکس۔ (۴۱) شغل آئینہ (۴۲) شغل نصیرا (۴۳) شغل محمودہ (۴۴) شغل مطلق۔ (۴۵) شغل ہستی (۴۶) شغل وید (۴۷) شغل دریا (۴۸) شغل سہ پایہ۔ (۴۹) ذکر احاطہ (۵۰) شغل خفی (۵۱) شغل حاضر (۵۲) شغل واصل (۵۳) شغلِ مظہری (۵۴) شغلِ حقیقت مطلقہ (۵۵) شغل اسراری۔ (۵۶) شغل مدہوش —— ہر ایک ایک طریقے سے۔ (۵۷) شغلِ آفتابی۔ چار طریقے سے (۵۸) شغل نقطہ مدوری چند طریقوں سے۔

اشغالِ چشتیہ : (۱) مراقبات تحت اوّل و دوئم تا ششم (۲) سیر تا ہفتم (۳) نقش بندیہ قدیمہ۔ (۴) لطائف ستہ (۵) لطائف عشرہ (۶) طرق موصل الی المطلوب ہر طرح سے (۷) ایک طریقہ کامل من اولہ آخرہ تراکیب نماز سے۔ (۸) صرف وظائف سے (۹) ایک طریقہ روزہ سے (۱۰) ایک طریقہ ہر بازار و مجمع عام سے (۱۱) ایک طریقہ مشاہدہ عجائبات سے

دیگر اشغال : (۱) انہد (۲) شغل ہوم شوم (۳) شغل ہنسہ۔

(۴) ذکر کرم (۵) شغل سوہن (۶) الک دند (۷) شغل انگلا پنگلا (۸) شغل سکھنا (۹) چوراسی آسن (۱۰) شغل ادہی ہی (۱۱) اوام ہوا (۱۲) ذکر کاوتری (۱۳) ذکر کاوتی (۱۴) ذکر چہار برم۔ (۱۵) ذکر نشمب

(۱۶) ذکر برم (۱۷) چھایا درش (۱۸) شغل ترکٹی۔

کرامات : ایک مرتبہ آپ چودھری بسنت رائے کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کا ایک رشتہ دار استسقاء کی بیماری میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس مریض کی حالت دیکھ کر ایک ولایتی کو جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس مریض کے پلنگ کے برابر زمین پر لیٹنے کا حکم دیا۔ اس ولایتی کا پیٹ اور جسم پھولنے لگا اور اس مریض کو افاقہ ہونا شروع ہوا۔ اس مریض کو شفا ہوئی۔ اس نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔ اس ولایتی کا مرض بڑھتا گیا۔ جب ولایتی اپنی خانقاہ میں آیا تو وہ بھی دو ایک روز میں اچھا ہوگیا۔ [1]

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بریلی میں آگ لگی۔ بہت سے مکان جل کر خاک ہوگئے آگ پھیلتے پھیلتے محلہ قطب میں نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت شاہ نظام الدین حسین آپ کے پاس گھبرائے ہوئے پہنچے اور آپ کو آگ لگنے کی اطلاع دی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آپ آرام فرمارہے تھے۔ آپ بغیر کرتہ پہنے ویسے ہی باہر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ امیر علی خاں رسالدار کے سائیس گھوڑوں کو جو چھپر میں بندھے ہوئے تھے، نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ رسالدار نے جب آپ کو دیکھا جان میں جان آئی۔ انھوں نے اپنے سائیسوں سے کہا کہ گھوڑوں کو نکالنے کی کوشش مت کرو۔ اگر بچانا ہوگا تو حضرت خود بچالیں گے ورنہ حضرت کے سامنے ان کو جلنے دو آپ نے نظر اٹھائی۔ آگ کا رُخ بدل گیا چھپر کا ایک کونہ جلنے پایا تھا کہ وہ بھی خود بخود بجھ گیا۔ دوسرے دن آپ کے صاحب زادے حضرت شاہ نظام الدین حسین نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا پڑھ کر پھونکا تھا کہ آگ یک دم بجھ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ: [2]

"پڑھنا کیا تھا۔ سمندر بن کر ایک چھینٹا مارا، فوراً بجھ گئی۔"

ایک ولایتی کابل سے آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے بریلی آیا۔ شہر سے باہر دریا کے کنارے اس ولایتی کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں اس ولایتی نے اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی۔ اس شخص نے یہ سُن کر کہا کہ :

"جس شخص کے پاس تم جاتے ہو وہ نیاز احمد میں ہی ہوں۔"

---

[1] کرامات نظامیہ ص۳۷، ۳۸۔ [2] کرامات نظامیہ ص ۶۱، ۶۲

وہ شخص وہیں بیعت سے مشرف ہوا۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم خانقاہ چلو۔ میں بھی وہیں آتا ہوں۔ وہ شخص جب خانقاہ میں آیا تو دیکھا کہ آپ کی حضرت شاہ نیاز رح سوم کی فاتحہ ہو رہی ہے۔ اب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کو وصال کے بعد بیعت کیا۔[1]

---

[1] کراماتِ نظامیہ ص ۶۲-۶۱

باب ٦٧

حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ

حضرت خواجہ محمد سلیمان مقتدائے اربابِ یقین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کے پردادا عمر خاں اور آپ کے دادا عبدالوہاب افغانی جعفریہ قبیلہ سے تھے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام زکریا خان ہے۔[1]

ولادتِ مبارک: آپ نے گڑگوجی میں ۱۱۸۴ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔

نام: آپ کا نام محمد سلیمان ہے۔

بچپن کا صدمہ: چار سال کی عمر میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف کے پندرہ پارہ ملا یوسف جعفر سے پڑھے۔ پھر باقی پندرہ پارہ میاں حسن علی سے پڑھے ـــــ اس طرح آپ نے قرآن مجید ختم کیا۔ حضرت فریدالدین عطار کا پند نامہ اور حضرت شیخ سعدیؒ کی گلستاں اور بوستاں اور دیگر کتب انھیں سے پڑھیں۔

اس سے فارغ ہو کر آپ لانگھ گئے اور وہاں مولوی ولی محمد سے فارسی ادبیات کی اور کتابیں پڑھیں۔ لانگھ سے کوٹ مٹھن جا کر قاضی محمد عاقل کے مدرسے میں داخل ہوئے۔ کچھ ہی مدت میں عربی کی درسی کتابیں ختم کر کے تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔

---

[1] انوار العارفین (فارسی) ص۵۶۶

بیعت و خلافت : آپ کا جب کوٹ مٹھن میں قیام تھا تو حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اُچ تشریف لائے۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا، آپ اُچ جا کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح نے آپ کو بیعت سے مشرف ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی۔[1] آپ اپنے پیر و مرشد کے پاس مہار آتے جاتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ پیدل ہی مہار روانہ ہو گئے۔ آپ کے پیر و مُرشد نے آپ کو ریاضت و مجاہدات ذکر جہر اور پاس انفاس کی تعلیم فرمائی۔ اس کے علاوہ تصوف کی کتابیں بھی اپنے پیر و مُرشد سے پڑھیں، جن میں "آداب الطالبین"، "عشرہ کاملہ" اور فصوص الحکم قابل ذکر ہیں۔[2]

کچھ عرصے کے بعد آپ کے پیر و مُرشد نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

دہلی میں آمد : حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے وصال کے بعد آپ دہلی پہنچے اور چالیس روز تک ان کے مزار مبارک پر معتکف رہے چہلم کی فاتحہ کے بعد مہار واپس آئے۔

پیر و مرشد کی ہدایت : آپ کے پیر روشن ضمیر نے آپ کو تونسہ میں رہنے کا حکم دیا۔

تونسہ میں سکونت : اپنے پیر و مرشد کے مطابق آپ نے تونسہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک جھونپڑی ڈال کر رہنے لگے۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ تونسہ کو ترقی ہوئی۔

آپ نے تونسہ میں ایک دار العلوم قائم کیا۔ علوم شریعت سے بہت لوگ ناواقف تھے۔ اس دار العلوم کا مقصد علوم شریعت کی تعلیم تھا۔ آپ بھی اس دار العلوم میں خاص خاص طلباء کو سلوک و احسان کی کتب کا درس دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ دار العلوم بڑھتا گیا، اور ایک اچھا خاصا اسلامی علوم کا مرکز بن گیا۔

شادی اور اولاد : آپ کے دونوں صاحبزادے، خواجہ گل محمد اور خواجہ درویش محمد آپ کی حیات میں وفات پا گئے۔

---

[1] [2] انوار العارفین (فارسی) ص۴۵۶۔

وفات: آپ ۱۰ صفر ۱۲۶۷ھ کو جوارِ رحمت میں داخل ہوئے۔[1] آپ کا مزار پُرانوار تونسہ میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے پوتے حضرت اللہ بخش آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے خلفاء بہت ہیں، مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

شیخ محمد یار۔ حافظ محمد علی خیرآبادی، مولوی محمد علی۔ میاں عبداللہ شاہ

سیرت: آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عشق تھا۔ دُوری گوارہ نہ تھی پیر و مرشد کی اطاعت، فرماں برداری اور خدمت کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔ ترک و تجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔ سوائے ایک لنگی کے آپ کے پاس اور کچھ نہ تھا۔ حجرے میں ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر بیٹھ کر آپ عبادت کرتے تھے۔

آپ اہل سماع و صاحب شوق و ذوق تھے[2] بعض اوقات حالتِ رقص و وجد میں اشک بار ہوتے تھے۔[3]

آپ خدا رسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔ قرآن، حدیث اور فقہ میں دست گاہ حاصل تھی۔

معمولات: آپ اپنے معمولات کے سختی سے پابند تھے۔ کسی حالت میں بھی اپنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ تہجد سے فارغ ہو کر ذکر جہر میں مشغول ہوتے۔ فجر کی نماز کے بعد حجرہ میں جا کر تھوڑا آرام فرماتے، پھر باہر تشریف لا کر رشد و ہدایت میں مصروف ہوتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ پھر عصر کی نماز ادا کرتے۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر ذکر جہر میں ایک پہر گذارتے رات کو کھانا کھا کر عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے۔ پھر حجرہ میں جا کر آرام کرتے۔

تعلیمات: آپ کی ساری زندگی عبادت، ریاضت، رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین میں گذری۔ آپ لوگوں کو راہِ حق دکھاتے تھے۔ آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ انسان کی زندگی کا مقصد خداوند تعالیٰ کی عبادت ہے۔ آپ اکثر یہ آیت پڑھا کرتے تھے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ط

---

[1] [2] انوار العارفین (فارسی) ص ۵۷ [3] مناقب محبوبین۔

آپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دینی و دنیاوی ترقی و کامیابی کے لیے ازبس ضروری سمجھتے تھے۔

آپ کے نزدیک اچھی صفات حاصل کیے بغیر اچھی زندگی گذارنا ناممکن ہے۔ آپ جھوٹ، غیبت، بے ایمانی، لالچ، حسد، غرور اور تکبر سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ پر ہر حالت میں اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے دنیا کی محبت کی مذمت فرماتے تھے، فرماتے تھے کہ دنیا داروں کی صحبت میں سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے دنیا داروں کی صحبت سے بچنا چاہیے۔

آپ عجز و عاجزی وانکساری پسند فرماتے تھے، اور لوگوں کو اسی امر کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے کو ادنیٰ اور سب سے بدتر سمجھنا چاہیے۔

اقوال :

- کوئی شخص بھی ظاہر و باطن میں اتباع شریعت کے بغیر کبھی مقبول بارگاہ خداوندی نہیں ہو سکتا۔
- مسلمانوں کو غیر مشروع امور سے دور رہنا چاہیے۔
- صفائی قلب اور روحانی ترقی کے لیے اتباع شریعت ازبس ضروری ہے۔

کشف و کرامات :

ایک سوداگر آپ کا معتقد تھا۔ وہ ہندوستان آتا۔ مال فروخت کرتا اور پھر واپس چلا جاتا۔ جب واپس ہوتا تو آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا۔ نذرانہ پیش کرتا۔ دعا کا طالب ہوتا اور چلا جاتا، ایک مرتبہ وہ سوداگر آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس کے سامنے بہت کچھ فتوحات آئیں۔ اس کو یہ دیکھ کر خیال آیا کہ یہ سب لنگر اور داد و دہش دنیا داروں کے روپے سے ہے۔ اگر سامنے نذرانے نہیں آئیں گے تو یہ سب کام ختم ہو جائے گا۔

آپ اس سوداگر کے خطرے سے بذریعہ کشف آگاہ ہوئے۔ آپ نے وہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب سلطان غیاث الدین کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے لنگر اور داد و دہش کے متعلق اسی قسم کا گمان ہوا تھا اور اس نے ممانعت کر دی تھی کہ اس کے دربار کا کوئی آدمی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں نہ جائے اور نہ کوئی نذرانہ وغیرہ پیش کرے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے دونا خرچ کرنے کی تاکید فرمائی۔

خادم کو ہدایت فرمائی کہ حجرہ کے طاق میں سے ضرورت کے موافق لے لیا کرے۔

اس کے بعد آپ نے اس سوداگر سے حجرہ میں سے مصلا لانے کے لیے فرمایا وہ سوداگر حجرہ میں گیا، جب مصلا اٹھایا تو اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کے نیچے ایک دریا ہے اور اس کی تین دھاریں ہیں۔ ایک دھار اشرفی کی، دوسری دھار روپیوں کی، اور تیسری دھار جواہرات کی۔ مصلا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ حجرہ سے باہر آکر وہ سوداگر آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک ضعیف عورت آپ کے پاس چیختی چلاتی اور روتی ہوئی آئی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ مر گیا۔ اس کے حال پر آپ کے ایک خادم کو رحم آیا۔ اس نے آپ کو اس بڑھیا کے گھر پر جانے کے لیے آمادہ کیا۔ اور آپ سے عرض کیا کہ ممکن ہے کہ اس کو سکتہ ہو گیا ہو۔ آپ جب بڑھیا کے گھر پر تشریف لے گئے تو اس کے لڑکے کو مُردہ پایا۔ اس خادم نے نبض دیکھنے کی استدعا کی۔ آپ نے نبض دیکھی تو نبض کا کہیں پتہ نہیں۔ پھر اس خادم نے آپ سے بغور دیکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی۔ آپ نے بغور دیکھنا شروع کیا۔

آپ کی توجہ قلبی سے اس کی نبض میں حرکت ہوئی۔ دوبارہ دیکھنے پر نبض اچھی طرح چلنے لگی۔ وہ لڑکا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس بڑھیا کے آنسو رنج کے آنسو نہیں تھے بلکہ خوشی کے آنسو تھے۔

وہ اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ لڑکا آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ آپ نے پانی بھرنے کی خدمت اس کے سپرد فرمائی۔ اس واقعہ کے بہت دنوں بعد تک وہ لڑکا بقید حیات رہا۔

باب ۶۸

حضرت سیّد غوث علی شاہ

حضرت سید غوث علی شاہ قدوۃ السالکین ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا سلسلۂ نسب بتیس واسطوں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ حسنی و حسینی ہیں۔[1]

والد ماجد: آپ کے والد بزرگوار کا نام سید احمد علی ہے۔ انکو درجۂ ولایت حاصل تھا۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ صاحبِ جذب و سکر تھیں۔

ولادت: آپ جمعہ کے دن رمضان کے مہینے میں ۱۲۱۹ھ میں موضع استھاون میں پیدا ہوئے۔[2]

نامِ نامی: آپ کا نام غوث علی ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والد ماجد نے آپ کو دہلی بلایا، اور آپ کی تعلیم دہلی میں ہوئی۔ آپ نے حدیث و فقہ کی کتب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق سے پڑھیں۔ منطق و دینیات کی تعلیم آپ نے مولوی فضل امام صاحب خیرآبادی سے حاصل کی۔ مثنوی مولانا رومؒ آپ نے مولوی قلندر علی جلال آبادی سے پڑھی۔ آپ نے علم ہیئت و دیگر علوم ظاہری و باطنی میں دستگاہ حاصل کی۔

---

[1] [2] سیرتِ غوثیہ ص۵، ص۱۱، ص۱۲۔

بیعت و خلافت: آپ کئی سلسلوں میں بیعت ہیں۔ آپ کئی سلسلے کے بزرگوں سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز ہوئے۔

سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ حضرت لعل شاہ کے روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ خاندان سہروردیہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت سیّد فدا حسین رسول شاہی کے ہیں۔[1]

خاندان قادریہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت سید اعظم علی شاہ کے ہیں۔[2] نقشبندی سلسلہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت حبیب اللہ شاہ کے ہیں۔[3] خاندان چشتیہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت امیر الدّین کے ہیں۔[4]

سیر و سیاحت: آپ نے ہندوستان کی سیر و سیاحت فرمائی۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بغداد، نجف اشرف۔ بیت المقدس بھی حاضر ہوئے اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ مصر، روم و شام کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے درویشوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ نواسی بزرگوں سے ملے اور ان کے باطنی فیض سے مستفید ہوئے۔ ان کے علاوہ آپ بہت سے جوگیوں، سناسیوں اور دیگر مذاہب کی بزرگ ہستیوں سے ملے اور ان سے استفادہ حاصل کیا۔

پانی پت میں سکونت: آپ نے زندگی کے آخری ایام پانی پت میں گذارے۔ قلندر صاحب کے مزار کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔

وفات شریف: آپ نے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔[5] بوقت وفات آپ کی عمر اٹھہتر سال کی تھی۔ مزار پر انوار پانی پت میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ محمد یوسف آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:

محمد یوسف۔ مولوی گل حسن۔

---

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ سیرتِ غوثیہ ص۹، ص۱۱، ص۱۲، ص۱۳، ص۱۵، ص۱۶، ص۱۸، ص۵۷۔

سیرتِ پاک : آپ قطب ارشاد تھے۔ آپ کو مرتبہ غوثیت بھی حاصل تھا۔ آپ کمالات باطنی میں یکتا اور توحید میں لاثانی تھے۔ آپ کو نسبت جذب حاصل تھی۔ ترک وتجرید۔ قناعت وتوکل، ریاضت ومجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا، اسی وقت محتاجوں بیواؤں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ سائل آپ کے پاس سے کبھی خالی ہاتھ نہیں گیا۔

خوراک آپ کی بہت کم تھی۔ کھانا سادہ پسند فرماتے تھے۔ لباس آپ کا سفید اور سادہ ہوتا تھا۔ رنگین کپڑے نہیں پہنتے تھے۔ آپ کو علم ظاہر اور علم باطن میں کمال حاصل تھا۔ آپ منبع شریعت وطریقت تھے۔ فصاحت، بلاغت اور متانت میں بے نظیر تھے۔

تعلیمات : آپ کی تعلیمات اہل ذوق وشوق، اہل تصوف اور اہل عرفان ہی کے لیے مفید نہیں ہیں بلکہ ہر شخص آپ کی تعلیمات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اسلام کی زندگی : آپ فرماتے ہیں : [1]
"اسلام کی ترقی کا دارومدار اتفاق، اولوالعزمی اور غیرت پر ہے"

غیر اللہ سے بے پرواہی : آپ طالب حق کو یہ ہدایت فرماتے تھے : [2]
"غیر اللہ سے کبھی ملتجی نہ ہونا۔ کسی حاجت کے واسطے سوال نہ کرنا، کیونکہ سوال کرنا اصولِ طریقت کے بالکل خلاف ہے۔ اس لیے کہ حصولِ مقصد اصلی اسی پر منحصر ہے کہ طالب ماسوا اللہ سے بے سروکار رہو اور موجوداتِ عالم سے قطع تعلق کرے۔ سوال کرنا فقر کی شان عظمت کے منافی ہے، اور سبب تذلیل ہے۔ یہ رکیک فعل اعزاز فقراء کے پاک وشفاف دامن پر بدنما دھبہ لگاتا ہے۔

---

[1] [2] سیرتِ غوثیہ ص ۲۷، ص ۲۸، ص ۳۱۔

توحید: آپ فرماتے ہیں کہ:[1]

"توحید تین قسم کی ہے:

ایک توحید عامہ جس کو توحید شریعت کہتے ہیں۔

دوسری توحید خاص و توحید طریقت۔

تیسری خاص الخاص و توحید معرفت و حقیقت۔ توحید عالی بھی اسکا نام ہے۔

توحید عام میں جمہور خلائق شریک ہیں۔ اس توحید کا اصول احکام شرعی کی اتباع پر منحصر ہے۔ اور توحید خاص و خاص الخاص از روئے فیوضات باطنی حاصل ہوتی ہے۔ یہ توحید انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا حصہ خاص ہے۔

"زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا اور دل سے یکتائی حق پر اعتقاد رکھنا توحید عام ہے۔"

"اور تجلیات ذات مطلق کا قلب سالک پر متجلی ہونا اور ذرہ آفتاب میں بے امتیاز کمی و بیشی نور حق نظر آنا اور نور ذات کے سامنے ذرات وجود عالم کا معدوم ہونا اور ایک ذات کا نور پیش نظر رہنا توحید خاص ہے۔"

"موحد کا بحر ناپید اکنار توحید میں شناوری کرتے کرتے قعر دریائے ذات اقدس میں غوطہ مارنا اور محو در محو اور فنا در فنا ہو جانا اور کل کائنات کو مع اپنی ہستی خاص کے محو کرنا توحید خاص الخاص ہے۔"

سلوک: آپ فرماتے ہیں کہ:[2] "سلوک کے معنی لغت عربی میں چلنا ہے۔ خواہ سفر ظاہر ہو خواہ سفر باطن۔ مگر اہل تصوف کے نزدیک سیر فی اللہ سے مراد ہے۔ سیر فی اللہ میں منازل بہت ہیں اور اپنی ہستی سے گزر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے جس وقت تزکیۂ نفس ہو گیا اس وقت تزکیۂ دل کرنا چاہیئے تصفیۂ دل بے "پاس انفاس" کے ہو نہیں سکتا۔"

---

[1] سیرت غوثیہ ص۱۴۳ [2] سیرت غوثیہ ص۱۴۴

اقوال :
- جب خدا کے ساتھ ہو گیا تو کسی دوسرے مددگار کی چنداں ضرورت نہیں۔
- صبر اگرچہ کڑوا ہے لیکن پھل اس کا میٹھا ہے الصبر مفتاح الفرج کی تصدیق بڑے بڑے تجربوں سے ہو چکی ہے۔ صبر کے بعد خوشی ضرور ہوتی ہے۔
- مال و دولت، حسن و جمال پر غرور کرنا لاحاصل ہے۔ ایک نہ ایک دن ان کو ضرور زوال ہوگا۔
- استقامت اور استقلال انسان کے واسطے بڑی بیش بہا نعمت ہے۔
- ہر شخص نے اپنی خواہشات کے موافق جداگانہ قبلہ بنا رکھا ہے اور اسی خیال میں مستغرق اور منہمک ہے۔
- دنیا اور اس کی تمام اشیاء ہیچ ہیں۔ اس کی عارضی زیب و زینت پر مفتون ہونا ابدی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔
- دنیا مُردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتوں کی خاصیت رکھتے ہیں

اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی بدولت مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔
طمع سے ذلت اور قناعت سے عزت ہوتی ہے۔

- جس وقت تجلی ذات ہوتی ہے، ہر طرح سے اسرار توحید و یکتائی منکشف ہوتے ہیں۔
- عشق سے انسان کو حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے۔
- صفائی بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی اور جمال لایزال بغیر صفائی کے نہیں دکھائی دیتا۔

اوراد و وظائف : ذیل میں آپ کے چند اوراد و وظائف پیش کیے جاتے ہیں۔

اولاد کے واسطے : آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے بعد اکیس بار درود شریف پڑھے اور ایک سو اکیس ۱۲۱ بار رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ پڑھے پھر اکیس بار درود شریف پڑھے اور اپنے اُوپر دم کرے اور پانی پر دم کر کے خود بھی پئے اور

اپنی بیوی کو بھی پلا دے [1]

بخار سے اچھا ہونے کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو بخار آتا ہو تو مریض کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ درود شریف پڑھے پھر ایک سو اکیاون بار۔

قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ

پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور پانی پر یا دوائی پر دم کر کے پیئے [2]

مصیبت سے نجات کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو تو اس کو چاہیئے کہ بعد نماز عشاء گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر اکیاون بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

پڑھے اور پھر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دعا مانگے۔ مصیبت سے نجات پائے [3]۔

کشف و کرامات: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ عسرت اور تنگی معاش سے پریشان تھا آپ سے دعا کا خواستگار ہوا۔ آپ نے اس کو ایک چٹکی خاک دی اور تاکید فرمائی کہ اس کو سرہانے رکھنا اور فجر کی نماز کے بعد اکیس مرتبہ یہ پڑھا کرنا۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب　　گبرو ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم　　تو کہ با دشمناں نظر داری

اس شخص نے ایسا ہی کیا، اس کو پانچ روپیے روزانہ سرہانے سے ملنے لگے کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے آپ کی ہدایت کے خلاف اس بات کا ذکر لوگوں سے کیا، اسی روز سے روپیے ملنا بند ہو گئے [4]

عطا محمد کو دولت تو ملی تھی لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھے ضعیف ہو گئے تھے لیکن اولاد کی آرزو باقی تھی۔ عطا محمد نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو بیٹا پیدا ہوگا۔ آپ کی دعا سے عطا محمد کا گھر روشن ہوا [5] عطا محمد

---

[1] سیرت غوثیہ ص ۶۴ ص ۶۵۔ [2] سیرت غوثیہ ص ۶۶ ص ۶۷۔
[3] سیرت غوثیہ ص ۶۶ [4] [5] سیرت غوثیہ ص ۵۲ ص ۵۳۔

اپنے بچے کو آپ کے پاس لائے۔ آپ نے بچے کے سر پر اپنا ایک ہاتھ پھیرا، اور دوسرا ہاتھ عطا، محمد کے سر پر رکھ کر فرمایا ؎[۵]

پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است ۔۔۔ از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ایک شخص جو پانی پت میں نائب تحصیل دار تھا۔ آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے کوئی امتحان دیا تھا۔ ایک دن وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ امتحان دیا ہے کامیابی کے لیے دعا فرمایئے۔ اگر مستقل ہو جائے تو کیا اچھا ہو۔ آپ مسکرائے اور پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ایسی خوشخبری اوّل باپ دیا کرتا ہے۔"

وہ شخص جب واپس اپنے مکان پر گیا۔ اس کو اپنے والد کا خط ملا۔ اس وقت وہی خوشخبری اس کے والد نے اس کو تحریر کی تھی [۱]

پنڈت شومدت دہلی میں کمشنر کے سررشتہ دار تھے کمشنر ان سے کسی بات پر خفا ہو گیا اس نے ان کو برخاست کرنے کی دھمکی دی۔ پنڈت جی کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ وہ دہلی سے پانی پت آئے اور آپ کی خدمت میں آئے۔ پنڈت جی نے ایک مرتبان جس میں مربہ بھرا ہوا تھا آپ کو پیش کیا۔ آپ نے پنڈت جی سے دریافت فرمایا کہ مرتبان میں کیا ہے۔ پنڈت جی نے عرض کیا کہ "حضور کے لیے مربہ لایا ہوں۔"

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ: بہت خوب۔ مربی بیارو مربہ بخور۔" پھر پنڈت جی سے مخاطب ہوئے "کہو صاحب۔ اب تو کمشنر صاحب تم پر بہت مہربان ہیں۔" پنڈت جی نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا اور "میاں! تم کو تو اس نے ڈپٹی کر دیا ہے۔ تم پریشان نہ ہو خدا فضل کرے گا۔ وہ بھی مہربان ہو گا۔

بعد ازاں پنڈت جی کو معلوم ہوا کہ واقعی کمشنر نے ان کے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنانے کی پرزور سفارش کی ہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد پنڈت جی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہو گئے۔ [۲]

[۱-۲] سیرتِ غوثیہ ص۵۴ ص۵۵ ص۵۶۔

دست مُرد گیر تا مَردے شوی
جُز بمرداں نیست راہے رہبری

حصّہ نہم

باب ٦٩

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن قطبِ زماں اور مرشدِ دوراں تھے۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ محمد المعروف بہ مصباح العاشقین چشتی کی اولاد امجاد سے ہیں۔ ان کا مزار قصبہ ملانواں میں ہے۔

والد: آپ کے والد ماجد شیخ اہل اللہ ابن شیخ فیاض صوفی صافی تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی کے مرید تھے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی بصیرت کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے ملتا ہے اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ پر منتہی ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت کی خبر: آپ کے والد کے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی نے آپ کی ولادت کی خبر آپ کے والد کو دی تھی۔

ولادت: آپ قصبہ ملانواں میں ۱۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے

نام: آپ کا اصلی نام فضل رحمٰن ہے۔

پیشین گوئی: آپ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو ایک دن آپ کے والد آپ کو اپنے ہمراہ اپنے پیر و مرشد کے پاس لے گئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا:

"یہ لڑکا ہندوستان کا قطب ہوگا۔"

یہ کہہ کر اپنا لب آپ کے لب سے لگا دیا۔

بچپن کا ایک واقعہ: آپ بچوں کے ساتھ سڑک پر کھیل رہے تھے۔ ایک گاڑی گذری۔ آپ گاڑی کے پہیہ کے نیچے دب گئے۔ چہرہ اور سر پر سے پہیہ گذر گیا۔ ایک کان جاتا رہا۔

آثارِ بزرگی : ایک دن آپ اپنے والد کے ہمراہ جارہے تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی۔ آپ کے والد کے ساتھ ایک پنجرہ تھا، ایک کھیت سے گذر رہے تھے۔ آپ کے والد نے ایک خوشہ توڑ کر پرندہ کو پنجرہ میں ڈال دیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ آپ وہیں رُک گئے۔ آپ کے والد نے جب دیکھا کہ آپ نہیں آرہے ہیں تو آپ کو بلایا۔ آپ نے کہا کہ جب تک کھیت کا مالک نہ آئے گا اور معاف نہ کراؤں گا نہ آؤں گا۔" آپ کے والد نے وہ خوشہ پنجرہ سے نکال کر پھینک دیا۔ آپ تب والد کے ہمراہ ہو لیے۔

تعلیم : آپ نے لکھنؤ میں مولوی نور صاحب سے "شرح وقایہ" پڑھی۔ پھر دہلی تشریف لائے، اور حضرت مولانا اسحاق صاحب سے "صحاح ستہ" بطور درس پڑھی۔ حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے حاصل کی۔ لہ

بیعت وخلافت : آپ حضرت شاہ آفاق صاحب سے دہلی میں بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر ومرشد کی آپ پر نظرِ عنایت دیکھ کر اور مریدوں نے عرض کیا کہ وہ پہلے سے مرید ہیں لیکن ان پر اتنی نظرِ عنایت کیوں نہیں جتنی کہ مولانا فضلِ رحمٰن پر ہے۔ حضرت شاہ آفاق نے جواب دیا کہ:

"تم کو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ، اور ان کو خود حق تعالیٰ چاہتا ہے۔"

ازواج اور اولاد : آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی شیخ بدلے صاحب کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اُن کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ان دونوں لڑکوں، مولوی عبدالرحمٰن اور مولوی عبدالرحیم کا انتقال آپ کی حیات میں ہو گیا تھا۔ آپ نے دوسری شادی زلیخا بیگم کے ساتھ گنج مرادآباد میں کی۔ شادی کے بعد گنج مرادآباد میں سکونت اختیار کی۔ دوسری شادی سے حضرت احمد میاں اور بی بی شفقت پیدا ہوئیں۔ ٢ہ

وصیت : آپ نے وصیت فرمائی کہ نزع کے وقت حدیث شریف پڑھی جائے، تاکہ روح حدیث سنتے سنتے نکلے۔

لہ ٢ہ مسالک السالکین جلد دوم ص ۱۸۰ ص ۱۸۱

وفات : آپ ۲۲/ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو واصل بحق ہوئے مزار پُر انوار گنج مراد آباد (یوپی) میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء : آپ کے صاحب زادے حضرت احمد میاں اور مولا سید محمد علی کانپوری آپ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت احمد میاں آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

سیرت : آپ نے نوکری نہیں کی۔ دہلی میں کتاب کی تصحیح کا کام کرتے تھے۔ دو ڈھائی روپیہ اجرت کے مل جاتے تھے۔ باجرہ کی روٹی کھاتے تھے۔ مٹی کے برتن میں کھانا کھاتے تھے۔ گوشت چھوڑ دیا تھا۔ آپ کے پاس بستر نہ تھا۔ ایک چھوٹی سی چوکی پر چٹائی بچھی رہتی تھی اس پر نماز پڑھتے تھے جو کچھ آتا تھا شام تک خرچ کر دیتے تھے۔ توکل خدا پر تھا۔ بہت سخی تھے، تحفے جو آتے تھے تقسیم کر دیتے تھے۔ سنت کے سخت پابند تھے۔ اپنے پیر و مُرشد کی بہت عزت کرتے تھے۔ تہجد پابندی سے پڑھتے تھے۔ ذکر اور مراقبہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔

تعلیمات : آپ فرماتے ہیں کہ :ل

"مثنوی مولانا روم بہت پڑھا کرو میں سو آدمی قطب و ابدال ہو گئے ہیں۔"

آپ سے پوچھا گیا کہ مثنوی معنی کے ساتھ یا خالی الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے۔"

آپ نے جواب دیا" فقط لفظ کے پڑھنے والے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ :

"اشتیاق لقائے الہٰی یہی ولایت ہے۔ اتباع سنّت یہی غوثیت اور قطبیت ہے۔"

اقوال : • صاحب حال اور صاحب مقام ہونا آسان ہے۔ بالنسبت ہونا مشکل ہے۔

صاحب نسبت سے بیعت کرنا باعث نجات ہے۔ قیامت کے دن جب اس کے حال پر عنایت ہو گی تو اس کا پرتو اس کے مریدوں کو پہنچے گا اور سب اس کے ہمراہ جنت کو جائیں گے۔

ل مسالک السالکین جلد دوم ص ۱۹۵۔

کرامات: آپ نے اپنے ایک معتقد کو ایک وظیفہ خواب میں بتایا۔ بہت دنوں کے بعد وہ شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ وظیفہ تو بہت پہلے بتا دیا تھا، پھر وہی وظیفہ جو خواب میں بتایا تھا، اس کو تلقین فرمایا: [۱]

ایک شخص آپ کے پاس آرہا تھا، راستے میں ایک ندی پڑتی تھی۔ اسکا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپ کو یاد کیا، اور آپ کی امداد کا طالب ہوا۔ گھوڑا فوراً دلدل سے نکل گیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ:

"لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔"

یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑوں کے چاروں سم کے نشان معہ کیچڑ کے موجود تھے۔ [۲]

---

[۱] [۲] مسالک السالکین (جلد دوم) ص ۱۹۱ ص ۱۹۳۔

باب ۷۰

حضرت حاجی وارث علی شاہ

حضرت حاجی وارث علی شاہ قدوۃ السالکین ہیں۔ زبدۃ العارفین ہیں۔ وارثی سلسلہ کی ابتدا آپ سے ہوئی۔

خاندانی حالات: آپ کے خاندان کے بزرگ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور سے سکونت ترک کر کے ہندوستان آئے۔

والد: آپ کے والد بزرگوار کا نام سید قربان علی شاہ ہے۔ وہ دیوا (ضلع بارہ بنکی، یوپی) میں رہتے تھے اور وہاں کے رئیسوں میں ان کا شمار تھا۔ وہ صوفی منش رئیس تھے۔

ولادت: آپ نے ۱۲۳۲ھ میں دیوا میں عالم امکان کو زینت بخشی۔

بچپن کا صدمہ: ابھی آپ سنِ رشد کو نہ پہنچے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا انتقال آپ کی ولادت سے پہلے ہو چکا تھا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی، تو آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔ مکتب جانے لگے۔ آپ نے قرآن مجید سات سال کی عمر میں حفظ کیا۔

بچپن: عشق و محبت کے جذبات بچپن ہی سے جنگلوں اور ویرانوں میں لیے

پھرتے تھے۔ آپ کا دل شہر میں نہیں لگتا تھا۔

بیعت و خلافت: آپ اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ کے مُرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد کا قیام لکھنؤ میں رہتا تھا۔

بشارت: ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیر و مرشد آپ سے فرماتے ہیں کہ : "سفر کرو۔"

سیر و سیاحت: پیر و مرشد کا حکم پا کر اپنے وطنِ عزیز کو خیر باد کہا۔ دیوا سے جے پور تشریف لائے۔ جے پور سے اجمیر شریف غریب نواز کے دربار میں حاضر ہوتے۔ آستانہ میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ دروازہ پر جو شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے آپ سے کہا کہ جوتا پہن کر اندر جانا ادب کے خلاف ہے آپ نے وہیں جوتا اتارا اور پھر ساری عمر جوتا نہیں پہنا۔

اجمیر شریف سے بمبئی تشریف لے گئے۔ بمبئی سے جدہ گئے۔ ۲۹ رشعبان ۱۲۵۳ھ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ حج کا فریضہ ادا کر کے مدینہ منورہ گئے۔ کچھ دن وہاں رہے۔ پھر رختِ سفر باندھا۔ بیت المقدس۔ دمشق۔ بیروت۔ بغداد۔ کاظمین۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ، ایران، قسطنطنیہ کی سیاحت کر کے اور درویشوں سے مل کر پھر مکہ پہنچے۔ حج سے فارغ ہو کر افریقہ تشریف لے گئے۔

واپسی: وطن واپس آ کر آپ نے دیکھا کہ مکان شکستہ ہو چکا ہے اور آپ کے ساز و سامان پر آپ کے رشتہ دار قابض ہیں۔ ان کو یہ فکر ہوئی کہ شاید آپ جائداد وغیرہ واپس لیں گے اور ممکن ہے عدالتی کارروائی کریں۔ ان لوگوں کی بے اعتنائی اور بے رخی سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے وطن میں زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

سفر: آپ نے پھر رختِ سفر باندھا اور قرب و جوار کے مختلف مقامات کو زینت بخشی۔ آپ جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں میں گھومتے اور قدرت کا مشاہدہ کرتے تھے۔

وفات: ۹ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو آپ کو زکام کی شکایت ہوئی۔ وفات سے ایک دن قبل آپ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا: "ہم کل صبح چار بجے چلیں گے۔" آپ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۶ راپریل ۱۹۰۵ء کو رحمتِ حق میں

پیوست ہوگئے۔ مزارِ پُرانوارِ دیوا میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

حلقۂ ارادت آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع ہے۔ آپ کے خاص خاص مریدین حسبِ ذیل ہیں: سلطان عبد الحمید (ٹرکی) شیخ مظہر علی، شمس الدین، بدنام شاہ، میاں جہانگیر شاہ، جسٹس مولوی شرف الدین۔

سیرت آپ نے شادی نہیں کی۔ آپ جائداد، مکان، ساز و سامان وغیرہ سے بے نیاز تھے۔ فقر میں بادشاہی کرتے تھے۔ صابر، شاکر اور مستغنی تھے۔ روپے پیسے کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کو کوئی تحفہ پیش کرتا تو آپ اس سے بہتر چیز اس کو عطا فرماتے تھے۔ عفو و کرم آپ کا شعار تھا۔ آپ کسی قسم کی سواری پسند نہیں کرتے تھے۔ تانگے، بگھی، یکے میں نہیں بیٹھتے تھے۔ ریل اور جہاز میں نہیں بیٹھتے تھے۔ کمزوری کے باعث پالکی میں بادلِ ناخواستہ بیٹھتے تھے۔

سنت کے سخت پابند تھے۔ آپ نے سیاحت بہت فرمائی۔ خوراک بہت کم تھی۔ مدتوں ہفتہ میں ایک بار کھانا کھایا۔ پھر تیسرے روز کھانا کھانا شروع کیا۔ کمزوری کے باعث روز یا دوسرے دن تھوڑا سا کھا لیتے تھے۔ ثرید بہت شوق سے کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد خلال کرتے اور پھر ہاتھ دھوتے۔ آپ نے جب سے احرام باندھنا شروع کیا پھر اتارا نہیں۔ کربلا پہنچ کر آپ نے یہ طے کیا کہ تخت یا پلنگ پر نہ سوئیں گے۔ تمام عمر اس پر کاربند رہے۔

تعلیمات آپ فرماتے ہیں: "جس عورت کا خاوند موجود ہو اور اس کے پاس رہتا ہو، اُسے کھانے پینے اور ضروریات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ خاوند خود بخود اس کا انتظام کرتا ہے پھر جب خدا اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہے تو انسان اپنی روزی کے متعلق کیوں پریشان ہوتا ہے"۔

ایک مرتبہ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر ناری ہیں اور ایک ناجی۔ جب آپ سے اس فرقے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ حسد کے کتنے عدد ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حسد کے عدد بہتر ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا "بس جو فرقہ حسد سے باہر ہے وہ ناجی ہے"۔

اقوال آپ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:-

● جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے، خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔[1] ● محبت کرو۔[2]

---

[1]، [2] حیاتِ وارث ص ۲۲۴، ۲۵۵

● کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ[1] ● اسلام اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے[2] ● حسد سے احتراز کرو[3] ● محبت میں انتظام نہیں[4] ● اللہ اللہ کیا کرو[5] ● جس طرح بندوں کو روزی پہنچانا اللہ کی شانِ ربوبیت ہے اسی طرح اللہ کے نام کی مداومت بندوں کا اظہارِ عبودیت ہے[6] ● بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا[7] ● اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے جو بے غرض ہوتا ہے[8] ● خدا نے ہر کام کے واسطے ایک وقت مقرر کیا ہے[9]

● مشربِ عشق میں توحیدِ حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ اپنے وجود کے ادراک کی ایسی نفی کرنا کہ ہستی کے سامنے تعینات کی ہستی مفقود اور نابود ہو جائے اور فنا کے بعد حضرت احدیت کا وہ قرب واتصال نصیب ہو جس کو حیاتِ ابدی اور بقائے سرمدی کہتے ہیں[10] ● درحقیقت موحد وہ ہے کہ جس کا آخر اوّل کی طرف لوٹ آئے اور ایسا ہو جائے جیسا ہونے سے قبل تھا[11]

● جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے[12]

● مریدِ صادق وہ ہے کہ جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے[13] ● مرید کی کامیابی اس کے پیر کی عنایت پر موقوف ہے[14] ● مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمنزلہ طبیب کے ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو بیمار طبیب کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے اس کو شفا جلد ہوتی ہے[15]

● مرید کا مرکز تسلیم و محبت ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب اور جو قائم رہا وہ کامیاب ہوا[16]

● فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو[17] ● مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اور جب تک نہیں ملتا اس کا نام قطرہ ہوتا ہے اور جب مل جاتا ہے تو اسی قطرے کو سب دریا کہتے ہیں[18] محبت میں انسان گونگا اور بہرا ہو جاتا ہے[19]

اوراد و وظائف

ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف پیش کیے جاتے ہیں:

تنگ دستی دور ہونے کے واسطے آپ فرماتے ہیں[20] جو تصدیق کے ساتھ "یَا بَاسِطُ" پڑھتا ہے وہ تنگ دست نہیں رہتا۔

درود شریف آپ فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ آپ نے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھنے کی تاکید فرمائی[21]

۱؎ ۲؎ ۳؎ ۴؎ ۵؎ ۶؎ ۷؎ ۸؎ حیاتِ وارث ص ۲۶۹، ص ۲۶۹، ص ۲۷۳، ص ۲۷۷، ص ۲۲۳، ص ۲۷۹، ص ۲۸۶،
۹؎ ۱۰؎ ۱۱؎ ۱۲؎ ۱۳؎ ۱۴؎ ۱۵؎ ۱۶؎ ۱۷؎ ۱۸؎ ۱۹؎ حیاتِ وارث ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸
ص ۳۴۹، ص ۲۶۰، ص ۲۲۶، ص ۲۷۳

درود تاج ایک ضرورتمند نے اپنی حالت آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا[1] "شب کو دو رکعت نمازِ نفل کے بعد درودِ تاج پڑھ کر سویا کرو، مگر ہر رکعت میں سات مرتبہ سورۂ تکاثر پڑھنا اور صبر کی استدعا کرنا۔"

شغل سُلطان الاذکار آپ نے اپنے مخصوص مریدوں کو "شغل سلطان الاذکار" کی تعلیم فرمائی[2]

کرامات آپ جب پہلی مرتبہ حج کرنے جا رہے تھے تو محض خدا کے بھروسے پر سفر اختیار کیا تھا۔ کچھ زادِ راہ نہ رکھتے تھے۔ جہاز پر کئی روز آپ کو فاقہ ہوا۔ جہاز چلتے چلتے بیچ سمندر میں رُک گیا۔ جہاز کا کپتان مسلمان تھا۔ اس کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاز کے کپتان سے فرمایا:

"لوگ بھوکے ہیں اور تم سیر ہو کر کھاتے ہو، یہ اس کا وبال ہے۔"

جہاز کا کپتان پریشان ہوا۔ اُس نے یہ تدبیر سوچی کہ سب مسافروں کی دعوت کی۔ سب مسافر دعوت میں شریک ہوئے، لیکن آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔ دوسری شب کو جہاز کے کپتان نے وہی خواب دیکھا۔ اُس نے پھر سب مسافروں کی دعوت کی۔ آپ اس مرتبہ بھی شریک نہ ہوئے۔ اب تیسری مرتبہ جہاز کے کپتان کو وہی بشارت ہوئی۔ اس مرتبہ اس نے پھر سب کی دعوت کی، اور اسی خیال سے کہ کوئی مہمان رہ نہ جائے رجسٹر لے کر سب مسافروں کی حاضری لی۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ ایک مسافر غیر حاضر ہے اس نے آپ کو تلاش کیا اور کھانا پیش کیا۔ آپ نے کھانا کھایا۔ جہاز روانہ ہوا۔

عربی پاشا کے خدیو مصر کو معزول کرنے پر اور خدیو مصر کی انگریزوں سے امداد کرنے پر، برطانوی حکومت نے ہندوستانی فوجوں کو مصر جانے کا حکم دیا۔ علی محمد خاں رسالدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دور دراز سفر کا ذکر کیا۔

آپ نے فرمایا:

"علی محمدؐ! اگر تم پانی میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آگ میں ہو گے تو ہمراہ ہیں اور ہزار کوس پر ہو گے تو ہم تمہارے پاس ہیں۔"

رسالدار علی محمد خاں نے عرض کیا کہ "حضور مجھ کو مصر جانے کا حکم ملا ہے۔"

---

[1] [2] حیاتِ وارث ص ۲۸۲ ص ۲۹۲

آپ نے یہ سن کر علی محمد خاں رسالدار سے فرمایا :

"علی محمد مصر کے چاقو اچھے ہوتے ہیں - کیوں علی محمدؐ! اگر کوئی ہندوستانی افسر کہیں کارنمایاں سرانجام دے تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہوگی - ولایت اچھا شہر ہے - اب تم جاؤ "

ہندوستانی فوجوں نے مصر میں جوہر شجاعت دکھائے - مصری فوجوں کو شکست ہوئی - علی محمد خاں رسالدار کو اُن کی خدمات کے صلہ میں انگلستان بھیجا گیا ملکہ وکٹوریہ نے ان کی بہت عزت کی - جب علی محمد خاں رسالدار لوٹے تو مصر سے چاقو اور چھریاں لائے اور آپ کو پیش کیں -

---

کتابخانہ محمد ہارون موسیٰ

محمد یعقوب خاں سہروردی
۹۸ / کریم پارک - بلاک ۲ - کچاراوی روڈ - لاہور

حامد اینڈ کمپنی

ناشران اسلامی کتب

مدینہ منزل اردو بازار

لاہور

کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
الامن والعلیٰ	از اعلیحضرت بریلوی	۱۵ روپے
المامون	از علامہ شبلی نعمانی	۱۱ روپے (مجلد پارچہ)
الغزالی	از علامہ شبلی نعمانی	۱۲ " "
الوفا باحوال المصطفےٰ	از امام ابن جوزی مترجم علامہ محمد اشرف سیالوی	(زیر طبع)
اخبار التنزیل	تالیف: مولانا محمد اسمٰعیل	۱۲ روپے
۱۲ تقریریں	از علامہ محمد شریف نوری قصوری	۳۱ روپے
تذکرہ غوثیہ	(سید غوث علیشاہ قلندر قادری کے حالات)	۳۶ "
تذکرہ اولیائے پاک و ہند	از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	۲۱ روپے
توضیح البیان لخزائن العرفان	از علامہ غلام رسول سعیدی	۳۳ روپے
تذکرۃ المحدثین	از علامہ غلام رسول سعیدی	۲۷ روپے
تجلی الیقین	از اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی	۱۲ روپے
حجۃ اللہ البالغہ	از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم عبد الحق حقانی	۹۰ روپے
روحوں کی دنیا (حیات الموات فی بیان سماع الاموات)	از اعلیحضرت بریلوی	۱۸ روپے
دہلی کے بائیس خواجہ	از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	۱۳/۵۰ "
دیوان حافظ	مترجم: قاضی سجاد حسین	۳۶ روپے
سیرت رسول عربی	از مولانا نور بخش توکلی	۳۶ روپے
سنن نسائی شریف	مترجم: دوست محمد شاکر، حافظ عبد الستار	(زیر طبع)
نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی	از مولانا غلام قادر بھیروی	۱۰/۵۰ روپے (دونوں)
سرور الخاطر الفاتر فی ندا یا شیخ عبد القادر	از مولانا احمد علی بٹالوی	
سنی بہشتی زیور	از مفتی محمد خلیل خاں قادری	۲۷ روپے
شرح مسلم شریف	علامہ غلام رسول سعیدی	(زیر طبع)
طب روحانی مع خواص القرآن	از مولانا محمد ابراہیم دہلوی	۶/۶۰ روپے
عظیم نبی کی عظیم دعائیں	مرتب: سید حامد لطیف چشتی	۷/۵۰ روپے
فتاوٰے عالمگیری (فقہ اسلامی کا مستند ترین ذخیرہ)		۶۵۰ روپے مکمل سیٹ ۱۱ جلد
معین الہند	از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	۱۲ روپے
ملفوظات اعلیحضرت	امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۲۷ روپے
مثنوی مولانا روم	مترجم: قاضی سجاد حسین	۱۸۰ روپے مکمل سیٹ ۶ جلد ۳۰ "
مسند امام اعظم	مترجم: دوست محمد شاکر سیالوی	۳۵ روپے
میری نماز	مولف: مولانا محمد ادریس انصاری	۴ روپے
مسلمان بیوی	مولف: مولانا محمد ادریس انصاری	۴ روپے
مسلمان خاوند	مولف: مولانا محمد ادریس انصاری	۴ روپے
مسلمان خواتین کیلئے بیس سبق	از مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	۵/۵۰ روپے
منیر العین	امام احمد رضا خاں بریلوی	(زیر طبع)
مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات	مترجم: علامہ عبد الحکیم شرف قادری	(")
اسلام اور عصری ایجادات	مترجم: احمد میاں برکاتی	۷/۵۰ روپے
حسن المجرد فی شرح القصیدۃ البردہ	مترجم و شارح: مولانا عبد المالک محمود دی	۱۸ "
ہمارا اسلام (مکمل نو حصے دو جلدوں میں)	از مفتی محمد خلیل خاں قادری	۱۵/- جلد اول، ۱۹/- جلد دوم
حدیث شوق (مجموعہ نعت)	از راجا رشید محمود	(زیر طبع)
نوائے ظہوری (مجموعہ کلام)	از محمد علی ظہوری قصوری	۱۹/- مجلد ڈسٹ کور، ۶/۵۰ پیپر جلد
قائد اللغات	مولف: ابو نعیم عبد الحکیم خاں نشتر جالندھری	۱۲۵ روپے

زمنی پرنٹرز ۲۷ بی اردو بازار لاہور